

مکتبہ المکرّم

# سفرِ نامہ

(حج و زیارات)

بیت المقدس

کرپلائے معلیٰ

نجف اشرف

بغداد اشرف

4031

دستِ بیرون

مفتی احمد یار خان نعیمی





# انفحات

(حج و زیارات)

مُصَنَّف

شیخ التفسیر مفتی احمد یار خاں نعیمی

ناشر

مکتبہ اسلامیہ

۴۰۔ اردو بازار، لاہور

جُملہ حقوق محفوظ

87299

~~87299~~

نام کتاب \_\_\_\_\_ سفرنامے ( حج زیارات )  
مصنف \_\_\_\_\_ مفتی احمد یار خاں نعیمی  
بار اول \_\_\_\_\_ ۱۹۸۸ء / ۹-۱۴  
تعداد صفحات \_\_\_\_\_ ۲۹۲  
پرنٹرز \_\_\_\_\_ پیر بھائی پرنٹرز - لاہور  
ناشر \_\_\_\_\_ مکتبہ اسلامیہ، لم - اردو بازار لاہور  
تعداد \_\_\_\_\_ ۱۱۰۰  
قیمت \_\_\_\_\_ ۴.۵۱/- روپے

ادارہ کے کارکنان کو تحسین پیش کرتا ہوں جن کی مساعی جمیلہ سے یہ کتاب "سفر نامے" جدید انداز میں شائع ہو گئی ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حج زیارات کے دو سفر نامے "سفر نامہ حجاز" اور "سفر نامہ قبلتین" شائع ہوئے تھے بعد ازاں یہ عرصہ دراز تک اشاعت پذیر نہ ہو سکے جبکہ معتز قارئین کی پر زور فرمائش رہی۔

الحمد للہ اب یہ دونوں سفر نامے ایک ہی جلد میں یکجا کر کے مارکیٹ میں پیش کرنے کے سعادت نصیب ہوئے۔

ایک فرس تھا جو رب کریم کے فضل سے پورا کرنے ہوئے میں الطینان<sup>تلب</sup> محسوس کر رہا ہوں اللہ رب العزت کارکنان کو مزید ہمت عطا فرمائے۔

آمین

مفتی محمد مختار احمد نعیمی  
مکتبہ اسلامیہ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ  
كَانَ نَبِیًّا وَاَدْمَرِیْنَ الْمَاءِ وَالطَّیْنِ وَعَلَى الْاِیْدِ الطَّیْبِیْنَ  
وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

## دیباچہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری بہت روز کی دلی تمنائیں پوری فرمائیں  
۱۳۵ھ میں نے اپنا فریضہ حج ادا کیا۔ یہ حج دہوراجی کاٹھیاواڑ سے ہوا۔ پھر ۱۳۶ھ  
میں گجرات سے دوسرا حج اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ادا کیا والدہ مرحومہ نے اپنا حج کیا  
اور میں نے اپنے والد مرحوم مولانا محمد یار خاں صاحب کی طرف سے حج بدل ادا کیا۔ پھر  
تمنا تھی کہ کاش یہ عاجز گناہ گار اپنے پیارے نبی۔ نبیوں کے ستراج۔ صاحب معراج سید المرسلین  
شفیع المذنبین حضور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حج بدل کرے۔  
بار بار اسنگ اٹھتی دل میں جوش آتا سگریات نہ بنتی تھی۔ موقع نہ ہوتا تھا۔ یہ بھی تمنا تھی کہ  
کبھی بغداد مقدس میں حاضری حضور غوث الثقلین نجیب الطرفین۔ قطب ربانی محبوب سبحانی  
شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ مقدس پر حاضری نصیب  
ہو اور یہ غلام بنو اپنی آنکھوں سے آستانہ شریف کی زیارت کرے۔ کربلا شریف  
نجف اشرف۔ مشہد شریف جیسے بزرگ ترین آستانوں کی جاروب کشی اپنی پلکوں سے  
نصیب ہو۔ اور میں سید الشہداء بیکس دشت کربلا نور دیدہ علی مرضی لغت جگر جناب

مصطفیٰ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ دیکھوں۔ ولیوں کے سرتاج۔ اولیاء کے دولہا۔ طریقت کے سرچشمہ بادشاہ ابرار علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر ناصیہ فرمائی نصیب ہو۔ لیکن تدبیرین نہ آتی تھی دل کی تمنا دل میں رہ جاتی تھی۔ قربان اس مسبب الاسباب کی قدرت کے کہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں حج پاک ٹرانسپورٹ کمپنی کی طرف سے اشتہار شائع ہوئے کہ ہمارا قافلہ ۳۰ حج کو لے کر بغداد شریف کو بلا معلیٰ۔ نجف مقدس۔ ایران۔ عراق۔ نجد کویت ہوتا ہوا حرمین طیبین کو جا رہا ہے۔ میں نے اپنے محترم دوست الحاج صوفی محمد جمیل صاحب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ ان موصوف نے فرمایا کہ پار سال صرف اس کمپنی کے حصہ داران ہی جا سکتے تھے۔ شاید اس سال بھی حکومت پاکستان کی طرف سے یہ ہی قید لگے لہذا مناسب ہے کہ آپ پہلے کمپنی کا شیرچالیس روپیہ میں خرید لیں۔ تاکہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ فوراً میں نے اور میرے رفقاء صوبہ دار حاجی اللہ دتہ صاحب۔ سیٹھ حاجی محمد دین صاحب۔ ماسٹر الحاج اللہ دتہ صاحب دوکاندار نے حصص خرید لیے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے ٹیکے لگوائے اور پاسپورٹ اور ویزے کی درخواستیں کمپنی کی معرفت بھیج دیں اور ہم لوگ خدا کے فضل و کرم سے ۲۷ جون ۱۹۵۲ء اتوار کے دن روانہ ہو گئے۔ الحمد للہ اس مبارک سفر میں رب تعالیٰ نے ہم حج کو ان خصوصی نعمتوں سے نوازا جو عام بحری یا ہوائی سفروں میں میسر نہیں ہوتیں۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

نبلہ بزرگانِ ملت کی صحبت و رفاقت میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی سعادت تھی کہ ہم لوگوں کو تین چار ماہ حاصل رہی۔ ان بزرگوں میں حسب ذیل ہستیاں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت سائیں مولا بخش صاحب سجاوہ نشین کلیم شریف ضلع راولپنڈی۔ حسن اتفاق سے آپ ہماری ہی بس نمبر میں تھے۔ جناب الحاج اللہ دتہ صاحب نقشبندی جماعتی ساکن کنجاہ بڑے رفیق القلب۔ عاشق رسول نہایت متقی پیرمیزگار بزرگ تھے وہ اگرچہ ہماری بس میں تو نہ تھے بلکہ بس نمبر میں تھے۔ مگر قریباً ہر منزل پر ہمارا ان کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ ناظرین اس سفر نامے میں اکثر جگہ ان کے والہانہ عاشقانہ



اشعار ملاحظہ کریں گے۔ جو انہوں نے بزرگوں کے آستانوں پر حاضری کے وقت فی البدیہہ کہے۔ حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب مدیر رسالہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ جن کی متبرک تقریروں سے ہم لوگ راستے میں بھی اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی مستفید ہوتے رہے جن کے مضامین اس دوران میں ہی ماہ طیبہ میں پھپ کر مسلمانوں تک پہنچتے رہے۔ حضرت سید قاسم شاہ صاحب ساکن معین الدین پور ضلع گجرات۔ آپ بہت منکسر المزاج۔ متواضع بہت خوبیوں کے مالک تھے وغیرہم۔

نمبر ۲ پاکستان۔ ایران۔ عراق۔ کویت۔ نجد۔ حجاز کے مشہور مقامات کی دلچسپ  
نمبر ۳ بزرگان دین خصوصاً حضور غوثِ ثقلین سرکار بغداد۔ سید الشہداء امام حسین  
سید الاولیاء علی مرتضیٰ حضرت خواجہ حسن بصری۔ محمد ابن سیرین حضرت طلحہ۔ عبد اللہ  
بن زبیر۔ سلطان العارفين بايزيد بسطامي خواجہ فرید الدین عطار وغیرہم رضی اللہ عنہم  
کے آستانوں پر حاضری۔

نمبر ۴ ان حجاج کا عاشقانہ رنگ میں کوہِ دیباہاں طے کرنا۔ ریگستانوں سے عبور  
کرنا گویا دیارِ صیب کے شوق میں قاک چھاننا اور بیربنا۔

نمبر ۵ ممالکِ اسلامیہ کے مسلمانوں سے ملاقاتیں۔ اپنی کہنا۔ ان کی سنا۔  
نمبر ۶ طائف شریف کی حاضری۔ سید عبد اللہ ابن عباس کے روضے شریف کی  
زیارت۔ جبلِ غزالہ کے نظارے۔

نمبر ۷ شیریں فریاد کا شہر۔ دشتِ مجنون۔ بستی لیلے کے مناظر۔ یہ وہ چیزیں ہیں  
جو عام حجاج کو کم نصیب ہوتی ہیں۔

الحمد للہ کہ گجرات سے لے کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک ہم کسی کافر سلطنت کی  
ایک انچ زمین سے نہیں گزرے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی  
اسلامی سلطنتیں اتنی پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دائم و قائم رکھے۔

میں نے ایران عراق، کویت، حجاز والوں کے دلوں میں پاکستان اور یہاں کے  
مسلمانوں کی بے پناہ محبت محسوس کی۔ بعض حضرات ہمارے پاکستانی سکوں کو لے کر

جوتے تھے۔ اور پاکستان کے نام پر رو پڑتے تھے اور بطور یادگار اپنے سکوں کا ہمارے سکوں سے تبادلہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری یادگار ہمارے پاس اور ہماری تمہارا پاس فقیر نے کوشش کی ہے۔ کہ بزرگانِ دین کے آستانوں اور تاریخی یادگاروں کے صحیح پتے اور مشہور مقامات سے سمت اور فاصلے بتا دیئے جائیں۔ تاکہ زائرین کے لئے یہ کتاب رہبر ثابت ہو۔ اور ناظرین کے لئے دلچسپ اور باعثِ برکت ہو اگرچہ راستہ تکلیف دہ بھی ہے اور بعض جگہ خطرناک بھی اور متھکا دینے والا بھی ہے۔ مگر نعمتِ مشقت سے ہی ملتی ہے آخر میں فقیر نے حج و عمرے کا مختصر طریقہ عرض کر دیا ہے۔ تاکہ حجاج کے لئے یہ کتاب معلمِ کام دے۔ اور زائرین کے لئے رہبر کا۔

جو زائر یا حاجی یا ناظر اس کتاب سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ سیاہ کار گنہگار کو دعائے خیر سے یاد کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پاک سفر کی برکت سے سفرِ آخرت بھی آسان کرے اور ان سخت کڑی منزلوں کے وسیلے سے منزلِ قبر کو سہل بنائے۔ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ

احمد یار خان ناظم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ  
گجرات مغربی پاکستان



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۷ جون ۱۹۵۴ء یکشنبہ - ۲۵ شوال ۱۳۷۳ھ ہجری

۱۰ بجے دن راولپنڈی سے لاریاں روانہ ہوئیں۔ اہل راولپنڈی نے نہایت حوصلہ سے حجاج کی خاطر تواضع شربت سے کی۔ دروازے لگائے خوشیاں منائیں ۴ میل فاصلہ پر ایک سائیں صاحب نے بہت پر تکلف دعوت کی۔ شیطانہیہ کے پل پر پنجاب بس کے ڈرائیوروں نے حجاج کی شربت سے تواضع کی۔ ۱۰ بجے دوپہر قافلہ گجرات پہنچا۔ جہاں زمیندارہ سکول میں حجاج کے کھانے کا انتظام ہوا۔ مرغ پلاؤ۔ قورمہ۔ زردہ دہی دیا گیا۔ قریباً آٹھ سو آدمیوں نے کھانا کھایا۔ حسب ذیل حضرات کی طرف سے یہ دعوت تھی۔ صوفی محمد جمیل صاحب۔ میرا بخش صاحب۔ نواب مہدی حسن صاحب۔ حاجی میرا بخش صاحب۔ امیر حسین صاحب صراف۔ مرزا امین بیگ صاحب۔ کلمے خاں صاحب۔ سارے انتظام کا سہرا خاں صاحب کلمے خاں صاحب کے سر ہے۔

سو اپنا پنج بجے گجرات میں قافلہ کا گشت ہوا۔ مجھے بس میں جگہ نہ مل سکی۔ کیونکہ غیر حجاج سے لاریاں بھری ہوئی تھیں۔ اس لئے میں صوفی جمیل صاحب کے ہمراہ پی کپ میں روانہ ہوا۔ بابو اللہ دتا اور ماسٹر اللہ دتا ہمراہ ہیں۔ اور گوجرانوالا میں عصر کی نماز پڑھی۔ وہاں سے شیخوپورہ گیا۔ جہاں صوفی صاحب نے گھی جمع کیا ہوا تھا۔ ضلع سرگودھا سے پچیس من گھی جمع کیا گیا۔ وہاں ملک محمد شفیع صاحب نے شربت لسی سے تواضع کی۔ تین بس میں لائل پور حجاج کو لانے کے لئے روانہ کی گئیں۔ بعد مغرب ہماری پی کپ لاہور کی طرف روانہ ہوئی۔ صوفی جمیل صاحب نے دو گیلن پٹرول خریدا۔ تو دوکاندار سے رسید حاصل کی کمپنی کی طرف سے منٹوپارک میں قافلہ کا قیام تھا۔ نہایت وسیع اور پر فضاء میدان ہے۔ اور کمپنی کی طرف سے بجلی کے پاور کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا۔ سارا میدان بجلی کے

قیموں سے پر لقمہ نور بنا ہوا تھا۔ نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ بعد نماز کھانا کھایا۔ کھانے کا بہت اعلیٰ انتظام تھا۔ بکری کا قورمہ۔ میدہ کی روٹیاں۔ بہترین انتظام سے تقسیم کیا گیا

## ۲۸ جون ۱۹۵۴ء دو شنبہ ۲۶ شوال ۱۳۷۳ ہجری

صبح سویرے ہی اذانیں شروع ہو گئیں۔ میدان گونج گیا۔ مختلف جگہ نماز فجر باجماعت ادا کی گئی۔ خشک بسکٹ اور چائے کا ناشتہ کمپنی کی طرف سے کرایا گیا۔ بعد ازاں حضرت عزیز الدین صاحب پیرمکی کے مزار شریف پر حاضری نصیب ہوئی۔ پھر حضور داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ جہاں حضرت مولانا الحاج مفتی مسرور احمد صاحب لائلپوری سے شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔ حضرت سید محمد معصوم شاہ صاحب نے ناشتہ کرایا پھر حزب الاحناف میں حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات دام ظلہم سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ دوپہر کی دعوت اہل لاہور کی طرف سے تھی۔ جس میں بہت دیر ہوئی۔ قریباً تین بجے کھانا ملا۔ جس سے حجاج نے بہت تکلیف محسوس کی۔ آج بعض احباب گجرات سے ملنے آئے۔ کیونکہ انہیں خبر تھی کہ آج قافلہ کا قیام لاہور میں ہے۔ جن میں خاں حسنا گلے خاں نیازی۔ نواب زادہ مہدی حسن خاں صاحب۔ برخوردار محمد میاں سلمہ قاضی محمد افضل صاحب کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

بوقت غروب آفتاب حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ کیمپ میں تشریف لائے۔ نماز مغرب انہوں نے ہی پڑھائی۔ بعد نماز مغرب بعض اہالیان لاہور کی طرف سے بہت پر تکلف دعوت دی گئی۔ جس میں نفیس بریانی اور قورمہ پیش کیا گیا۔ پھر موٹی جمیل صاحب کی طرف سے لاڈ ڈا سپیکر پر اعلان ہوا کہ نماز پنجگانہ مفتی احمدیہ خاں صاحب پڑھایا کریں اور سب مسلمان ایک جگہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھا کریں۔

## ۲۹ جون ۱۹۵۴ء ۲۷ شوال ۱۳۷۳ ہجری

آج صبح اندھیرے ہی فجر کی نماز کے بعد اعلان ہو گیا کہ تمام حجاج تیار رہیں۔ بجے



روانگی ہے۔ اس اعلان سے عام چہل پہل ہو گئی۔ ہر حاجی ذوق میں ڈوبا ہوا ہے سامان رکھے جا رہے ہیں۔ لاہور کے احباب کا تانا باندا ہوا ہے۔ کیمپ میں میلانگ گیا ہے۔ نہ معلوم اتنے پھول دہار کہاں سے آگئے ہیں کہ ہر ایک حاجی کا گلا بھر ہوا ہے۔ لاہور کے احباب کے شوق کا یہ عالم ہے کہ حاجیوں سے گلے مل کر رو رہے ہیں۔ کوئی بس سے لیٹ کر روتا ہے کوئی ٹاشروں کو چومتا ہے کہ یہ در محبوب کو جا رہے ہیں۔ کوئی آنکھ نہیں جو آنسوؤں سے بھسکی نہ ہو۔ دلوں کی عجب حالت ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی۔ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب حقیقی ہیں۔

در ہر دے سودائے تو عالم ہمہ شیدا ہے تو

ہر شخص رو رو کر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا۔ اعلان ہو گیا ہے کہ ۷ بجے قافلہ کی روانگی ہے ۱۸ لاریاں اور ایک کار پر قافلہ مشتمل ہے جن میں ۱۳ لاریاں حجاج کی ہیں اور ایک بس ڈاکٹر کی جس کے انچارج ڈاکٹر انوار الحق اور مسید عبدالرشید صاحب ہیں دو ڈسپنسر ایک نرسنگ اردلی ہے۔ اس بس میں چار بیماریوں کے سونے کی جگہ ہے۔ اور ہر قسم کی دوائیں جو پروگرام کے مطابق ہیں موجود ہیں دو بسیں راشن کی ہیں اور ایک پانی کا ٹینک جس میں آٹھ سو گیلن پانی بہ وقت موجود رہ سکتا ہے ایک بریک ڈاؤن ہے۔ ہر بس میں ساٹھ گیلن پانی حاجیوں کی وقتی ضرورت کے لیے موجود ہے نمبر کی لاری میں لاؤڈ سپیکر فٹ کیا ہوا ہے۔ اسی ہی فرنٹ سیٹ کی نمبر ہماری سیٹ ہے۔ اس لاؤڈ سپیکر سے حجاج کو ہدایات جاری کی جا رہی ہیں۔ اس وقت برخوردار مفتی محمد میاں سلمہ نے یہ نظم بہت ذوق سے پڑھی۔

زاشرود کی بھٹی ہو روضہ تیرا ہو میں نہ ہوں

وائے ناکامی کہ اک خلق خدا ہو۔ میں نہ ہوں

دل کی دل ہی میں مری جاتی ہیں گھٹ کر حشر تیں

قافلہ ملک عرب کو جا رہا ہو۔ میں نہ ہوں

مدقہ اس روضہ کے دل سے جسم سے اوجان

اک جہاں اک خلق اک عالم فدا ہو۔ میں نہ ہوں

میں وہ ردِ خلیق ٹھہرا ہوں کہ بزمِ شامیں  
انس ہوں جن ہوں فرشتے ہوں ہوا ہوں میں نہ ہوں  
کس طرح روضہ پہ جا کر یا خدا ہوں باریاب  
جب میری تقدیر میں یہ ہے لکھا کہ میں نہ ہوں  
دفتر ذکرِ نبی حافظ ہے تیری یادگار

تاقیامت نطق میں شہرہ میرا ہو۔ میں نہ ہوں  
ساٹھ چھ بیچ گئے ہم نے لاؤڈ اسپیکر پر حجاج کو ہدایت کی کہ آپ لوگ یہ دعا پڑھ کر لاریوں  
پر قدم رکھیں۔ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا  
لَمُنْقَلِبُونَ۔ اہل لاہور نے یہ پڑھ کر حجاج کو وداع کیا۔ نَسْتَوِيَعُ اللَّهُ دِينَكُمْ وَ  
أَمَّا نَكُمْ وَحَسَنَ خَاتَمَتِكُمْ۔

لاریوں کو ترتیب دے لی گئی اور فلک شگاف نعرة تکریر اللہ اکبر نعرہ رسالت یا  
رسول اللہ کے ساتھ لاریاں چل پڑیں۔ لاہوری احباب کی دو طرفہ قطاریں تاحد نظر کھڑی  
ہیں بیچ میں لاریاں چل رہی ہیں اور وداع کر نیوالوں کی قطاریں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں۔  
ظہیر کے جانیوالے میرا سلام لے جا سلطانِ دو جہاں تک میرا سلام لے جا  
راستہ میں جو بستی پڑتی ہے وہاں کے باشندے دو روہیہ قطاروں کے استقبال کرتے  
ہیں۔ کوٹ رادھا کرشن پر بہت پُر زور مظاہرہ کیا گیا۔ پتوکی پر برف کا شربت تیار کیا گیا بیشما  
جمع حجاج کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ مگر قافلہ وہاں نہ رک سکا۔ معذرت کر دی گئی کہ  
آپ کے ہاں قیام کا ہمارا پروگرام نہیں ہے۔

اداکار میں داخلہ ہوا۔ وہاں سٹیج کاٹن مل کے بڑے ہال کمرے میں حجاج کو شربت  
پلایا گیا۔ مولانا غلام علی صاحب سکنہ بیانیہ ضلع گجرات استقبال کے لئے تشریف فرما ہیں  
جنہوں نے حجاج کی بہت خدمت کی۔ وہاں پاؤ گھنٹہ قیام کے بعد قافلہ منٹگری روانہ  
ہو گیا۔ بارہ بجے دوپہر منٹگری پہنچا۔ وہاں حجاج نے ٹیوب ویل پر غسل کیا۔ کپڑے دھوئے عبد الحمید  
صاحب بنگلہ والے کی طرف سے حجاج کی دعوت تھی۔ پونے چھ بجے قافلہ منٹگری سے روانہ



ہوا۔ راستہ میں عجیب پر کیف منظر تھا۔ بسوں میں سے صلوٰۃ و سلام کی آوازیں آتی تھیں۔ صلّی علیٰ نبیٰ صلّی علیٰ محمد کی آوازوں سے میدان گونجتے تھے۔ راستہ میں کچے کھوکھے کے نزدیک ایک نالے پر میدان میں نماز مغرب پڑھی۔ خود سالار قافلہ شیخ کرم الہی صاحب مینچنگ ڈائرکٹرنے نماز پڑھائی۔ قریباً دس بجے شب کو قافلہ ملتان شریف پہنچا۔ بیرون دولت گیٹ۔ باغ عام خاص میں قافلہ کا قیام ہوا۔ حاجی خدا بخش صاحب کی طرف سے حجاج کی مہمانی کی گئی۔

### ۳۰ جون ۱۹۵۲ء ۲۸ شوال ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

صبح صادق کا سہانا وقت ہے کہ قافلہ میں اذان ہوئی۔ تمام حجاج جماعت کے لیے جمع ہو گئے۔ خود میں نے نماز پڑھائی۔ بعد نماز کچھ مسائل حج کے بیان کئے۔ لوگوں نے وعدہ لیا کہ روزانہ مسائل بیان کئے جاویں۔ کیونکہ حجاج کو ان کی سخت ضرورت رہتی ہے اب ملتان کے مزارات پر حاضری دینے جا رہے ہیں۔ حسب ذیل مزارات طاہرات پر حاضری نصیب ہوئی

نمبر ۱۔ حضرت جمال اللہ صاحب حافظ گھر حضرت کا مزار پر انوار خاص عام باغ سے شرقی جانب قریب ہی ہے۔ آپ کو حافظ گھر اس لیے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے نماز فجر پڑھائی۔ پہلے سلام میں تمام وہ مقتدی قدرتاً حافظ ہو گئے جو اپنے جانب تھے اور بائیں سلام پر تمام وہ لوگ حافظ ہو گئے جو بائیں طرف تھے اسلئے آپ کا لقب حافظ گھر ہوا۔  
نمبر ۲۔ حضرت شمس صاحب قدس سرہ۔ حضرت کا مزار پر انوار حافظ گھر صاحب کے مزار سے قریب ہی ہے۔ بڑا باغ فیض مزار ہے۔ لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ لیکن حضرت شمس تبریز نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

نمبر ۳۔ حضرت خوث بہاء الحق صاحب ملتانی۔ آپ کا مزار شریف مزج ضلّٰق ہے بہت فیض جاری ہے۔ پائنتی کی طرف ایک قبر کا نشان ہے مگر قبر نہیں۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ آپ کے پوتے شاہ رکن عالم کا مزار تھا۔ آپ نے خواب میں فرمایا کہ ہم پی تبریں

ان کے ادب کی وجہ سے پاؤں سمیٹتے ہیں۔ ہم کو فلاں جگہ دفن کرو چنانچہ یہاں دفن کیا گیا  
نمبر ۴۔ شاہ رکن عالم آپ کا مزار غوث بہا الحق کے پائنتی قریباً ایک ہزار

گز کے فاصلہ پر ہے۔

نمبر ۵۔ سائیں چپ شاہ۔ یہ بزرگ اسم بامسئیٰ ہیں۔ زندگی میں بھی خاموش رہے  
اب بھی وہاں سناٹا ہے۔

نمبر ۶۔ شاہ ودیرے صاحب۔ ان کاوصاں قریباً تیسہ ہجری میں ہوا لوگ انہیں شاہ  
گرڈ بڑ کہتے ہیں۔ مگر نام شاہ ودیرا ہے۔ یہ نہ معلوم ہوسکا کہ اس نام کی وجہ کیا ہے۔ آپ کا  
مزار سائیں چپ شاہ کے متصل ہے۔

نمبر ۷۔ حضرت موسے پاک شہید یہ بزرگ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ  
اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔ پاک دروازہ میں مزار پر انوار ہے۔ حضرت مخدوم شوکت حسین صاحب  
مذللہ زیب سجادہ ہیں۔ مخدوم صاحب بہت ہی اخلاق سے پیش آئے۔ وہاں فاتحہ کے  
بعد اس مصلے کی زیارت کی جسے شیخ نے طور فرمایا اور وہ اصلی کا درخت بھی دیکھا جسے حضرت  
شیخ نے وادی سینا فرمایا ہے۔ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

نمبر ۸۔ مدرسہ انوار العلوم میں حاضری دی جو کہ کچھری روڈ پر چھٹیک چوکی کے پاس  
اہل سنت کا بڑا مدرسہ ہے وہاں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی سے شرفِ ملاقات  
حاصل ہوا۔ حضرت ممدوح بہت اخلاق سے پیش آئے پھر حضرت خود بھی ہمارے کیمپ  
میں عین دوپہر میں تشریف لائے حضرت کاظمی اہل سنت کے مایۃ ناز بلند پاریہ عالم ہیں۔  
نمبر ۹۔ آج دوپہر کو کمپنی نے حجاج کو کھانا دیا۔ آموں کی دعوت کی۔ صوفی الحاج

محمد جمیل صاحب کا انتظام نہایت معقول تھا۔ ساڑھے چار بجے قافلہ ملتان سے سکھ روانہ  
ہوا۔ اہل ملتان نے بہت پر جوش نعروں اور دعاؤں سے حجاج کو الوداع کہا۔ دو روپہ  
انسانوں کی قطاریں تھیں۔ عجیب منظر تھا راستہ میں مظفر گڑھ پہنچے۔ یہاں ۵ بجکر چالیس  
منٹ پر سورج گرہن لگا۔ اور تقریباً سارا سورج ٹھہر گیا۔ ایک کنار اباقی رہ گیا تھا۔ چونکہ  
عصر کے بعد کا وقت تھا۔ اس لئے نماز کسوف نہ پڑھی گئی۔ صرف دعاؤں پر قناعت کی گئی

رات کے ۹ بجے مقام پنج ند پہنچے۔ یہ جگہ ملتان سے قریباً ۴۰ میل جیہاں پانچ ہیڈ واقع ہیں۔ عجیب پر کیف منظر ہے۔ تاحہ نظر پانی ہی پانی ہے۔ شب میں بجلیوں کا پانی میں عکس اور پانی گرنے کا شور عجیب کیف پیدا کر رہا ہے۔ وہاں نماز عشاء پڑھی کھانا کھایا اور کوچ کی تیاری ہو گئی۔ ۱۔

آج رات کو سفر ہو رہا ہے۔ میں اپنی بس چھوڑ کر ڈاکٹر صاحب کی بس میں سفر کر رہا ہوں۔ اس بس میں چار مریضوں کے آرام کرنے کا انتظام ہے۔ راستہ بہت خراب ہے۔ اچھل اچھل پڑتا ہوں۔ رات کے ڈیڑھ بجے خان بیلہ سے بسیں گزریں۔ وہاں جناب ڈی ایس پی۔ عبدالرشید صاحب نے گیارہ ٹوکے آم لیموں، شکر و شربت کی بوتلیں حجاج کے لئے پیش کیں۔ جو بصد شکر یہ قبول کی گئیں۔ یہ بیچارے چار بجے شام سے سڑک پر حاجیوں کے قافلہ کے منظر رہے۔ پھر شب میں اپنے ملازم کو سڑک پر چھوڑ گئے۔ اور اطلاع پاتے ہی اپنی کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ اور حاجیوں سے بار بار کہتے تھے کہ مدینہ پاک پہنچ کر میری بخشش کی دعائیں کرنا میں بہت گنہگار ہوں۔ حضور کی بارگاہ میں میرا سلام اس طرح پیش کرنا کہ اس کا سلام قبول ہو جو آپ کو سلام کرنے کے لائق نہیں۔

## یکم جولائی ۱۹۵۲ء ۲۹ شوال ۱۳۷۳ھ یوم پنجشنبہ

تمام رات سفر کر کے صادق آباد ریاست بہاولپور میں نماز فجر ادا کی۔ مولانا محمد بشیر صاحب کو شلوی نے نماز پڑھائی۔ ۸ بجے سکھ پہنچے۔ یہاں غضب کی گرمی ہے گویا سکھ سقر بنا ہوا ہے مگر کمپنی کا انتظام لب دریا سندھ ایک آم کے باغ میں ہے حجاج ٹھنڈے سایہ میں آرام کر رہے۔ شب بیداری کی وجہ سے سب مضمحل ہیں۔ بعض کے سر میں چوٹ لگ گئی ہے۔ بعض کی چھت سے ٹکر ہوئی۔ کیوں کہ راستہ میں ۷ میل سڑک خراب تھی۔ مگر دل پر مدینہ پاک کی ٹھنڈی ہوائیں آرہی ہیں۔ جس نے تمام مشکلات کو آسان کر دیا ہے۔ مشکلات ترقی درجات کا ذریعہ ہیں۔

مصرع - سو بار جب عقیق کٹا تب نگین ہوا

سکھ کے لوگوں نے اس قافلہ سے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ یا تو ان کو خبر ہی نہ ہوئی۔ یا



انہیں ان امور کی طرف رغبت نہیں۔ چار بجے سکھر شہر میں قافلہ داخل ہوا۔ موٹروں نے پیڑوں خرید اور سو پانچ بجے کوٹہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

شکار پور سے قافلہ بلا روک ٹوک نکل گیا۔ مگر جبکہ آباد اور جھٹ پٹ میں پولیس نے قافلہ روک لیا۔ تفتیش کی لاریوں کے نمبر ڈرائیوروں کے نام نوٹ کئے پھر روانہ کیا۔

جھٹ پٹ سے سب سے قریب سومیل تک پانی کا نام نہیں۔ نہ کوئی آبادی ہے نہ جنگل میں سبزہ۔ عرب کا علاقہ ہے۔ رات کو انبجے ہمارا قافلہ ڈھادڑ ریاست قلات میں داخل ہوا یہاں پانی کا چشمہ ہے قافلہ یہاں ٹھہرا یہاں ہی کھانا کھایا۔ اور رات گزاری یہ جگہ سستی سے دس میل دور ہے یہاں سے کوٹہ نوے میل ہے اس حساب سے سستی سے کوٹہ ۱۰۰ میل دور ہے آج ذیقعد کا چاند نہیں ہوا کل ہوگا۔

## دو جولائی ۱۹۵۲ء۔ ۳ شوال ۱۳۷۲ھ جمعہ

آج صبح سویرے قافلہ میں بہت چہل پہل ہے۔ اور گویا آج سے ہمارا سفر شروع ہو رہا ہے۔ کیونکہ سکھر تک کی جگہ دیکھی بھالی تھی۔ اب نیا سفر شروع ہے۔ ساڑھے چھ بجے قافلہ ڈھادڑ سے روانہ ہوا۔ کوٹہ کا راستہ زلف محبوب کی طرح خمدار پچیدہ ہے سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا گیا ہے۔ پہاڑ کی چڑھائی ہے۔ ڈھادڑ سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی درے کے بیچ میں ایک جگہ آئی جسے چھ کہتے ہیں۔ یہاں نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے حکومت نے چشمہ پر سرنگ کی سی عمارت بنا دی ہے جس پر لڑھے کا دروازہ ہے۔ جو کھلا ہوا ہے حاج اس چشمہ میں داخل ہو گئے اور خوب غسل کیا جو لطف یہاں آیا وہ زندگی میں کبھی نہیں آیا۔ یہ چشمہ دیکھ کر بے اختیار زبان سے نکلا کہ مولا جنت کی نہریں کیسی ہونگی ایک گھنٹہ یہ لطف رہا۔ اور وہاں سے قافلہ کوٹہ کی طرف چل پڑا۔ ساڑھے گیارہ بجے دن کو کوٹہ پہنچے۔ نماز جمعہ ادا کی حضرت سید سلیم شاہ صاحب میرٹھی امام جامع مسجد چھاوٹی سے ملاقات کرنے چھاوٹی گئے ٹٹے مقدس بزرگ ہیں۔ پھر بازار کا رخ کیا۔ کوٹہ کا بازار پھلوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسٹیشن کے قریب مدرسہ مطہر العلوم کے وسیع میدان میں قافلہ کا قیام ہے۔ ہم ایک گوشہ میں ٹھہرے ہیں

جہاں انگور کی بیل کا سایہ ہے۔ جس میں کچے انگوروں کے بڑے بڑے خوشے لٹک رہے ہیں۔ پختہ نمازوں کی جماعت فقیر کے ذمہ ہے۔ بابواللہ دنا صاحب صوبہ دار اذان پر مامور ہیں۔ آج شام ذیقعد کا چاند ہو گیا ہے۔ جسے دیکھ کر یہ دعا مسنونہ پڑھی۔ اللّٰهُمَّ اِنَّا اَخْرَجْنَا بِالْخَيْرِ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوْلَدًا بِالْخَيْرِ

## ۳ جولائی ۱۹۵۲ء یکم ذیقعد ۱۳۷۱ھ شنبہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج ہم تمام حجاج کے تمام ممالک کے ویزے کراچی سے کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ ایران۔ عراق۔ کویت۔ حجاز کی حکومتوں نے ہم کو اپنے ممالک میں داخل ہونے اور وہاں ٹھہرنے گزرنے کی اجازت دیدی۔ شیخ کرم الہی صاحب نے مشورہ دیا کہ آپ لوگ اپنا کچھ پاکستانی سکہ ایرانی سکہ میں تبدیل کر لیں تاکہ وہاں خرچ میں آسانی رہے۔ آج کوئٹے میں پاکستانی روپیہ کا بھاؤ کچھ گرا ہوا ہے۔ یعنی پہلے پاکستانی سو روپیہ کے ایک سو ستر، اتمان ملتے تھے۔ آج ایک سو چالیس تمان مل رہے ہیں۔ ایرانی روپیہ کو تمان کہتے ہیں۔ جو دس ریال ایرانی کا ہوتا ہے۔ آج کوئٹہ کافرٹ مارکیٹ دیکھا۔ بہت خوبصورت ہے مگر چھل گراں ہیں۔ سبزی بھی نہایت گراں ہے۔

آج بعد نماز مغرب مولوی نور محمد صاحب ایمن آبادی نے جو کوئٹے تک حجاج کے ساتھ آئے ہیں۔ نہایت پُر درد و داعیہ نظم پڑھی جس کا ایک شعر یہ تھا۔

عاجیاں نے حج دلوں کیتیاں تیاریاں

مولانا دے خیر نال مننر لال نے بھاریاں

اور عاجیوں سے کہا کہ بھائیو پانی کا خیال رکھنا۔ میں پارساں اس راستے پر سفر کر چکا ہوں

## ۴ جولائی ۱۹۵۲ء ۲ ذیقعد ۱۳۷۱ھ یکشنبہ

آج چونکہ اتوار ہے۔ بینک بند ہے حجاج کو زرنبادلہ وصول نہ ہو سکا۔ اب کل دو شنبہ کو وصول ہوگا۔ تب ان شاء اللہ قافلہ کی روانگی ہوگی۔ سید عبد الحمید خطیب سفیر مملکت سعودیہ

برائے پاکستان بسلسلہ علاج کو ٹرٹہ آئے ہوئے ہیں آج ۱۱ بجے دوپہر حجاج کیمپ میں آرہے ہیں ان کے معائنہ کے انتظامات بڑے زور و شور سے ہو رہے ہیں۔ تمام حجاج نے لباس تبدیل کئے اپنے اپنے ٹھکانے صاف کئے۔ کیمپ نے تمام بسوں کی صفائی کرا کر انہیں قطاً وار کھڑا کر دیا ہے۔ چھڑکاؤ وغیرہ کر دیا گیا۔ اچانک ان کی کار آئی وہ اترے۔ ساتھ ہی ایک ترجمان ہے جو ہماری اردو انہیں عربی کر کے سمجھاتا ہے اور ان کی عربی ہمیں اردو کر کے بتاتا ہے۔ سفیر صاحب کے اترتے ہی تمام کیمپ نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر، نعرہ رسالت۔ یا رسول اللہ سید عبدالحمید صاحب زندہ باد کے نعروں سے گونج گیا۔ آپ کے ہمراہ شیخ کرم الہی صاحب جنرل ڈاکٹر اور صوفی جمیل صاحب ڈاکٹر ٹرہیں جو سفیر صاحب کو پھر حجاز کا معائنہ کر رہے ہیں سفیر صاحب نہایت نفیس اور قیمتی لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں کمر پر سنہری منقوش پیٹی بندی ہے جس میں خنجر ہے جس کا کیس خالص سونے کا ہے۔ نیز دستہ بھی سونے کا ہے خوبصورت جوان ہیں۔ مدرسہ مطلع العلوم والوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں مدرسہ کا معائنہ کرایا۔ سفیر صاحب موصوف نے مبلغ پانچ سو روپیہ سکا پاکستانی کا اگر انقدر عطیہ مدرسہ کو عطا فرمایا۔ اور دو تحریریں معائنہ بک پر ثبت فرمائیں۔ ایک میں حجاج کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ دوسری میں کیمپ چیئر مین سپورٹ کی بہت توصیف و تعریف فرماتے ہوئے اپنی انتہائی خوشنودی کا اظہار کیا ہے۔ کہ جناب شیخ کرم الہی صاحب نے اپنی ہمت و جرات سے جنگل کو شہر اور ویرانہ کو آبادی میں تبدیل کر دیا ہے۔ بجلی کا انجن، پانی کی ٹنکی، راشن گاڑی، ڈاکٹر اور دو ایس غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس کی ضروریات پوری نہ کر دی گئی ہوں جناب شیخ کرم الہی صاحب نے اس مدرسہ کو ۲۰۰ روپیہ اپنی جیب خاص سے اور پانچ سو روپیہ چیئر مین سپورٹ کی طرف سے عطا فرمائے۔

آج بعد نماز عصر ہم تفریح کے لئے جنگل کی طرف نکل گئے۔ ہمارا پڑاؤ یعنی مدرسہ مطلع العلوم سے غربی و جنوبی طرف قریب ہی ریلوے عید گاہ ہے۔ جس میں بادام کے درخت بھی ہیں۔ اس کے قریب دو بزرگوں کے مزار شریف ہیں۔ ایک بزرگ کا اسم شریف بابا سائیں دوسرے بزرگ کا نام سمندر شاہ صاحب ہے۔ وہاں حاضری دی۔ مخلوق کا اس طرف بوجھ



ان خانقاہوں سے ملا ہوا ایک وسیع باغ ہے جس میں سیب بادام۔ انار۔ انگور کے بہت درخت ہیں۔ بہت پر فضا باغ ہے۔ کچھ کچے بادام کھائے۔ سیب بالکل خام ہیں۔ انگور کا موسم ابھی نہیں ہے۔ غزنی کے بہت پر لطف جگہ ہے۔ اس سے متصل ایک قدرتی چشمے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا میٹھا ہے اس سے کچھ فاصلہ پر تپ دق کا ہسپتال ہے۔ جہاں تپ دق کے بیمار کثرت سے آتے ہیں۔

## ۵ جولائی ۱۹۵۲ء ۳ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ دوشنبہ

آج کا دن بہت کشمکش میں گزرا کیونکہ آج زرتباد اور وصول کرنے کی تاریخ ہے۔ تمام حجاج اسٹیٹ بینک پاکستان کوٹہ میں جمع ہو گئے اگرچہ بہت انتظام سے روپیہ تقسیم کیا گیا۔ تین قطاریں حجاج کی بنائی گئیں جنہیں تین کلرکوں نے تین ٹکڑیوں سے روپیہ دیا۔ مگر پھر بھی قریباً ۴ سو حجاجوں کو روپیہ دینا معمولی کام نہ تھا۔ کافی دیر لگی۔ بعض حجاج کے رزرویشن کارڈ لم ہو گئے۔ جن کو بہت دشواری پیش آئی۔ انہیں کی وجہ سے تمام قافلہ رکارہا اور بہت دیر لگی

کوٹہ میں جہالت بہت ہے اور موجودہ جدید انجمنیں بہت زور سے اپنا کام کر رہی ہیں ہر ایک کی کوشش ہے کہ کوٹہ ہمارا اڈا بنے۔ اس علاقہ پر مرزا بشیر الدین محمود کی بھی نگاہ تھی۔ وہ یہاں کی بے علمی سے فائدہ اٹھا کر اسے قادیانیت کا اڈہ بنانا چاہتے تھے۔ اس وقت ایسا پارٹی کا یہاں بہت شور ہے۔ جو کلمہ اور قرآنی تعلیم اور تبلیغ کے جال میں عوام کا شکار خوب کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے کیمپ میں ان کا نزول اجلال خوب رہا۔ لوگوں کو اپنے پاس بلا بلا کر تبلیغ کرتے اور اگر کوئی ان کے پاس نہ جاتا تو خود اس کے پاس جا کر اولاً تبلیغ زبانی کرتے ہیں پھر اسے اپنا لٹریچر قیما دیتے ہیں۔ حافظ نے خوب کہا۔

سے حافظا نے خورد رندی کن و خوش زی

دام تنزیر بکن چوں دگراں قرآن را

علماء اہل سنت کو چاہیے کہ بلوچستان کی طرف توجہ کریں۔ یہاں تبلیغ تعلیم جاری کریں

وہ دن دور نہیں کہ یہ علاقہ گمراہی و ہابیت کے سیلاب میں بہ جائیگا۔

نماز عصر کے بعد چلنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ چند حجاج کوٹھ سے سوار ہوئے۔ جنکے گلے میں خشک پھولوں کا ایک ایک مر جھایا ہوا ہار ہے۔ نہ کوئی ہجوم نہ نعت خوانی۔ نہ کسی کے دل میں ولولہ، نہ جوشِ ایمانی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کا نکاح ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے باشندوں میں جوشِ ایمانی اور ولولہ عرفانی بہت ہی کم ہے۔

اچانک ابھی ابھی آغا غنفر شاہ رضی سفیر ایران مقیم پاکستان اپنی کار میں تشریف لے آئے۔ تمام حجاج نے پر جوش استقبال کیا۔ سارا میدان نعرہ تکبیر اللہ اکبر، شاہ ایران زندہ باد سلطنتِ ایرانی، پائندہ باد، سفیر ایران۔ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بہت خوبصورت ادھیڑ عمر کے قد اور جوان ہیں۔ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔ شیخ کرم الہی صاحب نے فرمایا کہ براہ کرم تحریر دے دیں کہ اہل ایران ہمارے قافلہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آویں۔ تو سفیر صاحب نے ہنس کر فرمایا اس راسوالے پیدائے می شود۔ شما ایشاں را برادران، ایدو ایشاں شما برادرانند۔ سب سے مصافحہ کیا اور رخصت ہو گئے۔

سات بجے شام قبل مغرب قافلہ کوٹھ سے نوشکی کی طرف روانہ ہوا۔ چند میل فاصلہ پر جا کر نماز مغرب ادا کی۔ پھر سفر شروع ہوا۔ نوشکی کی سڑک کا حال اور قافلہ کا لطف تحریر میں نہیں آسکتا۔ اس قدر عجیبہ اور خم دار راستہ ہے کہ کوہ مری کی سڑک بھی اس کے مقابل بیچ ہے۔ کبھی پہاڑ کی چڑھائی ہے کبھی غار کا اتار۔ بسوں کی سرخ روشنیوں کی قطار وہ نظارہ پیدا کر رہی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی۔ بارہ بجے شب کو نوشکی پہنچے ایک میدان میں اترے۔ نماز ادا کی اور سو رہے۔

۴ جولائی ۱۹۵۴ء ۴ ذیقعدہ ۱۳۷۳ء یومِ شنبہ

نوشکی کا میدان ہے۔ صبح صادق کا وقت ہے۔ سویرے کا جھٹ پٹا ہے۔ تمام حجاج نماز فجر کے لیے اٹھ چکے ہیں۔ اذانیں ہوئیں۔ جماعت سے نماز ہوئی اور فوراً چائے آگئی چائے پی اور قافلہ صبح ۶ بجے روانہ ہو گیا۔ نوشکی کوٹھ سے ۸۷ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے چھوٹا سا گاؤں ہے۔ بالکل خشک علاقہ ہے نہ پانی نہ سبزہ۔ ہماری کمپنی نے نوشکی میں کافی

پانی بھریا ہے۔ ہر بس کے نیچے بھی پانی ہے۔ سب نے اپنی اپنی چھانگیوں سے بھریں اور دالبندین کی طرف قافلہ روانہ ہو گیا

دالبندین نوشکی سے ۱۲۲ میل جانب جنوب ہے۔ راستہ عموماً ریتلا ہے۔ زمین بنجر ہے۔ جانب مشرق خشک پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ کہیں کہیں ایک آدھ گھر کی نظر آتا ہے۔ کہیں کنواں بھی دیکھا جاتا ہے۔ بڑے مزے کا سفر طے ہو رہا ہے۔ پونے دس بجے دوپہر کو دالبندین پہنچ گئے۔ یہ بہت چھوٹی سی بستی ہے۔ جہاں چند مکانات خام ہیں۔ جن کی چھت بانس کی کچھ اور چٹائی کی ہے۔ ایک وسیع احاطہ میں کچھ کھجور کے درخت کچھ اور درخت ہیں۔ درمیان میں حوض ہے اس میں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ یہاں کے دنبہ بکرے مشہور ہیں بہت فرہ طیار ہوتے ہیں۔

دالبندین چھوٹی سی بستی ہے قریباً دو سو مکانات ہیں ہندو بڑے مزے سے آباد ہیں دکانیں بہت سی ان کی ہیں۔ یہاں کے تر بوز بہت شیریں ہوتے ہیں۔ ہم نے خریدے دو آنہ سیرتھے۔ سو اپنا رخ بجے قافلہ دالبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک ریلوے اسٹیشن یک محلہ وہاں نماز عصر پڑھی۔ عجیب قسم کا اسٹیشن ہے۔ رہنے کا مکان ہے جس کے برآمدہ میں اسٹیشن ہے۔ کمروں میں ڈاکخانہ وغیرہ ہے۔ دالان کوٹھے میں ریلوے والوں کا مکان ہے۔ آبادی کوئی نہیں ہے۔ وہاں سے قافلہ روانہ ہوا۔

قافلہ کی ترتیب یہ ہے کہ آگے سالار قافلہ رہنما حاج حاجی شیخ کرم الہی صاحب کی کار ہوتی ہے۔ سب سے آخر میں ساتی حاج مقسم رزق الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پی کبچ میں ۱۸ بسیں جن میں سے ۱۳ بسیں حاج کی باقی اسٹاف کی۔ اور سامان رسد بجلی نگی مشین۔ پانی کی ٹنگی کی بسیں ہیں۔ اول اور آخر بس پروائسٹس فٹ ہے۔ جس سے قافلہ کے حالات اول و آخر والوں کو معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ نیز اول پینڈھی کو ہر وقت اطلاع دی جاتی ہے کہ ہم کس جگہ اور کس حال میں ہیں۔ شیخ کرم الہی صاحب اور الحاج صوفی جمیل صاحب نہایت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ میرے سامنے ایک حاجی نے دوسرے حاجی سے کہا۔ جلد بیٹھو ورنہ قافلہ روانہ ہو جائیگا۔ شیخ کرم الہی صاحب گذر رہے تھے ہنس کر



فرمانے لگے۔ کہ قافلہ کسی حاجی کا جو تہ چھوڑ کر بھی نہیں روانہ ہو سکتا۔ حاجی کی تو بڑی شان ہے  
واقعی اب تک اگر کسی کی کوئی چیز رہی تو آخری لاری اٹھالائی۔

## ۷ جولائی ۱۹۵۲ء ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ بخیریت تمام نوکنڈی پہنچا۔ یہاں آتے ہی کمپنی کی طرف  
سے حجاج کی پلاؤ سے دعوت کی گئی۔ نوکنڈی دالبندین سے ۷۰ میل مغرب کی طرف ہے عجیب  
جگہ ہے یہاں ریلوے اسٹیشن۔ ڈاکخانہ۔ پولیس۔ کسٹم ڈیویٹی کا دفتر۔ پاسپورٹ آفس۔ تار  
ٹیلی فون وغیرہ موجود ہیں۔ کل دو اڑھائی سو مکانات کی آبادی ہے۔ دوکانیں اچھی حیثیت کی  
ہیں۔ کیونکہ یہ پاکستان کا سرحدی مقام ہے۔ ایران کی سرحد بالکل قریب ہے۔ قلعہ سفید جو میر  
جاواد سے ملا ہوا ہے۔ پاکستان کی حد آخر ہے اور ایران کی حد اول۔ یہاں پانی بہت قریب ہے  
دو چار ہاتھ کھودنے پر پانی نکل آتا ہے۔ مگر پانی سخت کھاری بلکہ کڑوا ہے۔ ہفتہ میں ایک  
بار یعنی بدھ کے دن ۳ بجے زاہدان سے گاڑی آتی ہے۔ جو جمعرات کو چار بجے شام کو ٹھہر  
پہنچتی ہے اور سوموار کے دن کو ٹھہر سے آتی ہے جو زاہدان منگل کو پہنچتی ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پانی کی گاڑی  
آتی ہے جو کوٹھڑیادالبندین سے میٹھا پانی لاتی ہے اسی پانی پر یہاں کے باشندوں کا گزارا ہے گہرے غاروں میں پانی  
جمع کر دیا جاتا ہے جو سرکاری ملازموں کو مفت دیا جاتا ہے اور پبلک کو قیمتاً ملتا ہے یعنی ایک  
روپیہ یا سو روپے پر ایک میاں روزانہ۔ غرضیکہ بہت دشوار جگہ ہے۔ پانی راشن سے ملتا ہے۔

یہاں نوکنڈی میں ہمارے سامان کی تلاشی ہو رہی ہے۔ کسٹم والے نہایت جانفشانی  
سے جلج کے تمام سامان کی تلاشی لے رہے ہیں۔ ہم نے گذشتہ راج کے موقع پر تلاشیاں  
دیں۔ لیکن اتنی سخت تلاشی نہ دیکھی نہ سنی۔ کلرک لاریوں کے نیچے لیٹ کر ٹائروں کے  
نمبر نوٹ کر رہے ہیں کہ کہیں کمپنی غیر ممالک سے نئے ٹائرنہ خرید لائے۔ حجاج کے سامان  
کھول کر تلاشی لے کر فہرستیں بنائی جا رہی ہیں تاکہ واپسی کے وقت دیکھا جاوے کہ  
کیا کیا خرید کر لائے ہیں۔

نوکنڈی ایسا مقام ہے جہاں نہ پانی ہے نہ سبزی نہ کسی قسم کی پیداوار۔ کوئی چمنہ

~~87299~~

87299

پندہ نظر نہیں آتا۔ کیوں کہ نہ یہاں سبزہ ہے نہ درخت۔ کیا کھائیں؟ کہاں بسیرا کریں۔ لوگ نہایت غریب ہیں۔ تربوز، سرودہ کے چھلکے جو حجاج کھا کر پھینک دیتے ہیں۔ وہ یہاں کے غریب کھاتے ہیں بے حد مساکین ہیں۔ کوئی ذریعہ آمدنی نہیں۔

نوکنڈی تین چار ملکوں کی سرحد ہے پاکستان، کابل، ایران، مکران۔ ان وجوہ سے یہاں کے تجارت اور ملازم سرکار بہت خوش ہیں۔ ملازمین یہاں سے تبدیلی پسند نہیں کرتے یہاں چائے کی تجارت کا مستقل بازار ہے۔ ساڑھے پانچ بجے نوکنڈی سے روانہ ہوئے ۶ میل فاصلہ پر مقام جوزک پر قیام کیا۔ رات گزاری۔ یہاں کوئی آبادی نہیں ہے۔ صرف ایک عمارت ہے۔ جو انگریزوں کے زمانہ میں۔ غالباً سرکاری حفاظتی چوکی تھی۔ یہاں سے میرجاوا صرف چند میل فاصلہ پر ہے۔

## ۸ جولائی ۱۹۵۲ء ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ پر پنجشنبہ

آج جوزک میں نماز فجر ادا کی مجھے کچھ زکام و بخار ہے۔ بعد فجر احکام حج بیان کئے۔ صبح ہی ناشتا کیا۔ یہاں سے سرحد ایران کل ۱۲ میل مغربی جانب ہے صبح سات بجے قافلہ روانہ ہو گیا۔ یہاں روانگی سے پہلے جناب شیخ حسام الدین صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر مختصر سی اخلاقی تقریر فرمائی۔ جس میں مسلمانوں کو آئندہ ممالک میں اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ کیونکہ اس میں پاکستان کی عزت ہے تاکہ وہ لوگ ہمارے اخلاق سے پاکستان کے حق میں اچھی رائے قائم کریں۔

نو میل طے کر کے ساڑھے سات بجے قافلہ قلعہ سفید پہنچا۔ قلعہ سفید میں کوئی آبادی نہیں۔ صرف ایک کچی دیوار ہے۔ جو گول قلعہ کی شکل میں ہے۔ یہ بہت پرانی یادگار ہے۔ یہاں بسیں کچھ ٹھہریں۔ یہ جگہ آزاد علاقہ ہے۔ ایرانیوں نے خالی کر دیا ہے۔ پاکستان نے بھی قبضہ نہیں کیا۔ پونے آٹھ بجے ہم سرحد ایران میرجاوا میں داخل ہوئے میرجاوا ایران کا پہلا مقام ہے۔ یہاں سرک پختہ نہیں۔ کچی اور ناہموار زمین ہے جس میں لاریاں ایسی بھومتی ہوئی چل رہی ہے۔ جیسے چشتی صوفیوں کو قوالی میں حال آ رہا ہو لاریاں ریت میں پھنس رہی ہیں اور دھکے دے کر نکال رہے ہیں۔

سب سے پہلے ایرانی پوسٹ آفس اسکول مدرسہ جو نہایت پُر فضا باغ میں واقع ہے ملا۔ پھر پولیس اسٹیشن میں ہم لوگ داخل ہوئے۔ یہاں پولیس اور پبلک نے ہمارا پر جوش استقبال کیا۔ پاکستان ایران کے نعرے لگے۔ پانی ٹھنڈا میٹھا بکثرت موجود ہے۔ پاکستانی ریلو یہاں آتی ہے۔

یہاں ہمارا قافلہ کسٹم آفیسر کی عالیشان کوٹھی کے میدان میں ٹھہرا ہے۔ یہاں مختصر سا باغ ہے پانی کی فراوانی ہے دلکش جگہ ہے زبان سب کی فارسی ہے۔ یہاں کے لوگ بہت محبت سے پیش آئے۔ ۲ ۱/۴ بجے قافلہ میرجاوا سے زہدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں سنگ مرمر کے پہاڑ ہیں جن سے مرمر پتھر بکثرت نکلتا ہے۔ سو پانچ بجے زہدان میں داخل ہو گیا۔ زہدان میرجاوا سے تقریباً ۵۲ میل فاصلہ پر مغرب کی جانب ہے۔ ہمارا یہ قافلہ قونصل خانہ پاکستان واقع زہدان میں مقیم ہوا۔ آج قونصل خانہ کی کوٹھی نہ کھل سکی۔ تمام حجاج اس کوٹھی کے میدان میں رہے۔ میدان ہی میں رات گزاری۔

بعد نماز عصر ہم لوگ شہر کی سیر کرنے گئے۔ شہر خوبصورت بازار بارونتی ہیں۔ تجارت خوب چمک رہی ہے۔ جگہ جگہ باغات ہیں۔ قبوہ خانے کثرت سے ہیں۔ لوگ خلیق اور مہنسا ہیں زہدان کے خصوصی حالات حسب ذیل ہیں۔

نمبر ۱۔ پانی نہایت ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ جسے پی کر گجرات یاد آگیا۔

نمبر ۲۔ ایرانی عورتیں بالکل امریکی لباس میں ملبوس ہیں۔ بالکل لیڈی معلوم ہوتی ہیں قدیم تہذیب کی عورتوں کا لباس بہت با پردہ ہے سر سے پاؤں تک بڑی چادر اوڑھے رہتی ہیں۔ قمیص بہت نیچی مگر اب یہ لباس بھی زیبائش کے لئے رہ گیا ہے۔ پردہ کے لئے نہیں منہ کھلے ہیں۔

نمبر ۳۔ زہدان میں سکھ کافی ہیں۔ تجارتی کاروبار دیگر ممالک سے تجارتی تعلقات سب انہیں کے قبضہ میں ہیں۔ اونچی دوکانیں انہیں کی ہیں۔

نمبر ۴۔ یہاں سفید زبیرہ اعلیٰ درجہ کا پیدا ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے ہم نے ایک منڈی میں اس کے بہت بڑے ڈھیر دیکھے۔ پچاس روپیہ پاکستانی کا ایک من بکتا ہے۔

نمبر ۵۔ یہاں روٹی گرم بھری پرپکاٹی جاتی ہے جن کی بھٹیاں پورے کمرہ کے برابر ہوتی ہیں جو بھری سے بھر پور رہتی ہیں۔ روٹی بہت لمبی مچھلی کی طرح ہوتی ہے۔ میں نے پانی تو ایک ہاتھ ایک بالشت لمبی تھی۔ روٹی کیا تھی گویا پوری جائے نماز تھی

نمبر ۶۔ یہاں لوگ یا تو انتہائی امیر ہیں یا انتہائی غریب۔ متوسط حال بہت کم ہیں۔ بھکاری بہت ہیں۔

نمبر ۷۔ شیعہ زیادہ ہیں۔ پورے شہر میں غالباً دو مسجدیں ہیں وہ بھی سنیوں کی ہیں۔ شیعوں کے صرف امام باڑے ہیں ان کی مسجدیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔

نمبر ۸۔ یہاں پاکستانی سکے کا بھاؤ بدلتا رہتا ہے۔ آج ڈیوڑھے کا بھاؤ ہے۔ یعنی سو ۱۰۰ روپیہ پاکستانی کے ڈیڑھ سو روپیہ ایرانی ملتے ہیں۔

نمبر ۹۔ یہاں روپیہ کو تمن اور اکنی کو ریال کہتے ہیں۔ دس ریال کا ایک تمن ہوتا ہے ریال کو قران بھی کہتے ہیں۔ پیسہ کو پول۔ سیر کو کیلا بولتے ہیں۔ یہاں کا سیر جسے کیلا کہتے ہیں غالباً سو تولہ کا ہے۔ پنجاب کے سوا سیر کے برابر۔

نمبر ۱۰۔ زہدان میں شراب بھی بکتی ہے۔ بعض لوگ بے تکلف پیتے ہیں۔ آزادی بہت ہے نماز کا بہت ہی کم رواج ہے۔ اسلامی تہذیب سے یہاں کے لوگ دور ہیں۔ سنی لوگ نماز کے کچھ پابند ہیں۔ شیعوں حضرات نماز سے غافل ہیں۔

نمبر ۱۱۔ یہاں کی پولیس کی وردی کالی ہے۔ اور ٹوپی ایسی ہے جیسی پاکستان میں ریلوے گارڈوں کے سر پہ ہوتی ہے۔ بازار میں اجتماع کر کے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔

نمبر ۱۲۔ زہدان کے مکانات عام طور پر پچھے اور چھتیں بھی زیادہ مضبوط نہیں۔ کیونکہ یہاں بارش کم ہوتی ہے چھتیں یا تو گنبد نما ہیں یا قبر نما۔ جیسی کہ پاکستان میں ریلوے کوارٹروں کی چھتیں ہوتی ہیں۔ سڑکیں بہت چوڑی ہیں بازار فراخ۔

۹ جولائی ۱۹۵۲ء ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ

آج زہدان میں ہمارا قافلہ ہے۔ جمعہ کا دن ہے۔ بعض حاجیوں نے شہر کی مسجدوں



میں جا کر کپڑے دھوئے۔ یہاں کمپنی کی طرف سے اعلان ہوا کہ آج جمعہ کی نماز یہاں ہی ہوگی۔ تقریر شیخ حسام دین صاحب فرمائی گئی اور جمعہ کی نماز مفتی احمد یار خاں صاحب پڑھائی گئی۔ آج حجاج کے لئے قونصل خانہ کی عمارت کھول دی گئی۔ جہاں ایرانی پاکستانی اتحاد کے متعلق بہت تصاویر آویزاں ہیں۔ چنانچہ پونے دو بجے قونصل خانہ میں اذان ہوئی۔ چونکہ اس میں تصاویر و فوٹو بہت تھے۔ اس لئے ان پر پردے ڈالے گئے۔ شیخ حسام الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ انگریزوں نے مسلمانوں کے دل و دماغ پر قبضہ ایسا کر لیا۔ کہ ان کا نام تو مسلمان رہ گیا۔ مگر صورت شکل لباس اخلاق سب عیسائیوں کا سا ہو گیا ایران بے پردگی میں کسی سے پیچھے نہیں۔ بلکہ صف اول میں نظر آیا۔ حاجیو! تمہارے امتحان کا وقت ہے۔ حج کو جا رہے ہو مرنے کا لالے کرنی کی بارگاہ میں نہ جانا۔ آنکھیں نیچی رکھنا۔ دل کو برسے خیالات سے بچانا۔ یہ حسن کے جاں میں تمہیں شکار نہ کر لیں۔ پھر نماز جمعہ کے بعد کھانا کھایا۔ اور سواچا بنے قافلہ روانہ ہو کر ۱۲ بجے یہ قافلہ بریق پہنچا۔ یہاں پانی کا چشمہ ہے۔ نماز عصر یہاں ادا کی۔

بریق سے بیرجند تک قریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے۔ جہاں پانی آبادی سبزہ کا نام نہیں اسے دشت لوط کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ لفظ دشت لوط ہے۔ یعنی گرم ہواؤں اور لٹو کا جنگل لوط علیہ السلام کو اس جنگل سے کیا تعلق۔ یہ جنگل سخت دشوار گزار ہے۔ اس جنگل میں نماز مغرب اور نماز عشاء تیمم سے ادا کی گئی۔ اور بارہ بجے بالکل میدان میں قافلہ روک دیا گیا۔ کھانا وغیرہ کھا کر ان ہی پتھروں پر حجاج لیٹ گئے۔ یہ پتھر پلا فرش مٹلی فرش سے زیادہ پیارا معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ راستہ محبوب کا فرش ہے۔

اول وقت فجر اٹھا دیا گیا۔ فوراً چائے تیار ہوئی اور نماز ادا کی گئی۔

۱۰ جولائی ۱۹۵۲ء ۸ ذیقعدہ ۱۳۷۳ء یومِ شنبہ

آج سورج نکلنے سے پہلے اس نامعلوم میدان سے چل پڑے اور قریباً اانے ایک نہایت سرسبز بستی میں پہنچے۔ جس کا نام شوکت آباد ہے یہ بستی نواب اسد اللہ خاں وزیر دولت ایران کے والد شوکت نے آباد کی۔ اس لئے اس کا نام شوکت آباد ہوا۔ یہاں شوکت باغ جو بہت

خوبصورت ہے۔ انہیں کالگایا ہوا اب تک موجود ہے جس میں انار انگور وغیرہ کے بہت درخت ہیں یہ جگہ زلہان سے قریباً تین سو میل فاصلہ پر جانب شمال و مغرب واقع ہے۔ درمیان میں اور بھی چھوٹی چھوٹی بستیاں پڑیں مگر ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ سنا ہے کہ دو حاجی نوکنڈے سے اور ایک زلہان سے قافلہ میں شامل ہوئے مگر کسی کو معلوم بھی نہ ہوا۔ حسب نبی کا جذبہ تو پنجاب کا حصہ ہے۔ نندہ باد زندہ دلان پنجاب۔

شوکت آباد میں دو بچے دوپہر کاکھاٹکھایا ۲ بجکر ۲ منٹ پر شوکت آباد سے ۵ میل جنوباً شمال ایک بڑا شہر ہے۔ حکومت کے دفاتر و محکمے قائم ہیں۔ موٹر سروس بھی ہے لیکن شہر بالکل خشک ہے سبزہ نہیں۔ چو طرفہ کالے پہاڑ اور ریت کے ٹیلے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بیرجنڈ علاقہ فراسان میں واقع ہے۔ یہاں قافلہ نے قیام نہیں کیا صرف بسوں کی ترتیب دی اور چلنے کے راستہ پہاڑی ہے اور نہایت پیچیدہ ہے۔ کہیں بیسیوں میل کی چڑھائی ہے اور کہیں بیسیوں میل کی اترائی۔ کوہ مری کا راستہ بھی اس سے کم پیچیدہ ہوگا۔ جگہ جگہ چشمے بہ رہے ہیں نہایت سرد جنکا پانی پینا مشکل ہے گویا گلا ہوا برف ہے۔ تعجب کہ یہاں گندم اب جولائی کے مہینے میں کٹ رہی ہے۔ جگہ جگہ ڈھیر لگے ہیں۔ گندم اچھی ہے۔

بیرجنڈ میں لوگ ہم کو دیکھ کر کثرت سے جمع ہو گئے۔ اسلامی اخوت کی بنا پر نہیں بلکہ ہم کو عجائب المخلوقات سمجھ کر ہمیں دیکھنے آئے یہاں کے لوگ صورت۔ سیرت۔ اخلاق۔ لباس تہذیب و تمدن میں بالکل انگریز ہیں۔ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اکثر لوگ کلمہ نہیں جانتے نماز تو جانتے ہی نہیں۔ کسی بستی میں مسجد کوئی نہیں۔ البتہ امام باڑے جگہ جگہ ہیں کسی فقیر بھکاری کے منہ پر بھی خدا کا نام نہیں آتا۔ صرف یہ کہتے ہیں بابا مسکین ایم چیزے بدہ شام کے قریب ایک بستی میں پہنچے۔ جسے قارئین کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بستی ہے۔ مگر خوبصورت ہے۔ بازار چوک میں حوض ہے۔ بجلی کا مکمل انتظام ہے۔

رات کو ایک بستی میں سے گذرے۔ جسے گناہ آباد کہتے ہیں۔ وہاں قیام کیا۔

## اجولائی ۱۹۵۲ء ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج تمام رات سفر جاری رہنے کی وجہ سے حجاج بہت معتمل ہیں۔ فجر کے وقت گناہ آباد میں اتنے امد پھر فجر جماعت سے پڑھ کر چائے پی کھل دیئے۔ قریباً آٹھ بجے دوپہر ہمارا قافلہ تربت حیدری پہنچا۔

تربت حیدری بڑا خوبصورت شہر ہے۔ زاہدان سے پانچ سو چالیس میل فاصلہ پر جانب شمال مغرب واقع ہے۔ ہر طرف بادام، توت شیریں، خرمائی کے درخت کثرت سے ہیں سڑک کے کنارے کنارے نہایت ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ بہ رہا ہے بازار نہایت خوبصورت بارونق ہے۔ وسط شہر میں جامع مسجد شیعوں کی ہے۔ جس کے محن میں لوگ بے تکلف جوتہ پہنے پھرتے ہیں۔ امد اندرون مسجد میں قالین کافرش ہے۔ جہاں لوگ حقہ پیتے رہتے ہیں۔ مسجد میں بہت سی سجدہ گامیاں رکھی ہیں۔ جن پر شیعہ نمازی بوقت نماز سجدہ کرتے ہیں یہاں چھٹانک کو سیر کہتے ہیں۔ اور سیر کو کیلا بولتے ہیں۔ سب انگریزی طرز کی زندگی گزارتے ہیں کوئی کسی کو سلام بھی نہیں کرتا۔ ہم کو تمام مردوزن عجیب مخلوق سمجھ کر خود سے دیکھنے آتے ہیں۔ شہر کے شمالی کنارے پر ایک بارونق باغ ہے جس میں قطب الدین حیدری کی قبر ہے۔ انہیں کے نام سے یہ شہر تربت حیدری کہلاتا ہے اور اس باغ کو باغ حیدری کہتے ہیں۔

اس تمام علاقہ کے بکرے دُنبے بہت موٹے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہمارے قافلہ کے ساتھ ایک انگریز اپنی بیوی بچہ کے ساتھ اپنی کار میں سفر کر رہا ہے جو براستہ ٹرکی ناروے جاوے گا۔ زاہدان سے ٹرینک قافلہ ہوا مشہد تک ہمراہ رہے گا۔ راستہ میں اخبار مہرطن کے مدیر صاحب امتیاز پرویز احمد قادری سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان کو انہوں نے ہم کو اپنے حالات سے مطلع کیا۔

راستہ میں دو چیزیں بہت عجیب دیکھیں۔ ایک تو سڑک جو دو پہاڑوں کے درمیان سے نکلی ہے۔ اُس پاس پہاڑ سرنگ ہیں۔ نیچ میں صرف یہ سڑک ہے۔ اور سڑک کے کنارے پر آب رواں کا چشمہ۔ ایسا عجیب منظر کبھی نہ بھولے گا۔ دوسرے آٹے کی ہوائی مشین۔

ایک مکان کے اندر آٹے کی چکی لگی ہے۔ چھت پر ایک چرخ۔ جس کے اٹھ حصے ہیں۔ ہر حصہ میں ٹین کے پنکھے لگے ہیں۔ جو ہوا سے گھومتے ہیں اور نیچے چکی چل رہی جس سے آٹا پس رہا ہے

## ۱۲ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۳ء دو شنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ قریباً آٹھ بجے مشہد مقدس میں داخل ہوا۔ اتفاق سے آج حضرت علی ابن موسیٰ ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یوم ولادت تھا۔ تمام شہر میں روشنی ہے اور سارا شہر دلہن بنا ہوا ہے۔ ایسا مظاہرہ ہماری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

## مشہد مقدس کی خصوصیت

یہ شہر نہایت عظیم الشان لاہور کے مقابلہ کا ہے۔ بلکہ حسن و زیبائش میں لاہور سے زیادہ اور آبادی اور پھیلاؤ لاہور سے کم ہے بہت خوبصورت شہر ہے  
نمبر ۱۔ مشہد مقدس تربت حیدری سے ۵۳ کیلومیٹر یعنی ایک سو ڈیڑھ میل ہے ڈیڑھ کیلومیٹر کا ایک میل ہوتا ہے۔

نمبر ۲۔ یہ شہر مقدس اور تاریخی ہے یہاں بیچ بازار میں حضرت علی ابن موسیٰ عرف امام رضا رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار ہے۔ بہت وسیع خوبصورت ہے۔ سونے سے مزین ہے اس سے پہلے کوئی درگاہ ایسی عالیشان نہ دیکھی گئی۔

نمبر ۳۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی پشت میں ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔  
علی ابن موسیٰ ابن جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضیٰ وفاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نمبر ۴۔ آج چونکہ یوم ولادت ہے۔ اس لئے ہجوم خلق بہت زیادہ ہے اور تمام دفاتر بند ہیں۔ باہر سے بہت مخلوق آئی ہوئی ہے۔ درگاہ شریف کی بہت بڑی عمارت ہے۔ باہر سونے کا کام ہے۔ گنبد سونے کا ہے اندرونی عمارت میں تمام شیشہ لگا ہوا ہے۔ جس سے ساری عمارت جگمگا رہی ہے۔ خاص قبر شریف پر گلٹ کی جانی ہے۔ تمام زائرین فاتحہ پڑھتے ہیں۔



اور آس پاس گھومتے ہیں۔ اپنے کپڑے وغیرہ جالی سے ملتے ہیں۔ مرد اور عورتیں روتے ہیں۔ عجیب ہیبت و رعب طاری ہے تمام شیعہ ہیں ہم لوگوں سے بہت اخلاق سے پیش آئے۔ ہم لوگوں کو ایک ایک کتاب عربی زبان کی مفت دی۔ جس میں زیارات کے آداب اور سلام کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

نمبر ۶۔ درگاہ شریف کے برابر ایک جامع مسجد بہت عالیشان ہے دوسری جانب بہت وسیع عمارت ہے جس کے بیچ میں تعزیر ہے اور آس پاس حضرت علی اور حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ کی مصنوعی تصاویر ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں تلوار دی ہوئی ہے۔ غرضیکہ عجیب سماں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام و اہل بیت اطہار کے فوٹو لگائے ہوئے ہیں جن کی زیارت کرائی جاتی ہے۔

یہ لوگ حضرت امام رضا کے مزار کا باقاعدہ طواف کرتے ہیں۔ آستانہ بوسی کرتے ہیں۔ بلکہ مزار شریف کی طرف نماز اس طرح پڑھتے ہیں کہ کعبہ کو چہرہ ہو اور قبر بھی سامنے رہے مزار کا طواف کرتے وقت یہ پڑھتے جاتے ہیں۔ برہادون رشید لعنت و بر محمد و آل محمد صلوات۔

نمبر ۷۔ یہاں فردوسی شاعر کے نام پر بہت عمارتیں اور سڑکیں ہیں۔ چنانچہ جس جگہ ہمارے قافلہ کا قیام ہے۔ اس سڑک کا نام فردوسی روڈ ہے۔ اور اس میدان کا نام خیابان فردوسی بھی ہے اور بار برداری ہندو پاکستان بھی ہے۔ یہاں موٹروں کی مرمت کا کام ہوتا ہے، اس کے سامنے ایک اسکول ہے جس کا نام مدرسۃ الفردوسی ہے۔ جہاں نویں کلاس تک تعلیم دی جاتی ہے۔

نمبر ۸۔ اس جگہ یعنی خیابان فردوسی سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک نہایت خوبصورت باغ ہے جس کا نام باغ نفل ہے۔ اس کے بالمقابل نہایت عالیشان عمارت ہے جسے بانک ملی یعنی قومی بینک کہتے ہیں۔ اس کے برابر بڑا پوسٹ آفس ہے۔ اس کے قریب زندان یعنی جیل ہے تحصیل بھی اسی احاطہ میں ہے۔

نمبر ۹۔ مشہد مقدس کے ہوٹل نہایت عالی شان۔ خوبصورت اور صفائی دلے ہیں۔ بعض ہوٹلوں کے دروازوں پر خوبصورت لڑکیاں مقرر کی ہوئی ہیں۔ جو گزرنے والوں کو ہوٹل

میں آنے کی دعوت اپنے خاص انداز سے دیتی ہیں۔ چنانچہ جنرل پوسٹ آفس کے پاس سے ہم گذر رہے تھے کہ ایک خوبصورت ہوٹل دیکھا جس کا نام تھا سہمان خانہ باختر۔ وہاں یہ ہی سما دیکھا۔ وہاں ہمارے تمام ساتھیوں نے آئیس کریم کھائی جسے یہاں بستنی کہتے ہیں۔

نیرا مشہد شریف سے قریباً بیس میل فاصلہ پر فردوسی شاعر کی قبر ہے۔ بعض حضرات وہاں جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نمبر ۱۔ یہاں بھی سکھ آباد ہیں اور خوب مزے سے کاروبار کرتے ہیں۔ اکثر موٹر لاریوں کے ڈرائیور ہیں۔

آج شب کو ہم پھر حضرت علی ابن موسیٰ یعنی امام رضا کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے خیال تھا کہ اس وقت ہجوم کم ہوگا کیونکہ رات زیادہ گزر چکی ہے۔ مگر اللہ اکبر! اثرین کچھ بھرے ہوئے تھے بل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ روشنی ایسی خوشنما تھی کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی نہ بیان کی جا سکتی ہے مگر ان میں نمازی کوئی نہ تھا۔ سب لوگ مسجد دیکھنے جاتے تھے۔ وہاں جوتا پہنے پھرتے تھے کسی کو نماز کا خیال بھی نہ تھا۔ عام شیعہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ایک عورت نے بنوائی ہے۔ جکا نام گوہر انسا ہے۔ لیکن اہل علم شیعہ کہتے ہیں کہ اس کا بانی تیمور لنگ بادشاہ ہے۔

۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج بعد نماز صبح ناشتہ کر کے ہم تیس آدمی فردوسی شاعر ایران کے مقبرہ کی سیر کو گئے۔ جو مشہد شریف سے تیس کلومیٹر یعنی بیس میل جانب شمال واقع ہے۔

## مقبرہ فردوسی کی تفصیل

نمبر ۱۔ راستہ میں مشہد شریف کا سول ہسپتال ملا۔ جو تمام ایران میں بڑا ہے۔ جس میں ارٹھائی ہزار مریض بیک وقت رہ سکتے ہیں۔ دس میل فاصلہ پر سلطان ہارون رشید کا محل ملا۔ جس کے کچھ کھنڈر شکستہ حالت میں پڑے ہیں۔ سلطان جب حضرت علی رضا سے ملاقات کرنے بغداد سے یہاں آتا تھا تو اس محل میں ٹھہرتا تھا۔ تعجب ہے مشہد کے شیعہ سلطان ہارون رشید پر لعنت

کہتے ہیں اور سلطان حضرت کا ایسا عاشق تھا۔

نمبر ۱۔ فردوسی کی قبر کے پاس قریہ طوس ہے۔ فردوسی اسی گاؤں کا رہنے والا ہے اور اسی بستی کا باشندہ محقق نصیر الدین طوسی تھا اب یہ جگہ اُجڑ گئی ہے۔ کچھ کھنڈ باقی ہیں اور ایک شکستہ پل ہے۔

نمبر ۲۔ فردوسی کا نام حکیم ابوالقاسم فردوسی طوسی ہے اس کی پیدائش ۳۳۳ھ اور وفات ۴۱۱ھ میں ہے اس کی قبر پر سلطان رضا شاہ پہلوی نے سنگ مرمر کا قریباً تیس فٹ اونچا مینا بنایا ہے ۱۳۵۳ھ میں بنوایا۔

نمبر ۳۔ فردوسی کی اصلی قبر زمین کے نیچے ایک تہ خانہ میں خوبصورت چمکدار سنگ مرمر کی ہے وہاں دو آنہ کا ٹکٹ لے کر جانا ہوتا ہے۔ سنگ سفید کی خوبصورت سیرٹھیاں ہیں اور دو طرفہ دیواروں پر رستم، سہراب، شیخ سعدی، حافظ شیرازی، عمر خیام کے مرمریں مجسمے بنے ہوئے ہیں۔ رستم نے سہراب کو مارا ہے۔ سہراب سینہ پر برچھا کھا کر گر پڑا ہے۔ اور رستم کو جب پتہ لگا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو مرنے پر ہاتھ رکھ کر رو رہا ہے۔ عجیب رقت آمیز نظارہ دکھایا گیا ہے۔

نمبر ۴۔ فردوسی کی قبر کے ارد گرد نہایت خوبصورت باغ لگایا گیا ہے۔ جس میں آب سرد کا چشمہ جاری ہے اور مقبرہ کے سامنے برف خانہ ہے۔ جہاں سردی کے موسم میں برف دبا کر گرمی میں نکالتے ہیں۔ بہت لمبا تہ خانہ ہے جس پر شیشے کی چھت ہے۔ ایرانی لوگ مع بال بچھن کے یہاں آتے ہیں اور یہاں ہی کھانا پکاتے کھاتے اور تفریح کرتے ہیں

نمبر ۵۔ فردوسی کے مقبرہ کے سامنے ایک خوبصورت گیارہی ہے جس پر کنکروں کے حروف سے یہ شعر لکھے ہیں۔

نیرم ازیں پس کہ من زندہ ام	کہ تخم سخن را پر آگندہ ام
ہر آن کس کہ دارد ہش راہیں	پس از مرگ بر من کند آفریں
اور خاص قبر کی دیوار پر یہ اشعار کندہ ہیں۔	
ہر آنکس کہ از مردگان دل لبست	نیاشد ہماں دوستی را درست
مدہ کار کرد	مبادا کہ پند من آید سیا د
سیا د	

چونکی کندکس تو یادش کنی جہاں تا شور رنج نیکاں کنی  
تعب یہ ہو کہ ہمارے ہمراہ موٹی جمیل صاحب بھی کرایہ کی لاری میں دو تمان دے کر  
سوار ہوئے۔ اور اپنی کمپنی کی بس پر نہ گئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ کمپنی کا پٹرول اپنی ذات  
پر خرچ نہیں کرنا چاہتے یہ ان کی انتہائی دیانتداری کی دلیل ہے۔  
۱۴ بجے شام کو قافلہ نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سفیر پاکستان مقیم مشہد مع اپنے ہمراہیوں  
کے قافلہ کا معائنہ کرنے تشریف لائے ہماری بسوں نے تمام درگاہ شریف کا پورا چکر لگایا اور  
مشہد سے روانہ ہو گیا۔ ۶۰ کیلو میٹر ۳ میل واپس اس سڑک پر آ گیا جس پر پرسوں آیا تھا۔  
پھر نیشاپور کی سڑک پر ہو گیا۔

## ۱۲ جولائی ۱۹۵۲ء ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ یوم چہار شنبہ

آج شب کے ایک بجے ہمارا قافلہ نیشاپور میں داخل ہوا۔ یہ جگہ مشہد سے ۱۲۰ کیلو میٹر  
یعنی قریباً ۹ میل جانب شمال و مغرب ہے۔ رات ہم لوگ شہر کی بجائے عمر خیام کے مقبرہ پر  
رہے۔ جو شہر سے قریباً ۳۱/۲ میل مشرق کی طرف واقع ہے۔ وہاں نماز عشاء ادا کی کھانا کھایا  
اور سو گئے۔ صبح کو نماز فجر ادا کر کے اولاً مسائل حج بیان کئے پھر مقبرے میں گئے۔  
مقبرہ عمر خیام بہت خوبصورت اور وسیع ہے بہترین باغ اور پانی کے حوض ہیں۔ اس  
میں دو گنبد والی عمارتیں ہیں ایک میں تو حضرت محمد محروق ابن زید ابن امام زین العابدین  
کی قبر شریف ہے۔ اس قبہ میں حضرت امام علی رضارضی اللہ عنہ کا قدم ایک پتھر میں ہے جس  
کی عام زیارت کی جاتی ہے۔ ہم نے اس پر بوسہ دیا۔

دوسرے قبہ میں حضرت ابراہیم ابن موسیٰ یعنی علی رضارضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی کی قبر  
شریف ہے۔ خوبصورت اور وسیع عمارتیں ہیں۔ باہر کی جانب عمر خیام شاعر مشرق کی قبر ہے۔ مگر  
قبر بھی عجیب ہے چھوٹا سا چبوترہ ہے اور چرخ میں چبوترے پر قریباً دس بارہ فٹ کا مینار بنا  
ہوا ہے۔ کوئی فاتحہ نہیں پڑھتا۔ صرف عمارت دیکھ کر چلے آتے ہیں۔ عمر خیام کی وفات ۱۰۳۷ھ  
میں ہوئی اور عمارت کی تعمیر ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔



عمر خیام کے قریب ایک کیلومیٹر پر مغربی جانب حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے ہم سب لوگ وہاں پیدل حاضر ہوئے عجیب دلکش منظر ہے۔ سادہ سا قبہ ہے کوئی باغ وغیرہ نہیں۔ اندر قبہ میں غالیچہ قیمتی پچھا ہوا ہے۔ تمام حجاج نے قبر شریف کو گھیر لیا اور سب نے فاتحہ پڑھی۔ سب پر عجیب رقت طاری تھی پندنامہ عطار اور منطق الطیر کے اشعار میری زبان پر جاری تھے ہمارے رفیق سفر جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کنجاہی نے فی البدیہہ اشعار روئے ہوئے پڑھے

حضرت ما خواجہ فرید الدین آمدہ ایم بردر تو زاثرین -  
بہر ما از حق دوائے نیک کن نیک ما با شیم در دنیا و دین

وہاں سے اٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ مگر وقت تھوڑا تھا۔ بادل ناخواستہ اٹھے اور مقبرہ عمر خیام پر آگئے۔ اٹھ بجے صبح قافلہ مقبرہ عمر خیام سے روانہ ہوا شہر میں آیا۔ نیشاپور چھوٹا مگر خوبصورت شہر ہے۔ بازار صرف ایک ہے ہر طرف سرسبز شاداب باغات ہیں لب سڑک جامع مسجد وسیع اور خوبصورت ہے۔ تمام آبادی شیعہ ہے

نیشاپور بہت پرانی اور مردم خیز بستی ہے۔ بڑے بڑے علماء صوفیہ یہاں ہی ہوئے۔ حضرت علامہ نیشاپوری جن کی تفسیر نیشاپوری ہے۔ جو مدرسہ نظامیہ بغداد کے صدر مدرس تھے۔ یہاں کے ہی ہیں۔ نیشاپور کی مخلوق نے ہم کو گھیر لیا۔ بڑے افلاق سے پیش آئے۔ یہاں انگور بکثرت ہوتے ہیں۔ ۵۴ منٹ نیشاپور میں قیام کیا پھر ہم سبزوار کی طرف روانہ ہو گئے۔

سبزوار نیشاپور سے ۱۱۳ کیلومیٹر قریباً اسی میل جانب شمال و مغرب ہے۔ ساڑھے گیارہ بجے سبزوار پہنچ گئے یہ جگہ معمولی شہر ہے مگر بارونق ہے۔ کنارہ شہر پر حضرت یحییٰ ابن موسیٰ یعنی حضرت علی رضاء کے چھوٹے بھائی کا مزار پر انوار ہے وہاں فاتحہ پڑھا۔ یہاں کا خبربوزہ بہت میٹھا ہوتا ہے۔ خوب کھائے۔ بازار کی سیر کی۔ یہاں مسجدیں بہت ہیں۔ عورتیں کچھ پردہ دار بھی ہیں۔ جہاں سے ہم گذرتے تھے لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا اور پوچھتے تھے پاکستانی؟ ہم کہتے تھے بے پاکستانی تو نعرہ لگاتے پاکستان زندہ باد۔ غرضیکہ ان لوگوں کے دلوں میں پاکستان کی بڑی وقعت ہے ہم سے فارسی میں پوچھتے کہ پاکستان کیسا ملک ہے۔ ہم کہتے تھے کہ تمام اسلامی ممالک سے بڑا ہے

تو بہت خوش ہو کر بولتے تھے۔ خدا قائم دار و ماہمہ برادرانیم۔ ہم لوگوں نے جماعت سے نماز پڑھی تو بہت حیرت سے دیکھتے رہے۔ اور کہتے ہیں اس چہ نماز است یہ کیسی نماز ہے۔ پھر خود ہی کہتے ہیں۔ ایسا سنی اند لیکن اس کے باوجود ہم سے نفرت نہیں کرتے۔

سنروار کی آبادی ساٹھ ہزار ہے۔ بجلی۔ پانی کے چشمے۔ باغات بکثرت ہیں۔ بازار میں پھل۔ خوب ہیں۔ ٹماٹر۔ خربوزہ۔ تربوز۔ خرمائی وغیرہ کثرت سے ہیں انگور کی ابتداء ہے۔ ساڑھے چار بجے قافلہ شہرود کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں راستہ میں لب سرک دیہات بستیاں بہت واقع ہیں۔ جگہ جگہ قبوہ خانے ہیں۔ بھڑ بھڑیوں سے جنگل اور پہاڑ بھرے ہوئے ہیں۔ ایک مقام صدر آباد پر نماز عصر ادا کی اور فوراً قافلہ روانہ ہو گیا۔

## ۱۵ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج رات کو ساڑھے بارہ بجے ہمارا قافلہ شہرود پہنچا۔ شہرود سنروار سے تقریباً ۱۵۸ میل جانب مغرب واقع ہے۔ ہماری بسیں سیدھی مغرب کی طرف آئیں۔ یہاں پہنچ کر ایک سڑکے میں قیام کیا۔ وضو کر کے نماز عشاء پڑھی۔ قریباً ڈھائی بج گئے اور سو رہے۔

ساڑھے چھ بجے ہم اکتیس آدمیوں نے ایک بس کرایہ پر لی اور بسطام روانہ ہو گئے بسطام شہرود سے ۴ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔ یہ حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا وطن شریف ہے۔ بستی اجر چکی ہے۔ کچھ کھنڈر موجود ہیں۔ حضرت بايزيد بسطامی کے مزار پر عمارت نہیں۔ دو مجاور وہاں رہتے ہیں۔ حضرت سلطان عارفين بايزيد کی قبر شریف آسمان کے نیچے میدان میں بغیر کسی غلاف وغیرہ کے ہے۔ قبر پر حضرت کا نام شریف اور قرآنی آیات و درود شریف لکھا ہوا ہے۔ برابر میں بڑا شاندار قبہ بنا ہوا ہے۔ جو سلطان اعظم خان والی کابل نے آپ کے لئے بنوایا۔ مگر بايزيد بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خواب میں یہ کہ کر منع فرمایا کہ ہماری قبر کے لئے آسمان کا گنبد کافی ہے۔ یار کے درمیان اڑکی ضرورت نہیں۔ غرضیکہ وہ قبہ ویسے ہی خالی پڑا ہے۔ اور آپ اسی طرح میدان میں سو رہے ہیں۔ برابر میں سلطان اعظم خان بانی قبہ کی بھی قبر ہے۔ وہاں ہم لوگ قبر شریف کو گھیر کر بیٹھ گئے۔ فاتحہ پڑھا بہت رقت رہی۔ دعا کی اور عرض کیا کہ

آپ ولی گیر ہیں۔ جس گنہگار پر نگاہ ڈالی ولی بنا دیا۔ ہم گنہگار ہیں دروازہ پر حاضر ہیں۔ ہمارے سیاہ دلوں پر کرم کی نگاہ کر دو کہ سیاہی دور ہو کر قلوب منور ہوں۔

لچ پال پریت کو توڑتے نہیں جو بانہ پکڑیں پھر چھوڑتے نہیں  
گھرانے کو خالی موڑتے نہیں

برابر میں حضرت سلطان العارفين کا عبادت خانہ ہے۔ جہاں آپ اعتکاف فرماتے تھے۔ اس کے مقابل سلطانى مسجد ہے۔ جو غیر آباد ہے مسجد کے برابر حضرت شاہزادہ محمد ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے۔ جو حضرت رضا کے چچا ہیں۔ اس جگہ بھی شیعہ حضرات نے حضرت علی امام حسین بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوٹو رکھے ہوئے ہیں کہ حضور حضرت علی کا دامن پکڑے ہوئے بیرخم پر لوگوں سے فرما رہے ہیں مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَهِيَ مَوْلَاً

محمد ابن جعفر رضی اللہ عنہ کی قبر ہمارے سینہ تک اونچی ہے۔ غلاف سے ڈھکی ہوئی ہے۔ یہ مقام بھی باغ میں ہے۔ درختوں سے گھر بول ہے۔ جگہ میں دلکشی ہے۔

بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھ کر شہر ود واپس آئے شہر خوبصورت ہے بیچ میں ایک گول دائرہ کی شکل میں چمن لگا ہوا ہے۔ درمیان میں محمد رضا شاہ پہلوی موجود شاہ ایران کا لوہے کا مجسمہ نصب ہے۔ قافلہ سوا آٹھ بجے شہر سمنان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر ہماری بس خراب ہو گئی۔ وہ درست ہو رہی ہے۔ ہم پچیس آدمی درستی کے انتظار میں یا بدوح کا وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ تمام قافلہ سمنان پہنچ چکا ہے مگر ہم یہاں شہر ود میں ہیں۔ یہاں بازار سے روٹی اور دہی منگائی۔ روٹی دو ہاتھ لمبی اور سوا بالشت چوڑی پھلی کی شکل کی اڑھائی آنے میں ملی۔ دہی دس آنے کیلو، مگر دہی نہایت ترش تھا۔ خربوزہ ۴ آنے کیلو ملا۔ ہماری بس اب ایک بج کر ۴ منٹ پر شہر ود سے سمنان جا رہی ہے۔

ایران کی سڑکیں نہایت خراب ہیں۔ ہمارے قافلہ والوں نے اس کا نام ہافنہ روڈ رکھا ہے کیونکہ لاری کے جھنکوں سے کود کود کر کھانا جلدی، مغمم ہو جاتا ہے۔ شہر ود سے آٹھ میل نکل کر ہماری بس کو حادثہ یہ ہوا کہ بس سڑک کے ایک غار میں جا پڑی۔ جس سے سخت جھٹکا لگا۔ دو آدمی کچھ زخمی ہوئے۔ باقی کے کچھ ہلکی چوٹیں آئیں۔ شکر ہے کہ بس لوٹنے سے بچ گئی۔ یہ سڑک جرینلی اور

مین لائن ہے۔ دارالخلافہ طہران کو جا رہی ہے۔ اس کا یہ حال ہے۔  
ظہر کے وقت ایک قریب قدرت آباد میں پہنچے۔ جہاں سرد پانی کا چشمہ تھا۔ وضو کیا ظہر پڑھی  
کچھ آگے چل کر مقام اتری پہنچے۔ یہاں پانی کا تالاب اور بہت خوبصورت باغ ہے۔ تالاب میں  
چشمے کا پانی گرتا ہے۔ نہایت خوبصورت جگہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں خوبصورت تالاب۔ تالاب  
کے آس پاس ہر اچھا باغ اور باغ میں ٹھنڈے پانی کا چشمہ۔ یہ وہ دل فریب منظر تھا۔ جو بیابان  
میں نہیں آسکتا۔

یہاں عجیب پر لطف واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ صوفی محمد جمیل صاحب نے یہاں کھانا پکویا ایرانی  
لوگ جمع ہو گئے۔ ایک ایرانی سے صوفی صاحب نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں کو کھانا پکانے کا بھی تمیز نہیں  
پاکستانی عورتیں ہر طرح کا کھانا پکالیتی ہیں۔ اس نے اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے یہ کہا۔ اس  
اللہ کی بندی نے فوراً کچھ پراٹھے۔ کچھ علوہ بنا کر صوفی صاحب کو بھیجا اور کہا کہ اپنی ایرانی بہن کا  
تمیز آزما لو۔ صوفی صاحب نے اس کے جواب میں کچھ مٹھائی بسکٹ وغیرہ بھیجے وہاں سے پھر  
جواب میں کچھ ایرانی مٹھائیاں آئیں۔ غرضیکہ بہت دیر تک ہدیوں کا ادل بدل ہوتا رہا۔ اور رکابیا  
ادھر ادھر آتی جاتی رہیں۔

اتری میں نماز عصر ادا کر کے چل دیئے۔ تین میل طے کرنے پر شہر سمنان آیا۔ سمنان شہر  
سے ۷۷ میل فاصلہ پر چھوٹا مگر خوبصورت شہر ہے۔ باغوں میں گھرا ہوا ہے کنارہ شہر ایرانی  
تیل کا بڑا کارخانہ ہے جس کے دروازہ پر لکھا ہے۔ شرکت ملی نفت ایران۔ یعنی ایرانی تیل کی  
قومی کمپنی۔ اس جگہ پولیس کا بڑا سخت پہرہ ہے سڑکیں اور بازار بہت بارونق ہیں۔ شہر کا دروازہ  
بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ خربوزہ بہت ہوتا ہے اور شیریں ہے۔ ۴۔۶ آنہ کا ایک اچھا خربوزہ مل  
جاتا ہے۔ سمنان میں ٹھہرنا نہیں ہوا۔ وقت کم تھا

سمنان بہت مقدس اور تاریخی شہر ہے۔ ہمارے خاندان اشرفی قادری کے مورث  
اعلیٰ سلطان ابو عبد الدین سید اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کا یہی وطن ہے۔ جن کا مزار مقدس  
کچھ چھوٹے مقدس ضلع فیض آباد میں ہے۔ ہماری بس نے سمنان سے پٹرول خریدا۔ میں اس  
سرزمین پر اس نیت سے اترا کہ یہاں کے کچھ ذرے مجھ گندے کو لگ کر میری مغفرت



کا ذریعہ بن جاویں۔ سمنان میں سب شیعہ ہیں۔ سنی کوئی نہیں۔  
 سمنان سے چل کر ہم رات کے ۹ بجے قلعہ شاہ عباس پہنچے۔ یہاں ایک معمولی ویرانہ قلعہ  
 ہے جو شکستہ حالت میں ہے۔ یہاں رات گزار کر صبح اول وقت نماز فجر پڑھ کر قافلہ چل پڑا۔  
 اب اس وقت شریف آباد میں ٹھہرا ہوا ہے۔ جو طہران کے قریب ہے۔ نہایت دلکش باغ  
 اور آب شیریں کا چشمہ ہے۔ موٹریں دہل رہی ہیں۔

## ۱۶ جولائی ۱۹۵۲ء ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ جمعہ

ہم دس بجے دن شریف آباد پہنچے۔ یہاں بہت سایہ دار درخت درمیان میں شفاف  
 سرد پانی کا چشمہ تھا۔ جاتے ہی کمپنی کی طرف سے رات کا بچا ہوا پلاؤ مکھلایا گیا۔ چائے پلائی گئی  
 اور کہہ دیا گیا کہ اس کو دوپہر کا کھانا تصور کرو۔ پھر گیارہ بجے شریف آباد سے چل کر قریباً دو بجے طہران  
 میں داخل ہوئے۔ طہران ایران کا دار الخلافہ ہے۔ یہ جگہ شہرود سے قریباً ۲۴ میل جنوب  
 غربی واقع ہے۔ بہت بڑا شہر ہے۔ کراچی کے مقابلہ پر ہے۔ نہایت خوبصورت اور صاف ہے  
 امریکی طرز کی عمارت زیادہ ہیں۔ عام لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔

اولاً قافلہ کی لاریوں نے شہر کا گشت کیا۔ ایرانی لوگ ہم لوگوں کو دیکھ کر بہت خوش  
 ہوتے اور خیر باشد سلامت کے آوازے لگاتے تھے ایک جگہ چوک میں ایک گھوڑے سوار کا  
 پورا مجسمہ لوہے کا سیاہ رنگ والا نصب ہے۔ اس پاس گول دائرے میں چمن ہے۔ جس  
 میں فوارے لگے ہوئے ہیں۔ دوسرے چوک میں فردوسی شاعر ایران کا لوہے کا مجسمہ ہے  
 جس کے پیچھے گاؤٹیکہ لکھے فردوسی کتاب ہاتھ میں لئے ٹیک لگا کر بیٹھا ہے۔ ہمارا قافلہ ایک  
 وسیع میدان میں ٹھہرایا گیا۔ جہاں پانی کی نہر ہے۔ نماز جمعہ کا وقت تھا۔ فوراً وضو کر کے نماز  
 جمعہ ادا کی گئی ہم نے نماز پڑھائی۔ ایرانیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے۔ ہماری نماز کو اور  
 ہمیں حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ سب سامنے پھرتے تھے اور آپس میں دل لگی  
 مذاق کرتے رہے یہ لوگ نہ نماز سے واقف ہیں۔ نہ آداب نماز سے خبردار۔

بعد نماز کمپنی کی طرف سے مردے۔ تریبوز۔ سیب سے قافلہ کی دعوت کی گئی۔ مگر

تمام چیزیں پھینکی تھیں بعد نماز جمعہ ہم لوگ اس جگہ سے منتقل ہو کر شہر سے ۲ میل دور سینٹ فیکٹری کے پاس اتار دیئے گئے۔ کیونکہ یہاں میدان اچھا ہے۔ جگہ میں گنجائش ہے پانی کا آنا ہے بعد نماز عصر ہم زیارات بزرگان کے لئے گئے۔ جانب مغرب ۱/۴ میل کے فاصلہ پر حضرت

عبدالعظیم ابن امام جعفر صادق کا روضہ ہے وہاں حاضری دی۔ یہاں راستہ میں زائرین کا ہجوم ہے۔ راستہ بھرا ہوا ہے کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے۔ اور یہاں جمعہ کو زیارت قبور کا عام رواج ہے خصوصاً بزرگان دین کی زیارات آج بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے۔ راستہ میں ابن بابویہ کا مقبرہ ہے جو شیعوں کا بڑا عالم گذرا ہے۔ وہاں فاتحہ خوانوں کی کثرت تھی۔ ہم امام زادہ شاہ عبدالعظیم کے روضہ پر پہنچے۔ یہاں بھی مشہد شریف کے نمونہ کی عظیم الشان عمارت ہے۔ بڑے دروازے میں بہت بڑا بازار ہے۔ دور دیہ دکائیں ہیں۔ ہجوم کی وجہ سے چلنا مشکل ہے۔ اندر تین گنبد ہیں۔ بڑے گنبد میں حضرت عبدالعظیم ابن امام جعفر صادق کا مزار ہے وہاں عام زائرین سجدہ و طواف کرتے ہیں۔ خلقت کا بے پناہ ازدحام ہے بڑی مشکل سے فاتحہ پڑھی۔

برابر میں حضرت حمزہ ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ یہاں بھی خلقت کا ہجوم ہے۔ مگر وہاں سے کچھ کم۔ اس صحن میں بالمقابل ایک اور گنبد ہے۔ جس میں حضرت طاہر ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ یہاں بھی فاتحہ خواں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہجوم بہت تھوڑا ہے۔ کیونکہ شیعوں کو امام حسن کی اولاد سے وہ محبت نہیں۔ جو امام حسین کی اولاد سے ہے وہاں بھی فاتحہ پڑھی ایک طرف شاہ ناصر الدین کی قبر ہے۔ جو شیعوں کا پیشوا گذرا، قبر کے ارد گرد لکڑی کا کٹہرہ ہے۔ بیچ میں قبر ہے۔ قبر پر سنگ مرمر کا پورا مجسمہ لاش کی شکل میں لپٹا ہوا ہے۔ شیعوں سے سلام کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں ہم وہاں سے لا حول پڑھ کر نکلے۔

تہران میں ریلوے اسٹیشن ہے۔ چھوٹی لاشن کی گاڑی شہر و تک جاتی ہے۔ —

مزدور شہر میں اپنے گھروں سے کارخانوں اور کارخانوں سے گھروں کو ریل گاڑی کے ذریعہ جاتے ہیں۔ اس ٹرین کا چھوٹا سا انجن ہے۔ اور کھلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ڈبے جن میں صرف بیٹھنے کے بیچ ہیں۔ —

## تہران کے خصوصی حالات

نمبر ۱۔ تہران بہت بارونق۔ خوبصورت اور وسیع شہر ہے ایران کا دارالخلافہ ہے۔  
نمبر ۲۔ یہاں ہر چوک میں گول دائرہ میں چمن۔ بیچ میں پانی کے قوارے اور بالکل بیچ میں کسی  
نہ کسی کا مجسمہ ہے ایک چوک میں سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کا مجسمہ ہے۔ دوسرے میں  
فردوسی شاعر کا مجسمہ۔

نمبر ۳۔ یہاں حسن بہت ہے۔ شاید دنیا میں یہ خطہ حسن میں دوسرے درجہ پر ہے۔ پہلے  
درجہ پر بصرہ و عراق ہے۔ مصر کے حسن میں ملاحظہ نہیں

نمبر ۴۔ عورتیں بے پردہ ہیں۔ مرد عورت بے تکلف ساتھ ساتھ پھرتے ہیں عورتیں گھٹنے  
تک جرابیں اور اوپر نیکر پہنتی ہیں۔ سینہ اور گھٹنا کھلا رہتا ہے۔ لمبا کرتہ اور سر سے پاؤں تک  
کالے حجاب برقعہ جو پردہ کے لئے نہیں حسن کے لئے ہوتا ہے۔

نمبر ۵۔ بے پردگی بہت ہے۔ ہوٹلوں میں ہر طرح کا کھانا پکتا ہے لوگ بے تکلف کھاتے  
ہیں۔ یہاں ہوٹلوں کے کھانے سے احتیاط کرنی چاہیے۔ یہاں فروٹ بہت کثرت سے ہے  
ہم لوگوں نے فروٹ بہت کھائے۔

نمبر ۶۔ یہاں کے باشندے روزے نماز کے پابند نہیں۔ رمضان کی کسی کو ہی خبر ہوتی ہے  
عید میں کوئی خال خال آدمی ہی عید مناتے ہیں سنا ہے کہ ایران میں نوروز بہت اہتمام سے  
منایا جاتا ہے۔ ۲۱ مارچ سے نوروز شروع ہوتا ہے جو ۱۲ دن رہتا ہے۔

نمبر ۷۔ عورتیں مردوں سے بے تکلف مذاق کرتی ہیں ہمارے بعض جوان حجاج سے  
جب وہ زیارت امام عبدالعظیم ہمارے ساتھ جا رہے تھے۔ نہایت بیہودہ ہاتھ پائی کا مذاق  
کیا۔ ہم نے حجاج کو بہت تاکید کر دی ہے کہ دیکھو حج کو جا رہے ہو۔ منہ کالا کر کے نہ جانا  
آنکھیں نیچی رکھو۔ اور بلاوجہ شہر نہ جاؤ۔

نمبر ۸۔ تصاویر کا عام رواج ہے۔ بزرگوں کے مزارات پر عام مجسمے اور تصاویر ہیں  
نمبر ۹۔ جمعرات کی شام اور جمعہ کو دن بھر قبرستان میں عام لوگ زیارت قبور کو جاتے

ہیں۔ اور بزرگوں کے مزارات پر نماز بھی ادا کرتے ہیں۔  
 نیرا۔ تہران کے باشندے بہت خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔ حجاج سے بہت محبت  
 سے پیش آئے۔ رات بھر اٹھ سپاہیوں نے ہمارا پرہ دیا۔ دو گھوڑے سوار اور چھ سپاہی تھے بہت  
 محبت سے راستہ بتاتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ خود جا کر پہنچا آتے ہیں۔ پولیس کا انتظام بہت  
 معقول ہے اور سپاہی بہت بلند اخلاق ہیں۔ بعض سپاہی حجاج کو ان کے جوتے اٹھا کر  
 دیتے ہیں۔ ایسے خوش خلق لوگ کم دیکھے گئے۔

نیرا۔ شہر میں سڑکیں بہت کشادہ ہیں۔ ٹرام نہیں ہے بسیں چلتی ہیں۔ جن کا کرایہ بہت  
 معمولی ہے۔ ایک تین فی سواری میں پوری ٹیکسی کرایہ پر مل جاتی ہے۔ جب تک نہ اتر آتا تو  
 نہیں تمام شہر کا چکر لگادتی ہے لیکن اگر دس قدم پر بھی جا کر اتر گئے تو پھر دوبارہ تین لینگے  
 نیرا۔ یہاں تیل صاف کرنے کے بہت کارخانے ہیں سیمنٹ کی فیکٹری ہے۔ گنجان آبائی  
 ہے جہاں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس میدان کا نام خیابان سیمان ہے۔ یعنی سیمنٹ کا کارخانہ  
 اس میدان کے مغرب کی جانب ایک پہاڑ ہے۔ پہاڑ کی دوسری جانب ایک چشمہ بہت ٹھنڈے  
 اور صاف شفاف پانی کا ہے۔ جسے چشمہ علی کہتے ہیں۔ جہاں ایرانی لوگ کارخانوں کے  
 غالیچے و قالین صاف کرتے ہیں۔

## ۱۷ جولائی ۱۹۵۴ء ۵ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج صبح کی نماز کے بعد شیخ حسام الدین صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں  
 فرمایا کہ سفیر عراق کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ خرم شہر کا راستہ سیلاب کی وجہ سے خراب  
 ہو چکا ہے۔ لہذا حاجیوں کو بغداد کے راستہ جانا چاہئے۔ اب یہی پروگرام ہوگا۔ بارہ سو  
 میل کا سفر اور زیادہ ہو گیا۔ اور حج بجائے نواگت کے سات اگست کو ہے لہذا چلنے  
 میں جلدی کرنا چاہئے۔ فجر کے فوراً بعد روٹی کھانی جایا کرے۔ تمام دن سفر ہے رات  
 کو آرام۔ یہ ہی طے ہو گیا۔

قریباً دس بجے ہم حضرت شہر بانور رضی اللہ عنہا کے مزار پاک پر حاضری دینے گئے



سمرائے دارا میں ۴۷ بیال فی حاجی ٹیکسی کی۔ اس نے کوہ شہر بانو تک پہنچایا۔ جو سمرائے قریب ایک کوس ہے پھر پہاڑ کی چڑھائی ایک میل ہے راستہ میں سیمنٹ کے پتھر کی کان دیکھی جو اس پہاڑ میں واقع ہے کان میں چھوٹی سی ریل چلتی ہے جو پتھر نکالتی ہے۔ سخت اندھیرا ہے ہر جگہ روشنی کا انتظام ہے بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ ہم کچھ دور سرنگ میں گئے مگر آگے جانے کی ہمت نہ پڑی پھر اوپر چڑھے۔ ایک درخت کے نیچے پہنچے جہاں پانی کا چشمہ تھا۔ پانی پیا۔ پھر اوپر چڑھے اور منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک سبز گنبد ہے جس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ مردوں کے لئے ہے۔ دوسرا عورتوں کے واسطے۔ زناہ حصہ میں حضرت شہر بانو کی قبر شریف ہے۔ لیکن اس مقبرے پر یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت شہر بانو کربلا کے واقعہ کے بعد گھوڑے پر سوار آئیں۔ مگر ظالم ان کے تعاقب میں تھے۔ رب سے دعا کی کہ مجھے ان ظالموں سے بچائے پھر مع گھوڑے کے اس پہاڑ میں غائب ہو گئیں جہاں غائب ہوئیں وہاں قبر بنا دی گئی ہے۔ اس قبر پر مرد نہیں جاسکتے۔ صرف عورتیں جاتی ہیں۔ ہم لوگوں نے دود سے فاتحہ پڑھی۔

مقبرہ شہر بانو پورا تصویر خانہ بنا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کربلا۔ حضرت علی امام حسین کے بڑے بڑے فوٹو نصب ہیں۔ ایک جگہ شہادت امام حسین کا بیسیوں کا پینٹا اور امام حسین کی بے مسرکی لاش دکھائی گئی ہے جس سے رقت پیدا ہوتی ہے اس مقبرے میں جو تاریخی کتبہ ہے اس میں بزبان فارسی لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو حضرت عمرؓ کے عہد میں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں اور امام حسینؓ کے نکاح میں آئیں۔

وہاں سے واپس ہوئے اور سمرائے دارا میں آئے اس سمرائے میں حضرت امام زادہ عبداللہ ابیض ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کے روضہ پر گئے۔ سبحان اللہ! بڑی عظیم الشان عمارت ہے۔ صحن میں پانی کے چشمے۔ حوض۔ باغ ہے بیچ میں عظیم الشان عمارت ہے جس کے دروازے اور دیواروں پر ایسا عمدہ اور باریک سنہری کام کیا ہوا ہے جس کی مثال نہیں ہے۔ دیواروں پر بہت اوپر تک شفاف شیشہ چڑھا ہوا ہے تاکہ نقش و نگار کو دیکھ سکیں۔ خاص کواڑوں میں بہت سے اشعار کھدے ہوئے ہیں جن میں بعض یہ ہیں۔

زاں ملقب شد بعد اللہ ابیض در عرب بسکہ زخار منیرش بود پر نور و ضیا۔

گمراہان جہل را خلق کریش دستگیر  
سایکان راہ رالطف عییش رہنما  
این درے را کہ ہست کہف اماں  
کرد تعمیر مہدی وریاں  
فاتح پڑھی بس میں واپس آئے یہاں کھانا کھایا۔ آج کمپنی نے حجاج کے لئے اعلیٰ درجہ کا زردہ پکایا  
نماز ظہر کے بعد کچھ آرام کیا۔ پھر شمیران روانہ ہو گئے

شمیران ہمارے اس خیابان سیما سے ۱۳ میل فاصلہ پر جانب شمال مغرب ہے۔ دو  
ریال فی نفر دے کر شہر پہنچے پھر ساڑھے تین ریال فی نفر دے کر ۱۰ میل فاصلہ پر شمیران پہنچے  
شمیران ایک مقام ہے۔ جو پہاڑ پر واقع ہے۔ یہاں شاہی محل ہیں۔ بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔  
جگہ جگہ پانی کی آبشار ہیں اور عین پہاڑ پر حضرت قاسم ابن امام حسن رضی اللہ عنہما کا مزار شریف  
ہے۔ آپ کا سر تو یہاں دفن ہے اور جسم شریف کربلا معلیٰ میں مدفون شاید اس جگہ کا  
اصل نام شاہ میران ہے جو بگڑ کر شمیران بن گیا۔ نماز عصر نہیں پڑھی تھی اس لئے نماز کیلئے  
روضہ شریف کے پاس چائے کا ایک غیر آباد سا ہوٹل ہے۔ وہاں چلے گئے۔ اندر پہنچے تو سبحان  
اللہ ہوٹل کیا تھا ایک دلکش باغ تھا ہر طرف سرسبز درخت اور ایک طرف پہاڑ سے پانی کی سفید  
چادر ڈیڑھ گز چوڑی بارہ فٹ کی بلندی سے گری رہی ہے۔ جس کی آواز نہایت دلکش ہے۔ قریب  
طرے ہو تو باریک باریک ٹھنٹیں اور ٹھنڈی ہوا جسم میں ایسی کیفیت پیدا کرتی ہے جو بیان  
نہیں ہو سکتی۔ یہ نظارہ طر بھر یاد رہے گا۔ جہاں سے پانی گرتا ہے وہاں ہرے بھرے درختوں  
کی خراب نما سرنگ سی بنا دی گئی ہے۔ جس میں سے یہ پانی آتا ہے اور گر کر نالہ کی شکل میں آگے  
جاتا ہے پھر نہر کی شکل اختیار کر لیتا ہے

پھر حضرت امام قاسم کے مزار شریف پر حاضری دی۔ عجیب رقت انگیز جگہ ہے واپسی  
پر بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی جو نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ بلکہ ہم کو مسٹرک تک پہنچا  
آئے یہاں بہت بڑا بازار ہے ٹیکسی کرنا چاہی مگر سودا نہ بنا۔ ہم پندرہ تھن دیتے تھے وہ بیس  
مانگتے تھے۔ آخر کار ہم نمبر کی بس میں سوار ہوئے۔ سواریاں بہت تھیں جو کہ قطاروں میں  
کھڑی تھیں۔ باری باری سے لوگ بیٹھتے تھے۔ ہم بھی اس طرح سوار ہوئے۔ سارے شہر  
کا نظارہ کیا۔ واقعی تہران ایشیاء کا پیرس ہے۔ ایسی روشنی بجلی کے قمقموں کی سیدھی قطار

کاروں کی لائینیں۔ انسانوں کا ہجوم۔ دکانوں کی آرائشیں۔ ان کی رنگ برنگی روشنی ایک ایسا نظارہ تھا جس کے بیان کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔

بس نمبر سے اتر کر بس نمبر ۸ میں پہنچے پھر اس سے اتر کر اپنے مقام خیابان کی بس میں بیٹھے اور قریباً نو بجے شب اپنے ڈیرے میں داخل ہو گئے راہ میں شیخ رحمت اللہ صاحب نے کیلو کے حساب سے سیب خریدے جو بہت شیریں تھے۔

خیال رہے کہ جہاں تہران واقع ہے۔ اسے رے کا علاقہ کہتے ہیں۔ اسی رے کی لالچ میں عمرو ابن سعد بد نہاد نے اہل بیت اطہار پر ظلم ڈھائے۔

## ۱۸ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ یکشنبہ

چونکہ مزارات مقدسہ کی حاضری اور شہر کی سیر سے کل ہی فراغت ہو چکی تھی اس لئے کہیں جانے کا ارادہ نہ تھا۔ صوفی محمد جمیل صاحب اصرار فرما کر سفارت خانہ پاکستان میں اپنے ہمراے گئے۔ یہ جگہ ہمارے کیمپ سے قریباً سات میل دور ہے۔ فراخ عمارت ہے برابر میں چیکو سلوکیا کا سفارت خانہ ہے۔ محمد انور صاحب غوری گجراتی نائب سفیر پاکستان مقیم تہران سے ملاقات ہوئی۔ نہایت خلیق نوجوان ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔ شکایت فرمانے لگے کہ کل ہمارے ہاں چائے پر اور حجاج کے ہمراہ آپ نہیں آئے۔ میں نے کہا کہ میں شمیراں گیا ہوں اتھا وہاں کی حاضری بہت ضروری تھی۔

## تخت طاووس کی سیر

ہم سفارت خانہ سے پانچ بجے تخت طاووس دیکھنے روانہ ہوئے وہ محل سفارت خانہ سے قریباً ڈیڑھ میل فاصلہ پر ہے۔ اولاً تو وہ محل ایسا ہے جس کا نقشہ لفظوں میں نہیں کچھ سکتا بہترین باغ۔ پانی کے چشمے فوارے۔ بیچ میں مرمری محل ہے۔ ہر جگہ فوجی پہرہ ہے۔ قدم رکھتے ہی قیمتی قالین نظر آئے۔ فرش پر قالین۔ سیرٹھیوں پر قالین۔ دیواروں پر قالین آویزاں مختلف کمروں میں ایرانی صنعت کی چیزیں قرینہ سے رکھی ہوئی ہیں۔ کچھ لائین چھوٹی چیزوں کی ہیں کچھ

بڑی کی جھٹیلچے دیواروں پر آویزاں ہیں ان میں قیمتی لعل، یاقوت، زمرہ جڑے ہوئے ہیں جن کی چمک دمک سے حیرت ہوتی ہے۔ بیش قیمت لعل و جواہرات کی فراوانی ہے۔

ہم یہ تمام مناظر دیکھتے ہوئے خاص اس جگہ پہنچے جہاں تخت طاؤس رکھا ہوا ہے۔ اس جگہ شیش محل ہے۔ دو دیوار چھت میں تیشہ ہی تیشہ ہے۔ سامنے ایک ٹیبل پر ایک بڑا ٹالچو ہے جس کی قیمت امریکہ میں اٹھارہ ہزار ڈالر کی لگائی گئی ہے قریباً ۴ گز لمبا ہے سو اگز چوڑا ہے نہایت باریک کام ہے بیچ محراب میں دو تخت ہیں ایک تخت طاؤس جو شاہجہان نے ۹ برس میں نو دس کروڑ روپیہ کے خرچ سے تیار کرایا یہ تخت غالباً ساڑھے چار گز لمبا دو گز چوڑا ہے۔ چوڑے چوکھنڈی ہے۔ سونے کا تخت ہے۔ لعل یاقوت زمرہ جن کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہوں جڑے ہیں نچلے حصے سے جواہرات کچھ نکل گئے ہیں۔ بالائی حصے میں تمام جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی قیمت اس وقت کروڑوں روپیہ ہوگی۔ میں الفاظ میں اس تخت کی توصیف نہ کر سکا۔ اس کا نقشہ بغیر دیکھے سمجھ میں نہیں آتا۔

دوسرا تخت شاہ محمد رنگیلے کا ہے یہ بھی نہایت قیمتی لعل و جواہرات سے مرصع ہے عجیب چیز ہے۔ مگر تخت طاؤس چیز سے دیگر است۔ تیسری چیز سونے کی کرسی ہے جو خالص سونے کی ہے۔ شاہ پرس کی ہے۔ اب بھی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں بادشاہ اسی کرسی بیٹھتا ہے معلوم ہوا کہ یہ تخت تخت طاؤس کا کچھ حصہ ہے مکمل نہیں۔ اس کے کناروں پر سونے کے مورتھے جن کی دم میں لعل یاقوت زمرہ جڑے ہوئے تھے تخت دیکھ کر کچھ آگے بڑھے تو سومات کا سونے کا مندر دیکھا جو اسی ہال کمرے میں ایک ٹیبل پر رکھا ہے۔ خالص سونے کا ہے۔ سومات کے مندر کا مجسمہ ہے سامنے ایک مور کھڑا ہے جو چابی دینے پر ناچتا ہے گردن ہلاتا ہے۔ کچھ آگے جا کر ایک طلسمی گھڑی ہے جس میں کمال یہ ہے کہ گھڑی کے نیچے پتل کے دو گولے پتل کی زنجیریں لٹکے ہوئے ہیں اور گھڑی کے دائیں بائیں پتل کے دو سپاہی ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں۔ درمیان میں بند کھڑکی ہے۔ ایک طرف سے چابی دی جاتی ہے چابی دیتے ہی باجا بجنا شروع ہو جاتا ہے اور پتل کا گولہ آہستہ آہستہ نیچے کی طرف کھسکے لگتا ہے۔ جب یہ گولہ نیچے پہنچ جاتا ہے تو یہ دو پتل کے سپاہی جو بند کھڑکی کے آس پاس کھڑے ہیں اپنے ہاتھ



اٹھا کر کھڑکی کھولتے ہیں۔ کھڑکی کے اندر ایک خوبصورت چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جس میں ایک پیتل کی عورت ناچتی ہے اس کے دائیں یا ایش دو آدمی طبلہ سازنگی بجا رہے ہیں پلح ایرانی طرز کا ہے باجہ کی آواز بہت سمریلی اور دلکش ہے۔ یہ ناچ گانا اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ چابی بندہ کی جائے۔ چابی بند کی اور سارا کھیل ختم ہوا۔ اب نہ وہ ناچنے والی رہی نہ گانا نہ باجہ۔ غرضیکہ ایک طلسم ہے۔

یہاں سے آگے بڑھے تو گذشتہ شاہان ایران کے مجسمے اور ایرانی مصنوعات کے ذخیرے دیکھے جو نہایت قرینہ سے لگے ہوئے ہیں۔ اس تخت طاؤس کے محل کے برابر میں دوسرا محل ہے یہ امام باڑہ ہے یہاں ایک بڑا ہال کمرہ ہے درمیان میں نہایت قیمتی منبر رکھا ہے۔ جو چادر سے ڈھکا ہوا ہے۔ عاشورہ کے دن کھلتا ہے یہ بھی قابل دید ہے۔

## در بند کی سیر

تخت طاؤس کی سیر سے فارغ ہو کر بیس تین میں ایک کارڈ کرایہ پر کی اور در بند پہنچے۔ یہ جگہ شمیران سے آگے ہے۔ شمیران کا ذکر ہم کبھی چکے ہیں۔ امام قاسمؑ کے روضہ سے قریباً سات میل چڑھائی پر واقع ہے۔ اس جگہ کے متعلق صرف اتنا کہتا ہوں۔ شعر

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمیں است وہمیں است وہمیں است

پہاڑ سے شفاف پانی کا آبشار مستی دکھاتا رہا ہے اوپر سے نیچے گرا رہا ہے۔ دور وہ یہاں حسین درختوں کی محراب نما قطار ہے درختوں کی ڈالیوں اور پتوں میں بجلی کے رنگ برنگ قمقمے جل رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں باغ ہے۔ باغ میں جگمگ ہو رہی ہے بیچ پانی میں تخت پوش نکھے ہیں۔ جن پر قیمتی قالین ہیں جن پر فروٹ چنے ہوئے ہیں۔ پانی اتنا سرد ہے کہ اگر دودھ کا برتن کچھ دیر اس میں رکھا جائے تو جم کر آئس کریم بن جاوے۔ پورا گھونٹ نہیں پیا جاتا۔

ہو نہایت خوشگوار سرد ہے نہ سخت سرد جو تکلیف دے نہ گرم۔ ایک جگہ جا کر سردی ختم ہو جاتی ہے وہاں پر کاریں رک جاتی ہیں۔ اب آگے پیدل کی چڑھائی ہے۔ کچھ فاصلے

پر چڑھنے کے بعد ایک تالاب ملتا ہے جہاں برف پگھل کر جمع ہوتی ہے اور وہاں سے آبشار جاری ہوتا ہے اس مقام کا نظارہ عمر بھر نہ بھولے گا وہ جگہ دیکھ کر یہ زبان سے نکلتا تھا کہ خداوند جنت کیسی ہوگی۔ پھر واپس اترے اور امام قاسم رضی اللہ عنہ کے روضہ پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی واپسی پر حلال گوشت کے کباب بھنے ہوئے ٹماٹر۔ پیالوں میں جما ہوا دہی جسے فارسی میں ماست کہتے ہیں خریدے۔ دہی فی پیالہ چھ ریال (چھ ریال) روٹی دو ہاتھ لمبی دو ریال کی۔ خاص قسم کا پودینہ جسے یہاں نعناع کہتے ہیں مفت میں ملا۔ کباب میں صرف نمک تھا۔ مگر نہایت لذیذ تھے وہی بھی ایسا لذیذ تھا کہ ہمارے پنجاب میں ایسا نہیں ہوتا۔

عصر کا وضو خاص در بند کے آبشار میں ٹھنڈے پانی سے کیا اور وہاں ہی نماز پڑھی۔ مغرب کا وضو اور نماز وہاں ہی ادا کی جہاں کل پڑھی تھی یعنی امام قاسم کے روضہ کے پاس۔ ایک ہوٹل میں جہاں پانی کی چادر بارہ فٹ اوپر سے گر رہی ہے پھر وہاں سے کار میں بیٹھ کر شہر میں پہنچے جہاں کل کا سا نظارہ تھا اور عشا کے قریب خیابان سیما اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ کھانا کھایا عشا کی جماعت پڑھائی پھر کچھ دیر بات چیت کر کے سو گئے۔ خیال رہے کہ در بند ہمارے ڈیرے سے قریباً ۲۰ میل دور ہے۔

## ۱۹ جولائی ۱۹۵۴ء ۷ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج پیر کا دن ہے تہران آئے ہوئے دو دن ہو چکے ہیں۔ اعلان ہو گیا ہے کہ آج کوچ ہے۔ حاجیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اول وقت فجر کے لئے اٹھ بیٹھے۔ بعد نماز فوراً چلے پی اور سامان بسوں پر لادنا شروع کر دیا۔ سات بجے قافلہ کا کوچ ہو گیا۔ تمام شہر کا گشت کیا۔ سفیر پاکستان تہران کی جائے قیام پر گئے۔ الوداعی علیک سلیک کر کے قافلہ نے مارچ کر دیا۔ آج قافلہ تہران سے سیدھا مغرب کی طرف چل پڑا۔ سفیر عراق کے اعلان کی بنا پر سوچا ہمارا سب بدل دیا۔ بجائے قم شریف کے قزوین کا رخ کیا ۲۶ میل تہران سے چل کر قافلہ گرج پہنچا یہ چھوٹی ٹی سٹی ہے۔ آراستہ پیرا سٹہ۔ قافلہ نے یہاں قیام نہ کیا۔ سیدھا قزوین پہنچا۔ قزوین تہران سے ۹۵ میل جاف مغرب ہے۔ خوبصورت شہر ہے۔ بہر طرف بادام

کے باغ ہیں۔ فوارے پانی کے چشمے بازار وغیرہ بہت باروتق ہیں۔ قافلہ یہاں سے ۶ میل آگے  
 پھڑکھڑ سلطان آباد پہنچا۔ جہاں کھانا کھلایا گیا۔ کمپنی نے حجاج کو سیب کھلائے۔ نصف گھنٹہ قافلہ  
 نے قیام کیا اور ایک بجکر ۵ امنٹ پر سلطان آباد سے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں حسین آباد پڑا  
 مگر وہاں قیام نہ کیا۔ ایک سرسبز باغ میں چشمہ کے کنارے پر مقام کانسور میں نماز ظہر ادا کی وہاں  
 پانی جمع کیا ہوا ایک تہ خانہ میں محفوظ تھا ایسا ٹھنڈا اور میٹھا کہ سبحان اللہ دل خوش ہو گیا عصر کے وقت قافلہ ہمدان  
 ہمدان نہایت سرسبز و شاداب جگہ ہے۔ بڑا شہر ہے دورویہ دوکانیں بہت آراستہ ہیں چوک  
 میں گول دائرہ کی شکل میں چمن ہے جس میں پانی کا فوارہ اور بیچ میں شاہ ایران سابق کا مجسمہ  
 ٹھوڑے کے مجسمہ پر نصب ہے ہمو ایک گنبد نہایت خوبصورت نظر پڑا۔ ہم سمجھے کہ کسی بزرگ  
 کا مزار ہے مگر بعد میں پتہ لگا کہ بازار کے ہر کنارے پر ایسے ہی گنبد ہیں۔ یہاں گندم بہت کثرت  
 سے پیدا ہوتی ہے۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے گندم ہی گندم ہے۔ گندم کے پودے باریک  
 اور چھوٹے ہیں خوشہ بڑا ہے۔ خوشہ مل کر دیکھا دانے بہت سفید، موٹے پنجاب کی طرح۔ مگر  
 لمبائی میں پنجاب کے گندم سے زیادہ ہیں۔ آلو بھی بہت پیدا ہوتا ہے۔ ہمدان تہران سے اڑھائی  
 سو میل اور قزوین سے ۵۵۰ میل جانب مغرب ہے۔ ارادہ تھا کہ قافلہ ہمدان میں ہی ٹھہرے۔ مگر  
 چونکہ کوئی جگہ مناسب نہ ملی لہذا وہاں سے پانچ میل آگے میدان میں قیام کیا۔ چونکہ ہمدان  
 میں قیام نہیں ہوا اس لئے وہاں کے مفصل حالات معلوم نہ ہو سکے۔

## ۲۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۸ ذیقعد ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب ہمارے قافلہ نے ہمدان سے پانچ میل آگے قیام کیا۔ نماز عشاء ادا کرنے  
 کے بعد اعلان ہو گیا کہ جلد سو جاؤ ۲ بجے شب کو مارچ ہے ایسا ہی کیا گیا پاکستانی ۳ بجکر ہم  
 یعنی ایرانی دو بجے اٹھے ضروریات سے فارغ ہوئے اور بعض حجاج نے وضو کر کے تہجد ادا کر لی۔  
 اور با وضو روانہ ہو گئے۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ کے نعروں سے میدان گونج گیا۔ نہایت اونچا  
 نیچا بیچ در بیچ راستہ ہے۔ کبھی ۱۸ فٹ، ۲ فٹ اونچے چڑھ گئے اور کبھی اتنے ہی نیچے اتر گئے۔ اسی  
 طرح چودہ سو میل طے کر کے ایک کھلے میدان میں فجر کی جماعت ادا کی۔ آج کی جماعت اور تلبیہ کی لذت

ہمیشہ یاد رہے گی۔ رقت طاری تھی۔ دعائیں جاری تھیں۔ تلبیہ کی آوازیں تھیں۔ صبح کا سہانا وقت تھا۔ میدان سنسان یہ نظارہ اور دیار یار کے قریب آنے کی خوشی۔ یہ وہ چیزیں تھیں جن کے اجتماع عجیب حالت پیدا کر دی۔

پھر فجر کی نماز پڑھ کر چل پڑھے۔ ۱۲۲ میل راستہ طے کر کے قریباً ساڑھے نو بجے کرمان شاہ سے دو میل اس طرف پڑاؤ کیا۔ چائے وغیرہ پی۔ اس جگہ تان زن بستان ہے ایک عظیم الشان پہاڑ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں بڑی محراب بنی ہے۔ جس میں شیریں فریاد اور شیریں کے باپ خسرو کے مجسمے لگے ہیں۔ سامنے عمدہ باغیچہ ہے۔ پہاڑ سے نہر جاری ہے جس کے دو حصے کر دیئے ہیں۔ ایک مغرب کی طرف دوسرا شمال کی طرف یہ ہی وہ پہاڑ ہے جس کو فریاد نے کاٹا تھا۔ اور یہ وہ ہی نہر ہے جو فریاد نے نکالی۔ یہاں سے ۴ فرسخ مشرق کی طرف ایک بستی ہے۔ بستوں Bispon۔ فریاد وہاں کا باشندہ تھا اور بارہ فرسخ مغرب کی طرف ایک بستی ہے۔ قہر شیریں۔ شیریں یہاں کی رہنے والی تھی۔ اس پہاڑ کے کھودنے کی شرط خسرو نے لگائی جو فریاد نے پوری کی۔ اس نہر کا پانی ہم نے بھی پیا۔ اور اس سے غسل بھی کیا۔ بہت پر فضا مقام ہے۔ اس سے دو میل فاصلہ پر شہر کرمان ہے۔

کرمان ہمدان سے ۱۲۴ میل جانب مغرب ہے یہاں کنارہ پرتیل کا بہت بڑا کارخانہ ہے۔ جہاں ایک لاکھ لیٹر ۲۲ ہزار گیلن روزانہ پٹرول صاف ہوتا ہے ۱/۴ لیٹر کا ایک گیلن ہوتا ہے اس کارخانہ میں انگریز کوئی نہیں۔ دو پاکستانی مسلمان ہیں جن میں سے ایک کا نام محمد شریف ہے دوسرے کا نام محمد دین۔ باقی ملازمین ایرانی ہیں۔ دنیا کا پچاس فی صدی تارکول یہاں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہاں سڑکوں کا حال خراب ہے۔ یہاں بھی گندم کافی پیدا ہوتی ہے یہاں عورتوں کا لباس بہت باپردہ ہے۔ نیچے نیچے کرتے تہران کی طرح یہاں بے پردگی نہیں۔ ہماری تمام بسوں نے کرمان سے پٹرول اور موبل آئل خریدا۔

کرمان کے بازار کی سیر کی۔ یہاں کرسیاں چارپائیاں بہت عمدہ بنتی ہیں۔ یہاں سے ایک پیل خریدا۔ چونکہ توخر بوزہ ہی کہا جاسکتا ہے نہ سردہ۔ بہت شیریں تھا۔ یہاں ایک مسجد بھی دیکھی۔



خیال رہے کہ تہران وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں مسجد کوئی نہ دیکھی۔ بزرگان دین کے مزارات پر مسجدیں ہیں۔ مگر ویران۔ وہاں لوگ جوتا پہننے پھرتے ہیں اور اندرون مسجد سگریٹ وغیرہ پیتے ہیں۔ یہاں بھی مسجد کا یہی حال ہے۔

دو بجے دوپہر کو کerman سے قصر شیریں کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں سات میل کے فاصلہ پر غربی جانب حسن آباد بستی ملی۔ وہاں نماز ظہر پڑھی۔ یہاں ایک کرشمہ دیکھا کہ ایک ہوٹل میں دکان کے اندر آب شیریں کا قدرتی چشمہ ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا نہایت صاف اور بہت میٹھا۔ ہلکا۔ بغیر پیاس بھی پیا۔ وہاں ہی وضو کیا۔ نماز ظہر پڑھی حسن آباد سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں قریباً چھ میل کے فاصلہ پر شاہ آباد بستی ملی۔ جو اچھا قصبہ ہے۔ وہاں قیام نہیں کیا۔ راستہ میں ایسا پہاڑی راستہ طے کیا کہ ایسا راستہ آج تک طے نہ کیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر لاریوں کا چڑھنا پھر نیچے اتنا۔ کئی کئی میل کی بلندی پھر اتنی ہی پستی اور پہاڑ پر گھومتے ہوئے لاریوں کا گذرنا۔ ایسا نظارہ تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

مغرب کے قریب ہمارا قافلہ قصر شیریں کے جنگل میں پہنچا۔ یہاں ہی نماز مغرب ادا کی

## ۲۱ جولائی ۱۹۵۲ء ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ چہار شنبہ

آج ہمارا قافلہ شب میں قصر شیریں پہنچا۔ ایک جنگل میں قیام کیا اس جنگل میں سانپ بہت ہیں۔ حاجیوں نے کئی سانپ نہایت زہریلے دیکھے۔ پانی کے چشمے بھی ہیں مگر پانی گرم ہے اور سانپوں کی زیادتی کی وجہ سے شب میں کوئی پانی پر نہ گیا۔

قصر شیریں کerman سے ۱۱۵ میل جنوب مغرب ہے۔ اسی جگہ شیریں بنت خسرو رہتی تھی جس پر فریاد عاشق ہوا تھا۔ اسی لئے اسے قصر شیریں کہتے ہیں آج دوپہر کے قریب ہم قصر شیریں بستی میں گئے قصر شیریں چھوٹا سا شہر ہے۔ آبادی گھنی ہے یہاں گرمی کافی ہے تہران و مشهد کی سی سردی نہیں۔ چشموں میں بھی پانی گرم ہے۔ مگر پنجاب کی سی گرمی نہیں یہاں سے انگوڑ خربوزے وغیرہ خریدے۔ قافلہ کی کچھ بسیں خراب ہو گئی تھیں قصر شیریں میں ٹھیک کرائیں اب ساڑھے چار بجے قافلہ کی روانگی ہو رہی ہے۔ انگریز سیاح مع اپنی میم اور بچے کے قافلہ کے

ہمراہ ہے۔ چونکہ ہمارا راستہ بدل گیا ہے۔ قم شریف والا راستہ نہ رہا۔ اس لئے یہ انگریز بغداد شریف تک ہمارے ساتھ رہے گا انگریز کا بچہ نہایت سعادت مند واقع ہوا ہے حجاج کو پانی پلاتا ہے جب اس کے ماں باپ سوتے ہیں تو انہیں پنکھا جھلتا ہے۔ پتھر جمع کر کے آگ جلا کر چائے پکاتا ہے۔ خدا کرے ہم پاکستانیوں کی اولاد بھی ایسی ہی نیک ہو کر سے بچے کا نام کر سٹو فر ہے عمر غالباً ۸ برس ہوگی۔ یہ ہی بچہ اپنے باپ کے ہمراہ ماں باپ کے کپڑے بھی دہوتا ہے۔ یہ لوگ کلکتہ سے آرہے ہیں

قہر شہر سے ہمارا قافلہ ساڑھے چار بجے روانہ ہو کر سو اپانچ بجے مقام خسروی میں پہنچا خسروی قہر شہر سے بارہ میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ جگہ ایران کی سرحد ہے اس جگہ مضبوط چار دیواری بتی ہے۔ حکومت کا دفتر ہے۔ دفتر کے دروازے پر تانبہ کا شیر کا مجسمہ ہے۔ جس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ باہر ایک مضبوط سلاح والا دروازہ ہے۔ اس دروازے سے نکلتے ہی ہم عراق کی سرحد میں داخل ہو جائیں گے۔

خسروی ایران کی آخری سرحد ہے اور میرجاوا پہلی سرحد تھی ان دونوں سرحدوں میں سترہ سو پندرہ میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہ خسروی راولپنڈی سے تین ہزار ایک سو بارہ میل تقریباً ہے مگر یہ مقلد تقریباً ہے۔ ہم ۸ جولائی پنجشنبہ کو ایران کی سرحد میرجاوا میں داخل ہوئے اور آج ۲۱ جولائی چہارشنبہ کو خارج ہو رہے ہیں۔ کل تیرہ دن ایران میں رہے۔

خسروی میں ہم لوگوں سے علیحدہ علیحدہ فارموں پر دستخط لئے گئے۔ مگر اس دستخط لینے کا انتظام نہایت خراب تھا۔ کسی نام کے ساتھ ولدیت نہ تھی۔ ایک نام کے بہت آدمی تھے پتہ نہ لگتا تھا کہ کس کا نام ہے۔ پھر حاجیوں کو ایک جگہ جمع کر لیا گیا۔ اور نام بنام پکارا گیا۔ جس سے بہت دشواری ہوئی اگر بس نمبر کے حساب سے یہ کام ہو جاتا تو بہت آسانی رہتی۔ شور تھا۔ غوغا تھا۔ بہت دیر اور بہت مشکل سے یہ کام ہوا۔

اس کے بعد تمام بنسین دیکھی گئیں۔ گنتی کی گئی اور روانگی کی اجازت دی گئی نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری لگاتے ہوئے سرحد ایران سے نکلے۔ اور بھی بہت سی لاریاں تہران سے آئی تھیں جو کربلا معلیٰ جا رہی تھیں۔ انہیں بھی اس جگہ یہ ہی کام سرانجام دینے پڑے

ایک ٹرک اتنا لمبا وہاں آیا کہ آج تک اتنا لمبا ٹرک دیکھا نہ گیا۔ اٹھارہ پیسے تھے۔ موجودہ ٹرکوں سے مگنا لمبا تھا۔ وہ بھی اس چوکی پر اجازت خارجہ حاصل کرنے آیا تھا۔

## عراق میں داخلہ

۲۲ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب کو بوقت مغرب ہمارا قافلہ سرحد عراق خانقین میں داخل ہوا۔ خانقین سرحد ایران سے پانچ میل جنوب مغرب واقع ہے۔ سرحد پر ایک عمارت بنی ہے اور ٹرک پر موٹی ٹی لوہے کی زنجیر لگی ہے۔ جس سے راستہ روکا گیا ہے۔ اجازت ملنے پر وہ زنجیر گرا دی جاتی ہے۔ یہاں کی پولیس کی وردی ایرانی وردی سے بالکل جدا گانہ ہے۔

چوکی میں کاغذات مکمل ہوئے اور ہم لوگوں نے نماز مغرب ادا کی۔ بعد نماز مغرب ہم لوگ بیٹھ گئے۔ چونکہ یہ جگہ حضرت قطب ربانی۔ محبوب سبحانی غوث الصمدانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم کا ملک ہے۔ اس لئے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات پر گفتگو ہوتی رہی۔ بہت لطف کی صحبت رہی۔ اچانک اعلان ہوا کہ چلو۔ بسوں میں بیٹھے اور خانقین میں داخل ہوئے۔

یہ بڑی بستی ہے۔ ہر جگہ بجلی کے قمقے لگے ہوئے ہیں۔ عراقیوں نے پرزور استقبال کیا۔ عراقی مسلمان بہت ہی خوش ہوئے۔ کمپنی نے کھانا حجاج کو کھلایا اور عراقیوں نے پانی پلایا۔ ان کی خدمت میں ہم لوگوں نے کچھ نذرانہ پیش کیا قبول سے انکار کر دیا یہاں آگر برف کی ضرورت محسوس ہوئی اور اہل عراق برف لائے جو خرید لی گئی۔ صبح کا سہانا وقت آیا۔

سرزمین عراق میں آج یہ پہلی صبح ہم نے دیکھی۔ لوگ فرط شوق میں فجر کے وقت سے ڈیڑھ دو گھنٹہ پہلے جاگ پڑے۔ بعض حجاج نے تہجد پڑھی۔ پھر بہت خوشی سے نماز فجر باجماعت ہوئی۔ بعد نماز ایک نعت خواں نے نعت پڑھی۔ جس کا پہلا مصرع یہ تھا۔

نعت میں بن کے بلبل اڑجاواں اور بارغ ندینہ جادیکھاں

سہانا وقت۔ دیار عرب میں پہلا قدم حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا فیض۔ لوگ

چھین مار مار کر رونے لگے عجیب پر لطف نظارہ رہا پھر اعلان ہوا کہ چائے پو اور چلو۔ سب کھڑے ہو گئے۔ رات کے بقیہ چاول اور چائے دی گئی۔ ناشتہ کر کے بغداد شریف کی طرف روانگی ہونے لگی۔ قریباً بجکر ۴ منٹ پر قافلہ کی روانگی ہو گئی۔

خانقین میں ریلوے لائن بھی ہے۔ ریل کی آمد و رفت دیکھی گئی۔ یہاں سے کویت تک گاڑی چلتی ہے۔ ایران میں شہرود سے بصرہ گاڑی جاتی ہے جو قزوین تک ہمارے ساتھ رہی <sup>بعد میں علیحدہ ہو گئی</sup> خانقین سے قریباً آٹھ میل فاصلہ پر ماقویہ پہنچے۔ یہاں ریلوے اسٹیشن اور فروٹ کی منڈی ہے۔ وہاں سے آگے بڑھے تو بغداد الجدید ملا۔ بہت بڑی اور خوبصورت بستی ہے۔ بڑی عمدہ سڑکیں ہیں۔ مگر پانی کے سیلاب سے تباہ ہو چکا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی پڑی ہیں۔ جھونپڑیوں کا انتظام ہو رہا ہے۔ بغداد الجدید دراصل بغداد شریف کا ہی ایک حصہ ہے۔ ہم کو معلوم ہوا تھا کہ اس دفعہ جاتے ہوئے بالکل قیام نہیں ہوگا۔ بعد واپسی میں دن ٹھہرنا ہے جناب غوث کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ حضور قسمت سے عمر میں ایک باریہ حاضری نصیب ہوئی ہے اگر بغیر حاضری چلے گئے تو بہت صدمہ ہوگا۔ ادھر کسپی کی طرف سے اعلان ہو گیا کہ ہرگز نہیں ٹھہرنا ہے۔ مگر خدا کی شان کہ جس راستے سے بس کو جانا تھا وہ راستہ بند تھا سڑک ٹوٹی ہوئی تھی۔ پولیس نے بسوں کو روک دیا۔ دوسرے راستے سے بسیں گزریں اور جناب غوث پاک کی بارگاہ آگئی۔ دروازے سے بسیں گزریں دل تڑپ گئے۔ بعض لوگوں نے چلتی بس میں سے کودنا چاہا۔ رب کی شان کہ کسی وجہ سے بسیں رکیں۔ پھر کیا تھا عشاق کو دپڑے۔ بسیں خالی ہو گئیں اور محبوب کے دربار میں پروانہ واپس چلے گئے۔ اولاً وضو کیا۔ پھر مسجد شریف میں حاضری دی۔ پھر روضہ مطہرہ پر حاضری دی دروازہ بند تھا برآمدہ میں خلعت جمع ہو گئی۔ فاتحہ پڑھتے رہے عرض کیا کہ سرکار جب بلایا ہے تو اندر آئیگی پھر اجازت دیدیں۔ اچانک کلید بردار شریف لائے اور دروازہ کھلا لوگ دیوانہ وار یا غوث کے نعرے مار کر بے تحاشہ اندر داخل ہو گئے۔ پھر کیا تھا دل بھر کر زیارت کی۔ نہ معلوم کیا وقت تھا کہ چنچا پیچ کا شور مچ گیا۔ ہر شخص کی زبان پر یہ جاری تھا کہ چوروں کو قطب بنانے والے ہم بھی چور ہیں آپ کے دروازے پر آئے ہیں ہم پر نگاہ کرم فرمائیں۔ اگرچہ قافلے میں مختلف خیال کے لوگ تھے مگر جناب غوث نے اس وقت سب کو ہی تڑپا دیا۔ عجیب سماں تھا۔ جو آج تک



کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔

اور لوگوں نے جالی شریف میں سیکڑوں روپے ڈالے۔ قریباً بارہ تیرہ سو روپے کی رقم حاج نے پیش کی۔ مگر وہاں اس کا کوئی لینے والا نہ تھا۔ ایسا استغناء کہیں نہیں دیکھا گیا فیضان کا یہ عالم ہے کہ وہاں کے جھاڑو والے اور جوتے والے بھی ولی معلوم ہوتے ہیں۔ ارد گرد چاندی کا کٹہرہ ہے۔ بجلی اور پنکھوں کا باقاعدہ انتظام ہے۔ روشنی کر دی گئی۔ پنکھے چلا دیئے گئے ایک گھنٹہ حاضر رہے۔

پھر حضور غوث الثقلین کے صاحب زادے شیخ عبدالجبار رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی فاتحہ پڑھا۔ چونکہ کمپنی والے جلدی کر رہے تھے۔ بادل خواستہ باہر نکلے۔ مسجد شریف میں دو نفل ادا کئے اور چلے آئے۔ تین میل باہر اگر ایک موٹروں کے کارخانہ میں قیام کیا۔ ابھی کھانا کھا کر بصرہ روانگی ہے۔ ابھی یہاں کے صرف یہ ہی حالات بیان کئے جاتے ہیں ان شاء اللہ واپسی میں تفصیل وار زیارات ہونگی اور تفصیل وار بیان ہوگا۔ افسوس کہ کمپنی نے ہم کو باہر لا کر ڈال دیا ہم گھنٹے یہاں لگا دیئے۔ اس وقت کو اگر ہم حضور غوث پاک کے دروازے پر گزارتے یا اس وقت میں ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور کاظمین شریفین حاضری دے آتے تو کیا اچھا ہوتا۔

بغداد شریف فالقین سے ۱۰۶ میل جانب جنوب ہے۔ نہایت خوبصورت شہر ہے۔ ہر جگہ دو سڑکیں ہیں۔ ایک جانے کو ایک آتے کو۔ درمیان میں مسلسل باغیچے ہیں۔ بعد دوپہر ہمارا قافلہ کربلا کی طرف روانہ ہو گیا۔ ۳۴ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب شہر فلوج آباد پہنچے۔ یہ بہت آباد شہر ہے۔ اس کے کنارہ پر دریا فرات ہے اسی شہر میں ہم لوگوں نے نماز ظہر پڑھی۔ فرات پر آئے پانی کو بار بار ہاتھ میں لے کر سوچتے تھے کہ یہ وہی پانی ہے جس کے لئے علی اصغر علی اکبر امام حسین رضی اللہ عنہم ترسائے گئے۔

سے خاک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات

خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبان اہل بیت

فرات کا پانی نہایت گدلا، مزہ پھیکا ہے کنارہ پر ایک ہوٹل اور فہوہ خانہ ہے۔ نہایت خوبصورت پل بنا ہوا ہے۔ پل کے اس کنارہ پر یہ ہوٹل ہے۔ یہاں ہوٹل والوں نے ہم کو

برف کاپانی پلایا۔ پھر آگے چل کر دورا ہا مللا۔ ایک راستہ دمشق کو جاتا ہے دوسرا کربلا معلیٰ کو۔ ہم لوگ کربلا معلیٰ کی طرف چل پڑے۔

## ۲۳ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ جمعہ

کچھ فاصلہ پر اس کربلا کے علاقہ میں ایک میدان میں اترے۔ اللہ اکبر عجیب لائق مبدل ہے۔ نیچے ریتہ اوپر آسمان ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب ریتہ سے نکل رہا ہے۔ تیمم سے نماز عشاء پڑھی سو رہے۔ صبح تہجد ہی کے وقت لوگ اٹھ بیٹھے تہجد پڑھی بعد میں فجر پڑھی۔ بعد فجر میں نے لوگوں سے خطاب کیا کہ اے مسلمانو! یہ کربلا کا میدان ہے۔ یہ وہ یونیورسٹی ہے جس میں شہیدوں کے امام علی مرتضیٰ کے تخت جگر جناب مصطفیٰ کے نور نظر حسین رضی اللہ عنہ نے آخری امتحان دیا۔ اور فرسٹ نمبر کامیابی حاصل کی۔ دعا کرو کہ مولیٰ ان تشنہ لبان کربلا کے طفیل ہمارا امتحان نلے اور ہمیں منزل مقصود پر خیریت سے پہنچا دے۔ لوگ ترپ گئے۔ رورو کر دل سے دعائیں کیں۔ بعد میں کھانا کھایا چائے پی اور روانگی کا انتظار کرنے لگے۔

## کربلا معلیٰ کی حاضری

آج جمعہ کا دن ہے ۲۳ جولائی ۲۱ ذیقعدہ ہے۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ دل بے چین ہے آنکھوں سے اشک جاری ہو رہے ہیں اور بار بار یہ شعر زبان پر آتا ہے۔

نہ زید کا وہ ستم بہانہ زیاد کی وہ رہی حفا جو رہا تو نام حسین کلجے زندہ رکھتی ہے کربلا  
ہمارا قافلہ اپنی قیام گاہ سے چلا اور اس ریگستان کو طے کر کے قریباً ۱۲ بجے کربلا معلیٰ میں داخل ہوا سب سے پہلے زیارت مزارات کے لئے حاضری دی۔ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس بالکل بیچ شہر میں ہے۔ کربلا بہت بڑا شہر ہے بغداد شریف سے ۱۱۴ میل جانب جنوب ہے۔ کھجور کے باغات ہیں بازار بہت خوبصورت ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے گنبد پر سونے کا پتھر چڑھا ہوا ہے۔ بڑی محراب کا بھی یہی حال ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے برابر ہی حضرت علی اصغر و علی اکبر رضی اللہ عنہما کے مزارات اور برابر میں آپ کے جسم شریف کی قبر ہے

سرمبارک کے دفن میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ مدینہ پاک میں ہے اور بعض کے نزدیک دمشق میں ہے۔

برابر میں حضرت صیب ابن مظاہر علمدار کربلا کا مزار ہے ایک کمرے میں خاص وہ جگہ ہے جہاں حضرت حسین کو شہید کیا گیا۔ اس پر چاندی کا ایک کواڑ ڈھکا ہے۔ کواڑ کھولنے پر دیکھا کہ نیچے ایک گہرا تہ خانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمین اتنی نیچی تھی۔ اب اتنی اونچی ہو گئی ہے برابر میں عالی شان مسجد ہے۔ دروازہ سے باہر بازار ہے۔ کچھ دور جا کر حضرت عباس علمدار ابن علی مرتضیٰ کا روضہ مبارک ہے وہاں ایک تو آپ کا مزار ہے دوسرے آپ کی شہادت کی جگہ ہے یہ روضے اتنے خوبصورت ہیں جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

اس مزار کا گنبد بڑا ہے ایک بڑا مینارہ ہے۔ ہر روضے پر اندرونی چھتے میں چمکدار شیشہ لگا ہے۔ جس کا حسن بیان میں نہیں آسکتا۔ کربلا کے کنارہ پر سمندر کی جمیل واقع ہے جو ۵۰ میل لمبی ہے بالکل سمندر کی طرح ہے۔ ان مزارات پر مجاور بڑے لالچی ہیں۔ کپڑے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ بھی فاتحہ وغیرہ کا لطف نہ آیا کپڑے سلامت آگئے غنیمت ہے۔

کربلا معلیٰ میں اہل سنت کے ڈیڑھ سو گھر ہیں۔ تین مسجدیں ہیں ہم کو نماز جمعہ کیلئے مسجد کی تلاش تھی۔ شیعوں نے اپنی مسجد کھول دی۔ خود پانی بھرا اور خود سقاوے میں پانی ڈالا ہم منع کرتے رہے وہ کہتے تھے ہذا ثواب و اتم حجاج۔ یعنی تم لوگ حاجی ہو اور یہ کار ثواب ہے۔ مگر ہم نے وضو تو اسی مسجد میں کیا۔ نماز جمعہ یہاں نہیں پڑھی بلکہ سینوں کی مسجد میں گئے وہاں جمعہ ہو چکا تھا۔ ہم نے علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کی۔ کیونکہ جمعہ کے دن ظہر جماعت سے نہیں پڑھنی چاہئے اس مسجد کے امام کا نام سید محمد عباس ہے۔ بڑے خوش خلق ہیں۔ مالکی مذہب کے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ یہاں سنی بڑے مزے سے اذان کہتے ہیں۔ علانیہ نمازیں پڑھتے ہیں کسی شیعہ کو اعتراض نہیں ہوتا۔ اس برتاوے سے خوشی ہوئی۔

یہاں کے تریبوز بہت شیریں اور قد سے لمبے ہوتے ہیں۔ تریبوز سے بھی اچھے ہیں بعد نماز جب ہم جامع مسجد سے واپس ہوئے تو ہم کو نیچے سلام کرتے تھے۔ لوگ ہماری چھاگلیں بھرنے کے لئے اپنے گھروں سے پانی لا کر دیتے تھے۔ ہمارا قافلہ پورے ۴ بجے شام روانہ ہوا لوگ قطار در

کھڑے ہوئے ہم کو الوداع کہتے تھے اب یہاں سے نجف شریف روانگی ہے یہاں ایک روضہ شریف میں ۷ شہداء کربلا ایک ہی جگہ مدفون ہیں۔ اسے گنج شہیداں کہا جاتا ہے حضرت علی ابن موسیٰ کاظم بھی اسی روضہ میں آرام فرما ہیں۔

جس گنج شہیداں میں ۷ شہداء سو رہے ہیں ان ہی میں حضرت قاسم کا جسم شریف بھی مدفون ہے ان کا سر مبارک شہیران تہران میں ہے۔ جس کا ذکر ہم تہران کی زیارت میں کر چکے ہیں کربلا شریف میں بہت سے بازار ہیں جن میں سے ایک بازار صرافوں کا ہے۔ کربلا شریف میں ریلوے اسٹیشن بھی ہے چھوٹی لائن چلتی ہے۔ خالقین سے آتی ہے بغداد شریف کربلا معلیٰ ہوتی ہوئی بصرے نکل جاتی ہے۔ جو لوگ سمندری راستہ سے براہ بصرہ آویں ان کو اس گاڑی سے سفر کرنا چاہئے۔

ہم چار بجے کربلا معلیٰ سے نجف شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ نجف شریف کربلا معلیٰ سے ۲۶ میل جنوب ہے۔ کربلا سے نکلنے ہی ایسا قوقوق ریتلہ میدان ہے کہ اللہ اکبر ایک ریتلے بکری شامل ہے اور کربلا معلیٰ سے نجف شریف تک کوئی بستی راستہ میں نہیں ہے۔ لپے لپے شام نجف مقدس قافلہ پہنچا۔ یہاں کنارے پر بہت بڑا قبرستان ہے۔ جس میں پتھروں کی قبریں اور دو قبروں پر ہرے رنگ کے قبے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صالح علیہ السلام و ہو علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ اسی قبرستان میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری کا مزار بھی ہے۔ سب سے پہلے دور سے ہی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا سنہری گنبد اور دو مینار نظر آتے ہیں۔ بہت خوبصورت شہر ہے بجلی کا انتظام ہے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے شہر آباد ہوا ہے اور روضہ شریف کے پاس ہی رونق زیادہ ہے۔ دنیا بھر سے امیر شیعوں کی نعشیں یہاں دفن کرنے لانی جاتی ہیں۔ اسی لئے قبرستان بڑا ہے۔

نجف شریف میں اولاً چھتا ہوا بازار ہے جس میں ہر قسم کی چیزیں فروخت ہوتی ہیں پھر درگاہ شریف کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ روضہ شریف بہت خوبصورت ہے۔ سنہری گنبد ہے۔ گنبد کے اندر چاندی کا نہایت خوبصورت جالی کا کپڑا ہے۔ جس پر عطر ہوتا ہے اس کے اندر شیشے کی چار دیواری ہے اس کے اندر لکڑی کی نہایت خوبصورت جالی ہے۔ اس چاندی کے کپڑے پر بہت خوشنما



سونے کی گھٹیاں ہیں۔ کئی من سونا لگا ہوا ہے۔ چاندی کا تو حساب ہی نہیں ہے۔ وہاں پہنچ کر اظہار اور وضو کیا۔ پھر فاتحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ سلام عرض کیا۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ زائرین کی آمد و رفت بے حساب تھی۔

اس روضہ مبارک میں آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے بھی مزارات مقدسہ بتائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مجاور صاحب نے ہم سے ان پر سلام پڑھوایا۔ یوں سمجھو کہ اس قبہ میں تین مزار ہیں ہمارے مجاور نے درود شریف میں صحابہ اظہار کا نام بھی لیا غالباً سنی تھا۔

ایک گھنٹہ وہاں قیام رہا۔ مجاوروں نے سلام نہایت رقت انگیز پڑھایا۔ السلام علیک یا ابن عم المرسل۔ السلام علیک یا زوج البتول۔ السلام علیک یا امام الاولیاء السلام علیک یا سید الاصفیاء۔ السلام علیک یا اب الشہداء کربلا۔

بہت رقت طاری رہی۔ نجف شریف سے ۳ میل فاصلہ پر کوفہ ہے۔ سامنے مکانات نظر آتے ہیں کوفہ میں نوح علیہ السلام کا بتوڑ جس سے پانی ابلتا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جائے شہادت ابراہیم علیہ السلام کا وہ غار ہے جس میں آپ نے پرورش پائی۔ مگر وہاں جانا نہ ہوا۔ واپسی پر ان شاء اللہ وہاں کی حاضری بھی ہوگی۔ شیخ صاحب کا پختہ وعدہ ہے۔ نجف شریف میں ایک دیہاتی حاجی کی جیب کٹ گئی۔ اٹھ سو۔۔ ۸ کے پلگرم نوٹ غائب ہو گئے۔ پولیس میں خبر کر دی گئی۔ اور سو اچھ بچے شام قافلہ بصرے کی طرف روانہ ہو گیا۔

۲۴ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ شنبہ

آج شب کو بارہ بجے قافلہ نجف اشرف سے فرات کے کنارے کنارے آیا۔ راستہ میں جگہ جگہ کشتیوں کے عارضی پل اور کچھ ویسے ہی کچے پل عبور کئے۔ قریباً نوے میل فاصلہ پر ایک بستی ملی جس کا نام ہے دیوانیہ بڑا شہر ہے یہاں ہوائی اڈہ ہے۔ ہم نے یہاں ہی قیام کیا۔ یہاں پانی کی تکلیف ہے کہ بلا کا منظر ہے۔

امام حسینؑ کی کرامت

پرسوں ہم حضور غوث پاک کی کرامت بیان کر چکے ہیں۔ آج حضور امام حسین رضی اللہ

کی کرامت یہ دیکھی کہ کمپنی کا ارادہ اس کربلا والے راستے سے جانے کا تھا۔ سید ہاجیلہ پہنچنے کا خیال تھا۔ مگر نامعلوم عقل پر کیسے پردے پڑے کہ بغداد سے پچاس میل تک کربلا کے راستے ہم فطلی سے چلے گئے پھر واپس نہ ہو سکے پھر کربلا کی پولیس نے اعتراض کیا کہ تمہارا ویزہ اس راستے کا نہیں ہے بغداد واپس جاؤ بڑی مصیبت ہوئی پھر خود ہی پولیس نے اس راستے پر جانے کی اجازت دے دی یہ حضرت حسینؑ کی زندہ کرامت دیکھی

آج دوپہر کے قریب ہمارا قافلہ سماوا پہنچا۔ یہ جگہ دیوانیہ سے ۵۸ میل جانب جنوب سے ریلوے اسٹیشن ہے۔ وہاں پتہ لگا کہ راشن کی بس الٹ گئی۔ تمام قافلہ اس خبر سے رک گیا تحقیقاً سے معلوم ہوا کہ راشن کی بس زمین میں دھنس گئی ہے۔ کریمن کے ذریعہ اسے اٹھایا گیا۔ الحمد للہ کہ کسی کو چوٹ بھی نہ آئی۔ صرف اچار کے ڈبے برباد ہوئے باقی سب مال محفوظ رہا۔ سماوا میں کھجور کے باغ ہیں۔ جن میں دو درخت ہیں۔ انہیں کے سائے میں ہم لوگوں نے دوپہر گزار لی۔ بدو لوگ ہمارے پاس آتے اور نہایت فصیح عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ ٹھنڈا پانی معمولی قیمت میں مہیا کرتے رہے وقت بڑے مزے سے گزرا۔

## ۲۵ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ یکشنبہ

آج رات قافلہ دو بجے وقت تک بصرہ کی طرف چلتا رہا۔ دو بجے آرام کے لئے میدان میں اترا دو گھنٹہ فرش خاک پر آرام کیا۔ فجر سے پہلے کمپنی نے اعلان کیا کہ چائے جلد پیو اب قافلہ کی روانگی ہے اس اعلان نے نفع صحت کا کام دیا۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے رفع حاجت کے بعد وضو کر کے نماز فجر باجماعت ادا کی اور پھر فوراً ناشتہ کیا آج ناشتہ بہت اچھا دیا گیا۔ فی حاجی اٹھ اٹھ بسکٹ اور چائے بقدر طلب ملی حاج کی طرف سے چار آدمیوں کی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ جو آئندہ حاج کے کھانے کا انتظام خود کریگی گیا رہے دن کو قافلہ بصرہ شہر میں داخل ہوا۔

بصرہ بغداد شریف سے ۴۲۸ میل جانب جنوب غربی واقع ہے دیوانیہ سے ۲۳۳ میل ہے بصرہ کے تین حصے ہیں۔ بصرہ شہر عشرہ۔ مارگل۔ بصرہ پرانا شہر ہے۔ عشرہ نئی آبادی ہے اور مارگل بندرگاہ ہے۔ ہمارا قیام نہر شط العرب کے کنارے پر ہے۔ برابر میں جہاز کھڑے ہیں شط العرب

دجلہ اور فرات کے مجموعہ کا نام ہے۔ دیگر ممالک کے سفارتخانے بھی یہاں ہی واقع ہیں یہی مشرقی بصرہ کے راستے میں خطرناک ریگستان ہے۔ جو قافلہ یا بس راستہ بھول جائے یا تیل یا پانی ختم ہو جاوے اس کی موت یقینی ہے۔ یہاں تیل کثرت سے نکلتا ہے پائپ لائن کا جال پھیلا ہوا ہے بصرہ میں سمندر نہیں ہے بلکہ دجلہ فرات مل کر بہتے ہیں اور آگے جا کر سمندر میں گر جاتے ہیں یہاں جہاز ٹھہرتے ہیں۔ بصرہ بڑی اہم بندرگاہ ہے یہاں سے ہر طرف مال آتا جاتا ہے بصرہ میں حسب ذیل زیارات ہیں۔ جن پر ہم نے حاضری دی۔

نمبر ۱۔ حضرت طلحہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا مزار شریف بصرہ سے قریباً ۷ میل جنوب ہے بالکل میدان میں ایک شکستہ گنبد ہے۔ گنبد میں آپ کی قبر شریف بغیر مٹ پڑی ہے اس پاس زائرین کے لئے چٹائیاں پڑی ہیں۔ جہاں جھاڑو وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ قبر شریف ۱۲ ماٹھ لمبی اور خوب اونچی تھی اتنی لمبائی سمجھ میں نہیں آئی۔ قبر کا چونہ وغیرہ بھی بعض جگہ سے اکھڑا ہوا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دعا مانگی۔ واپسی موٹر کی ہوئی تھی۔ جس سے آگے بڑھ گئے۔

نمبر ۲۔ حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ آپ حضور کے رشتہ میں بھائی اور صحابی اور سلاطین میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن آپ کے نکاح میں تھیں حضرت طلحہ و حضرت زبیر دونوں بزرگ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یہ جگہ حضرت طلحہ کے مزار شریف سے قریباً ایک میل آگے ہے۔ یہاں اچھا خاصہ قصبہ آباد ہے جس کا نام ہے شیبہ۔ یہاں ہوٹل قہوہ خانہ بازار اور موٹروں کا اڈا ہے۔ مسجد کے مغرب جنوبی طرف اندر کو آپ کی قبر ہے قبر پر غلاف اس پاس لکڑی کی جالی اور زائرین کے لئے قالین بچھا ہوا ہے عمدہ انتظام ہے۔ وہاں ہی وضو کیا اور فاتحہ و دعا کی۔

نمبر ۳۔ حضرت عتبہ ابن عروان۔ ان کی قبر حضرت زبیر کے مزار شریف کے پاس اسی مسجد میں اسی طرف ہے ایک شیشہ کی کھڑکی لگی ہے۔ جس سے مزار شریف بخوبی دیکھنے میں آتا ہے۔ یہاں بھی فاتحہ و دعا کی اور آگے بڑھ گئے

نمبر ۴۔ خواجہ خواجگان خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ۔ آپ تابعین میں سے ہیں

علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ کے شیخ المشائخ ہیں کہ یہ تینوں سلسلے آپ ہی سے چلتے ہیں صوفی صافی بھی ہیں بے مثل عالم بھی آپ کا مزار شریف حضرت زبیر کی قبر شریف کے قریب قبرستان میں واقع ہے قبہ بنا ہوا ہے زائرین کے لئے قبر کے ارد گرد قالین کا فرش ہے یہاں بھی فاتحہ و دعا کی۔ جناب ڈاکٹر اللہ دتھا صاحب نے یہاں فی البدیہہ زبیر فرمایا

سرسلسلہ خواجہ خواجگان      امام حسن بصری قطب الزماں  
غلامان پاکستان آمد      دعائے کہ باشد ہمہ کامراں

بہت پر لطف نظارہ رہا۔ خوب لطف آیا۔

نمبر ۵۔ حضرت محمد ابن سیرین محدث۔ یہ امام بخاری و مسلم وغیرہم محدثین کے استاد ہیں ان کا اسم شریف حدیث کی اسنادوں میں آتا ہے آپ کی قبر شریف خواجہ حسن بصری کے قبہ میں ہے۔ ان کی قبر شریف پر پہنچ کر بہت خوشی ہوئی۔ وہاں بھی فاتحہ اور دعا کی۔

نمبر ۶۔ حضرت رابعہ بصریہ عدویہ رضی اللہ عنہا۔ یہ بصرہ کی رہنے والی تھیں اولیاء کاملین میں سے ہیں۔ مگر ان کی قبر شریف بغداد میں ہے۔ بصرہ میں ہوٹل بہت شاندار اور آباد ہیں رات کو ہر ہوٹل میں نہایت شاندار روشنی ہوتی ہے۔ گانا اور باجا وغیرہ کا تو پوچھنا ہی کیا کتنا پرکشتیاں۔ موٹر لائچ بہت ہیں لوگ ان میں بیٹھ کر دریا شط البحر کی سیر کرتے ہیں آج نماز مغرب کنارہ دریا پر باجماعت ادا کی۔

۲۶ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۳ء دوشنبہ

آج دن بھر سخت گرمی رہی۔ دریا کی سیر کرتے رہے۔ بعض حجاج نے موٹر لائچ کرا پر لے کر دریا کی تفریح کی غسل کرتے رہے دریا کا پانی میٹھا ہے مگر گرم ہے بصرہ میں حجاج کے پہنچنے سے پاکستانی روپیہ سستا ہو گیا۔ جس سے حجاج کو کچھ نقصان رہا۔ یہاں عراقی سکہ رائج ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ فلس (پیسہ) اربح فلس (آنہ) عشرہ فلس (اڑھائی آنہ) درہم پچاس پیسہ۔ دینار پچاس درہم۔ دینار کی سرکاری قیمت نو روپیہ چھ آنہ پاکستانی سکہ سے تھی۔ مگر بغداد شریف اور کربلا و نجف وغیرہ میں بیس روپیہ قیمت رہی بصرہ میں ستر



روپیہ چھ آنہ قیمت رہی آج بہت حجاج کراہیہ کی ٹکیسی اور بسوں میں زیارا کرنے لگے ہم کل ہی کر چکے ہیں

## ۲۷ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

رات کے دس بجے بصرہ سے روانگی ہوئی اور بارہ بجے کے قریب صفوان کسٹم پوسٹ میں داخلہ ہو گیا۔ صفوان عراق کی آخری سرحد ہے اس کے بعد کویت کا علاقہ شروع ہے۔ جب ہماری لاریاں بصرہ سے چلیں تو ہم نے راہ میں سینما بہت آباد دیکھے عورتوں مردوں کے بے پناہ ہجوم سینما میں پائے۔ سینماؤں کی رونق اور رنگ برنگی روشنی بہت زیادہ تھی ہمارے جاتے ہوئے قافلہ کو دیکھ کر اہل بصرہ نے حجاج سلامت کے نعرے لگائے اور ہم کو وداع کیا رات صفوان میں گذاری یہ قیام پاسپورٹوں پر دستخط ہونے کے انتظار میں رہا۔

صفوان بصرہ سے ۳۹ میل جنوب شمال ہے یہاں میٹھے پانی کا ایک کنواں ہے اور کچھ سایہ دار درخت آج رات بصرہ میں شیخ کرم الہی صاحب امیر قافلہ نے ایک بس کی چھت پر کھڑے ہو کر حاجیوں سے فرمایا کہ اب تک آپ لوگوں نے سبزہ زاروں اور پانی کے چشموں میں سفر کیا اب ایک نئے سفر کا آغاز ہے۔ اب تم ریت کے سمندر میں قدم رکھ رہے ہو۔ جہاں پٹرول سستا ہو گا اور پانی مہنگا۔ لہذا تیم سے نمازیں پڑھو اگر غسل کی بھی حاجت ہو تو بھی تیم ہی کرو۔ بمنزل پر ان شاہد پانی ملا کرے گا مگر راستہ میں پانی احتیاط سے خرچ کرو۔

صفوان میں ایک بغدادی بزرگ عبدالمجید غزالی نے تمام حاجیوں کی شربت سے تواضع کی۔ سب کو کوکا کولا جو عرب کی بہترین بوتل ہے برف سے ٹھنڈی کر کے پلائی۔ آپ پہلے اخبار برف بغداد کے اڈیٹر تھے۔ رشید جیلانی کے مقدمہ کے ماتحت آپ بغداد سے آگئے۔ اب کسٹم پوسٹ کے وکیل ہیں۔

صفوان میں ایک گھر سے ایک بی بی صاحبہ نے اپنے بچے کے ہاتھ مجھے ایک بوتل سر پانی کی بھجی۔ جس میں نہایت ٹھنڈا اور خوشبودار پانی تھا۔ جس کے پینے سے پیاس کم ہو گئی دن بھر اس کا اثر رہا۔

صفوان سے بارہ بجے چلے۔ ۳ بجے مطلع پہنچے۔ اب ہم عراق سے نکل گئے اور کویت

میں داخل ہو گئے۔ مطلق کویت کی سرحد ہے اور صفولین سے ۲۵ میل جانب شمال ہے بصرہ سے ۶۴ میل شمالاً ہے۔ مطلق میں کوئی بستی نہیں۔ کوئی درخت یا سائبان نہیں۔ دھوپ ہی دھوپ ہے۔ نیچے ریتہ اوپر آسمان ہے صرف کسٹم چوکی بنی ہوئی ہے دھوپ میں ظہراداکی۔ دو گھنٹہ قیام کے بعد روانہ ہو گئے۔

پانچ بجے کویت میں داخل ہو گئے اور یہاں باب الشامی کے باہر بڑے وسیع میدان میں قیام کیا

۲۸ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج شب کو باب الشامی کے باہر آرام کیا دن میں شہر کویت کی سیر کی۔ احرام خریدنا اگرچہ ایک احرام ہم گجرات سے بھی لائے تھے مگر احتیاطاً ایک احرام اور بھی خریدا۔ یہاں کپڑا ارزاں ہے ہم گز وہ لٹھا ملا جس کا عرض سوا گز ہے کپڑا بھی اچھا ہے۔

## کویت کے حالات

نمبر ۱۔ کویت ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے۔ جس کے امیر عبداللہ ابن سالم صحبا ہیں انہیں یہاں کے لوگ شیخ کہتے ہیں

نمبر ۲۔ کویت بصرہ سے ۱۱۰ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے علاقہ سارا ریگستانی ہے۔  
نمبر ۳۔ کویت میں تیل بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ جگہ بہت رونق ہے اور یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں۔ تیل کے سوا اور کوئی پیداوار نہیں۔

نمبر ۴۔ کویت ظلیج فارس کے کنارہ پر واقع ہے۔ یہاں سے حج کے لیے عام کاریں اڑتیں جاتی ہیں کار کا کرایہ ۶۰۰ روپیہ ہے بس کا ۵۰۰ روپیہ ہے۔ جس میں مدینہ منورہ کی زیارات اور آمد و رفت کا کرایہ۔ کھانا وغیرہ سارا خرچہ داخل ہے۔

نمبر ۵۔ کویت میں مکانوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے ایک کمرہ کا کرایہ کم از کم ۳۰ روپیہ ماہوار اشیاء خوردنی بہت گراں ہیں۔ ایک تریبونز پانچ روپیہ کا ہے گوشت پانچ روپیہ سیر ٹماٹر تین روپیہ سیر اگودور روپیہ سیر ہے۔ حجامت کی اجرت تین روپیہ ہے۔ شیو کاغذ۔

نمبر ۷۔ کویت میں میٹھا پانی مشکل سے ملتا ہے۔ پہلے بصرہ سے پانی آتا تھا اور دو روپیہ  
پیا ملتا تھا۔ اب یہاں ہی طیار کیا جاتا ہے اور چار یا آٹھ آنے پیا ملتا ہے۔

نمبر ۸۔ کویت میں پٹرول بہت سستا ہے۔ اگر کین ہے۔

نمبر ۹۔ کویت میں شرعی احکام جاری ہیں۔ شہر میں سینما کوئی نہیں۔ چوری مطلقاً بند ہے۔ زنا  
شراب خودی پر سخت سزا ہے۔ زانی کو در سے مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ چوری کی سزا بھی  
در سے ہے۔ مگر اندرونی بد معاشیاں بہت زیادہ ہیں۔ فلسطینی مہاجر حسن اور ساتھ میں بے  
غیرتی اپنے ہمراہ لائے۔ یہاں بد معاشی پھیلا دی۔

نمبر ۱۰۔ کویت میں ولایتی اشیاء بہت ارزاں ہیں۔ کیونکہ چار روپیہ سنگڑہ بیکاری ٹیکس ہے  
جو کپڑا پاکستان میں عنائے روپیہ گزبے وہ یہاں اڑھائی تین روپیہ گزبے بازار مال گھبرے پڑے ہیں  
نمبر ۱۱۔ کویت میں پاکستانی مسلمان۔ گجرات جہلم۔ سیالکوٹ۔ راولپنڈی لاہور وغیرہ کے  
بہت لوگ ہیں جو بڑے مزے سے زندگی گزار رہے ہیں

نمبر ۱۲۔ کویت کے شیخ کو اپنی رعایا سے بڑی ہمدردی و محبت ہے ان کی وجہ سے یہاں کے  
لوگ بہت مالدار ہیں۔ قریباً ۴۰ فیصدی لوگوں کے پاس اپنی کاریں ہیں۔  
نمبر ۱۳۔ کویت حکومت حجاز کے ماتحت ہے۔ مگر انگریزوں کا پورا تسلط ہے۔ یہاں  
ہندوستانی سکے اور تقسیم ہند سے پہلے جو انگریزی نوٹ تھے ان کا رواج ہے۔ پاکستانی سکے  
کی بہت بے قدری ہے۔ ہمارا پاکستانی سوکانوٹ سنترے روپیہ میں بکتا ہے وہ بھی بمشکل  
اورد باقی ممالک کے روپے قدر سے چلتے ہیں

نمبر ۱۴۔ کویت میں مسجدیں بہت ہیں اور آباد ہیں مگر بعد نماز بند کر دی جاتی ہیں۔  
نمبر ۱۵۔ کویت کا رقبہ بہت چھوٹا اور بنجر ہے۔ چنانچہ مطلقاً منزل سے شروع ہو کر القریہ  
سے پہلے ختم ہو جاتا ہے کل طول قریباً ایک سو کچھ میل ہوگا۔

۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء ۲ ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ منجھشتہ

ہماری کمپنی نے یہاں حجاج کے لئے بہت آسانیاں مہیا کیں۔ چنانچہ دو وقتہ برف کا

پانی بہت فراخی سے دیا معلوم ہوا ہے کہ فی وقت ۷۲ روپیہ کا برف آتا ہے۔ میٹھا پانی اپنا خریدا کہ حجاج کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ سکھ کی تبدیلی میں یہ آسانی دی کہ خود ہندوستانی روپیہ بنک سے حاصل کر کے ۷۵ فی صدی کے حساب سے حجاج کو مہیا کیا پانی کا ٹین تیرہ روپے کے حساب سے خریدا آج حکومت کویت کی طرف سے دو بڑے بڑے ٹینک میٹھے پانی کے حجاج کو مفت تقسیم کئے گئے۔ جس سے حجاج نے اپنے سارے برتن بھر لئے اور ضروریات پوری ہو گئیں۔

آج شام کو حضرت حاجی غلام معصوم صاحب ساکن جہلم مقیم کویت نے حجاج کی پر تکلف دعوت کی۔ اولاً نہایت ٹھنڈا میٹھا خوشبودار شربت پیش کیا۔ خوب سیر ہو کر حجاج نے پیرا اور آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ پھر نہایت عمدہ زردہ اور گوشت روٹی پیش کی۔ بہت فراخ دلی اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیا۔ شربت اور کھانا بہت بچ رہا جو بعد میں کویت کے بچوں کو کھلایا پلایا۔ حاجی غلام معصوم صاحب جہلم کے باشندے ہیں کویت میں فرنیچر کا کاروبار کرتے ہیں

کھانا کھانے کے بعد ہم کو محترم دوست نذیر محمد صاحب سکھ گجرات اپنی کار میں اپنے گھر لے گئے شہر کے مشہور مقامات کی سیر کرائی۔ شفاخانہ۔ بندرگاہ اسکول وغیرہ سب دکھائے

## عجیب مقدمہ

ہمارے قافلہ کے محترم رفیق جناب عبدالرحمن صاحب پروفیسر اولینڈی نے ایک لٹھے کا تھان ۷۰ روپیہ کا بازار سے خریدا۔ اور وہ ہی دوسرے صاحب ۷۵ روپیہ کا لائے انہیں پتہ چلا تو دوکاندار کے پاس ٹکٹ لے گئے اور کہا کہ تو نے مجھ سے پچیس روپیہ زیادہ لے لئے وہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ دیگر دوکاندار اس کے مددگار بن گئے پروفیسر صاحب شیخ کے پاس گئے اور فریاد کی۔ شیخ نے فرمایا کہ ثبوت کیا ہے کہ اس تھان کا بھاؤ ۷۵ روپیہ ہے۔ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا فلاں سا تھی فلاں دوکاندار سے اس نرخ میں اسی نمبر کا تھان لایا ہے۔ فوراً شیخ نے دونوں دوکانداروں کو طلب کیا۔ تحقیق کر کے اس گراں فروش کو حکم دیا کہ فوراً پچیس روپیہ واپس کرو اور آئندہ بازاری نرخ پر چیز فروخت کرو۔ وہ بولا کہ دوکان پر جا کر روپیہ ادا کرونگا

پولیس ساتھ گئی اور پچیس روپیہ دلو کر واپس ہوئی۔ نہ مقدمہ نہ تاریخیں نہ وکیل نہ کوئی



اور مصیبت۔ تمام کام ۴۵ منٹ میں ہو گیا یہاں سارے مقدمے ایسے ہی ہوتے ہیں۔  
 آج کمپنی نے تمام مشینیں ٹھیک کرائیں۔ بعض لاریوں کی مشینیں بیکار ہو گئی تھیں انکے  
 انجن بالکل بدل دیئے گئے تمام بسوں میں پٹرول موئل آئیل وغیرہ بھر لیا گیا۔ آئندہ اہم سفر کی پوری  
 پوری تیاری کر لی گئی

کمپنی نے ایک واقف راہ محسن یسین رابغی کو ہمراہ لیا ہے تاکہ وہ یہاں سے مکہ معظمہ  
 کی رہبری کرے۔ کیونکہ یہ دشت نشانات و علامات سے خالی ہے۔ اسے چار ہزار روپیہ معاوضہ  
 حق الخدمت دینے کئے۔ ہر سال یہ ہی رہبری کرتے ہیں۔ پہلے سال انہیں چھ سو دیئے گئے  
 دوسرے سال دو ہزار۔ اس سال چار ہزار دیئے گئے۔

## ۳۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج شب کو گیارہ بجے ہمارا قافلہ کویت سے جانب مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ اس تاخیر کی  
 وجہ یہ ہوئی کہ بعض لاریاں مرمت طلب تھیں اسی لئے ان کی مرمت میں دیر لگی۔ چار میل کویت سے  
 نکل کر اس صحراء عرب میں داخل ہو گئے جس کا شہر بہت روز سے سن رہے تھے یہاں کا ہیبت  
 ناک منظر بیان نہیں ہو سکتا۔ میدان کیا ہے ریت کا سمندر ہے بعض جگہ خالص ریت ہے بعض  
 جگہ ریت میں بھری مٹی ہوئی ہے بعض جگہ ریت پر نرم اور باریک تنکوں کے جھنڈے ہیں جن کی لمبائی تقریباً  
 ایک فٹ ہے تا حد نظریہ ہی نظر آتا ہے۔ سایہ کا نام و نشان نہیں۔ تقریباً تمام رات چلتے رہے آخر  
 رات میں ایک جگہ ریت پر لیٹ گئے۔ زبان پر یہ جاری تھا

سے دیں صحرائے بے پایاں وریگستان خوف افزا

سرافلندیم بسم اللہ محمدیہا و مرساہا

آگے شیخ کریم الہی صاحب کی کار ہے۔ پیچھے الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پی کپ کار میں  
 محسن یسین صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور پی کپ بھی قافلہ کے پیچھے چلتی ہے کبھی آگے۔ بسوں کی  
 سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سب بسیں بچا کر کے شمار کی جاتی ہیں۔  
 پھر مارچ ہوتا ہے صبح سویرے نماز پڑھ کر روانہ ہو گئے اور سوانوبے دوپہر کو پہلی منزل پر پہنچ

گئے۔ جس کا نام القریہ ہے کویت سے ۱۴۵ میل جانب جنوب ہے چھوٹی سی بستی ہے۔ پانی کانٹوں ہے اس کے قریب کویت کی کسٹم ڈیوٹی کا دفتر ہے۔ جس کی عمارت قلعہ نما ہے۔ یہاں کسٹم ڈیوٹی ہے اور یہاں سے سعودی حکومت شروع ہوتی ہے۔ بسوں کا اور حاجیوں کا ٹیکس لیا جاتا ہے۔ جو کہ کمپنی نے ادا کیا۔ آج ۲۸ ذیقعدہ تھی مگر مکہ مکرمہ کے حساب سے ۳۰ تھی لہذا بہت کوشش سے چاند دیکھا گیا۔ مطلع صاف تھا مگر نظر نہ آیا۔

## ۳ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب کو عید کا چاند نظر آ گیا۔ لہذا ہمارے رویت سے انگریزی اور چاند کی تاریخیں برابر چل رہی ہیں۔ آج شب کے ڈیڑھ بجے تک کسٹم کا کام ہوتا رہا۔ دو بجے شب القریہ سے روانگی ہوئی اور قریباً ۲ بجے شب کو معقلہ پہنچ گئے۔ معقلہ القریہ سے ۱۱ میل فاصلہ پر جانب جنوب ہے۔ اور یہ میدان ہے یہاں پانی کی کنکریاں جگہ جگہ نصب ہیں جن سے پانی ملتا ہے اہل بستی اور مسافروں کا کافی بھوم رہتا ہے پانی گرم ہے وہ بھی بمشکل میسر ہوتا ہے ہمارا ایک حاجی فتح محمد جو ضلع جہلم کا رہنے والا ہے یہاں فوت ہو گیا۔ اسے سپرد خاک کیا گیا۔ باقاعدہ نماز باجماعت ادا ہوئی۔ کچھ کپڑا کفن کا کمپنی نے دیا اور کچھ اس کا احرام خریدنا ہوا تھا ہم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سخت گرمی تھی۔ گرمی میں چلنا پڑا۔ مجھے دست اور تے اور بخار ہو گیا۔ ہسپتال سے دولی لے کر سخت تکلیف رہی۔

## ۲ اگست ۱۹۵۲ء ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

دو دن بیماری کی وجہ سے کچھ تحریر نہ ہو سکا اس دوران میں اس سفر کا خصوصی واقعہ یہ درپیش آیا کہ معقلہ سے روانہ ہو کر قریباً بیس میل فاصلہ پر لاریاں ریت میں دھنس گئیں اور ایسی دھنسیں کہ نکلنے کی امید نہ رہی حاج بسوں کو دھکے دیتے تھے اور دوڑ تک پیدل چلے سخت گرمی اور دھوپ کی شدت تھی۔ سخت تکلیف ہوئی۔ بہت لوگ بیمار ہو گئے آخر کار میدان میں ہی لاریاں روک دیں رات وہاں گزاری اور صبح کو روانگی ہوئی۔ دن چڑھے منزل پر پہنچ گئے۔ جس کا نام رماح ہے۔

رماح معقلہ سے قریباً ۵ میل جانب جنوب ہے۔ معقلہ میں ہم کو قلعہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی گئی۔ بخدی پولیس نے ڈنڈے دکھا کر حاجیوں کو ہٹا دیا۔ اور یہاں رماح میں بیس روپیہ کا پانی کا ڈرم خریدا۔ یہاں پانی کے دو کنویں دیکھے۔ جن میں ۳۰۰ فٹ گہرائی پر پانی ہے اونٹوں گدھوں بلکہ لاریوں کے ذریعہ چرے سے کھینچے جاتے ہیں ایک ایک کنویں پر آٹھ آٹھ چرے چلتے ہیں۔ گدھے اور اونٹوں کی لیدر سے کی رگڑ سے کنوؤں میں گرتی ہے جس سے پانی کا رنگ مزہ بھی بدل گیا ہے مگر سب لوگ خوشی اس کو پی رہے ہیں ہماری کمپنی نے اتنا پانی خریدا کہ حجاج کو دیا کہ انہیں تکلیف پانی کی نہ ہوئی۔ بعض لاریاں تو رماح پہنچ گئی ہیں مگر نمبر ۳ نمبر ۵ بیک ڈون کھانے کی لاری یہ سب جنگل میں پھنسی پڑی ہیں۔ شیخ کرم الہی صاحب نے ۳ روپیہ میں ایک ٹرک کرایہ پر لیا۔ صرف اس لئے کہ وہ پھنسنے ہوئے حاجیوں کو روٹی پانی پہنچا دے اور ان کی خیر ہم تک پہنچا دے رات کو قریباً ۸ بجے یہ ٹرک واپس آیا اور خبر لایا کہ وہ لوگ خیریت سے ہیں۔ بیس درست ہو رہی ہیں۔ رماح میں یہ رات حجاج نے بڑی ہی بے چینی سے گزاری بھوک پیاس کا خیال نہ تھا اندیشہ یہ تھا کہ حج کا وقت بالکل قریب ہے یعنی آج دو شنبہ ہو گیا اور سعودی اعلان کے مطابق ہفتہ کوچ ہے اور ابھی ہم قریباً سات سو میل مکہ معقلہ سے دور ہیں آج کی بے چینی بیان نہیں ہو سکتی۔

## ۳ اگست ۱۹۵۲ء ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج رماح میں قیام ہے حجاج بہت پریشان ہیں۔ شیخ کرم الہی صاحب فجر سے پہلے کار لے کر ادھر چلے گئے۔ جہاں لاریاں ٹوٹی پڑی ہیں ادھر حجاج حج سے مایوس ہوئے جا رہے ہیں کہ اچانک بس نمبر ۵ آگئی نعرہ تکبیر بلند ہوا خوشی کی لہر دوڑ گئی پھر بیک ڈون آگئی پھر راشن کی لاری پھر پی کپ۔ غرض کہ سوائے نمبر ۳ کے تمام بیس خیریت تمام پہنچ گئیں۔ شیخ کرم الہی صاحب کی طرف سے اعلان ہو گیا کہ بس نمبر ۳ کو وہاں ہی چھوڑو اور قافلہ روانہ کرو۔ تمام حجاج پانی بھریں کیونکہ اب ۵، ۵ میل اگلی منزل ہے اس درمیان میں پانی کہیں نہیں۔ کمپنی نے پانی خریدا اور تمام بسوں میں بسکٹ اور تربہ کے ڈبے، دودھ کے ڈبے تقسیم کر دیئے اور کہہ دیا کہ اس

پر گزارہ کرو۔ اب سفر مسلسل جاری رکھنا ہے۔ سب حجاج نے بخوشی منظور کیا۔ حجاج کو آج کھانے کی بالکل پروا نہ تھی۔ وہ تو کسی نہ کسی طرح اڑ کر مکہ معظمہ پہنچنے کے متمنی تھے۔ بہر حال یہ کہہ کر ہجرت پینٹا لیس منٹ پر رماح سے قافلہ روانہ ہو گیا۔ راستہ نہایت دشوار گزار اور ریتلہ ہے۔ حجاج گھبرا گئے۔ رور و کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور دعائیں مانگتے ہیں۔ بارہ میل تک راستہ خراب رہا۔ پھر اللہ کے فضل سے میدانی پتھریلا علاقہ آ گیا۔ اور ہماری بسیں ہوا سے باتیں کرنے لگیں اور پونے پانچ بجے تک ۱۱۲ میل طے کر لیا۔ یہ سارا علاقہ نجد کا ہے۔ نجدی علاقہ سے ہم لوگ گذر رہے ہیں۔

یہ سفر یعنی رماح سے مرآت تک ۷۰ میل اس قدر سخت دشوار گزار ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ پانی کا ٹینک، کھانے کی گاڑی، دو اذان کی گاڑی، بجلی کی گاڑی۔ رہبر غرض کہ کوئی چیز ہمارے ساتھ نہیں۔ شیخ صاحب مع تمام اسٹاف اور تمام سامان رماح میں رہ گئے۔ اور صرف ہم حجاج مرآت کی طرف چل پڑے۔ خود ہی مسافر ہیں خود ہی رہبر۔ راستہ میں ایک سخت ریتلہ مقام آیا جس میں سے لاریوں کا ٹکنا صرف رب کے کرم سے ہے۔ اس میں بہت وقت صرف ہو گیا۔

ہماری لاریاں تو پھنسی ہوئی تھیں ہی۔ ایرانیوں کی ایک لاری الٹ ہی گئی۔ جس میں ایرانی مرد عورتیں سب ہی تھے۔ ان کی چیخ و پکار سن کر ہم لوگ اپنی بسیں چھوڑ کر ان کی طرف بھاگ پڑے ہم دو اڑھائی سو حجاج ان کی لاری سے لپٹ گئے اور لاری اٹھا کر کھڑی کر دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس حادثے میں ان کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ کچھ عورتوں کو یونہی خیف سی چوٹیں آئیں۔ ان ایرانیوں پر ہمارے اس برتاؤ سے کا بہت گہرا اثر ہوا وہ ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا پاکستان را دائم قائم دارد۔ برادران پاکستان ہمیشہ شاد و آباد باشند۔

شما بر ممانت نہادید۔

ہم لوگوں نے جواباً کہا کہ اس فرض ما بود کہ ادا کریم خیر وہاں سے فارغ ہو کر اپنی بسوں کا رخ کیا اور دھکے دے کر انہیں ریتے سے نکالا قریب مغرب یہاں سے چلے۔ راستہ میں پانی ختم ہو گیا۔ العطش العطش کی دہائی پڑ گئی۔ اور خشک زبانیں باہر آ گئیں۔ اس پر جگہ جگہ گاڑیوں کا پھنسا۔ انہیں نکالنا۔ آخر کار بسوں کی



ٹنکیوں میں سے لوہے کی میل والا پانی نکالا وہ پیا۔ رات کے بازہ بجے کے قریب ہمارے ڈرائیوروں نے اطلاع دی کہ ٹنکی میں پٹرول ختم ہو رہا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیے۔ اس خبر نے ہمیں اپنی زندگی مایوس کر دیا۔ ہم نے ڈرائیوروں سے کہا کہ جہاں تک پٹرول کام دے چلو۔ جہاں ختم ہو جائے وہاں کھڑے ہو جاؤ۔ اور دن چڑھنے پر موت کی نیت سے ریتے پر لیٹ جاؤ۔ کیونکہ یہ لقمہ فوق ریگستان ہے اور ہم کم کردہ راہ مسافر۔ اس وقت ہم سب کو یقین ہو گیا کہ آج ہماری زندگی کی آخری رات ہے خیال یہ ہوتا تھا کہ مرتے وقت منہ میں پانی چکانا سنت ہے مگر ہم اس طرح مریں گے کہ ہمارے پاس نہ پانی ہو گا نہ ٹپکانے والا۔ غرض کہ ہمارے ذہنوں اور دلوں کی عجیب کیفیت تھی ہماری موٹریں ریتے میں دوڑ رہی تھیں اور ہم مختلف تخیلات کے میدان میں جولائیں کر رہے تھے کہ اچانک رحمت خداوندی نے دستگیری کی اور دور سے ایک گیس تپتی کی روشنی نظر آئی وہ روشنی کیا تھی ہمارے لئے شمع حیات تھی بے ساختہ سب حجاج کے منہ سے نعرہ تکبیر بلند ہوا۔ خیال کیا کہ اس روشنی پر کوئی آبادی ضرور ہے۔ ان شاء اللہ جانیں بچ گئیں۔ اس روشنی کی طرف اپنی بسیں دوڑا دیں۔ قریباً پون گھنٹہ سفر طے کرنے کے بعد جب وہاں پہنچے تو پتہ لگا کہ مرات منزل ہی ہے اور ہم صحیح راستہ پر آئے۔ یہاں حضرت مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ جو ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے ہمیں ملے اور انہوں نے بھی اپنی سرگزشت اسی کے قریب قریب سنائی۔ بسیں تتر بتر ہو گئی تھیں مگر الحمد للہ آگے پیچھے سب مرات میں جمع ہو گئیں۔ غرضیکہ ہم رات کو دو بجے خدا خدا کر کے مرات منزل پر پہنچے۔

سنا ہے اسی مرات میں لیلیٰ مجنوں رہتے تھے شاید اس دشت کا اثر یہ ہوا کہ ہم سب مجنوں بن گئے

## ۴ اگست ۱۹۵۲ء ۴ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ چہار شنبہ

آج رات کو دو بجے ہم لوگ مرات پہنچے۔ یہ جگہ رماح سے ۷۰ میل جانب مغرب ہے، سرکاری عمارت بنی ہے۔ سرکاری پولیس رہتی ہے۔ کچھ دکانات ہیں پانی کا سرکاری انتظام ہے۔ پائپ ۲۰ فٹ زمین میں گلائی گئی ہے۔ مشین کے ذریعہ پانی نکلتا ہے ایک حوض بھرا رہتا ہے۔ جب ہم مرات پہنچے تو مشین بند ہو چکی تھی حوض بھرا ہوا تھا۔ تمام حجاج اس صاف اور میٹھے پانی پر ایسے

گرے جیسے تونس کے مارے اونٹ۔ ہم لوگوں کو یہ صاف شفاف میٹھا پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی جیسے عید کا چاند دیکھ لیا۔ میں تو یہ پانی دیکھ کر رو پڑا۔ آج پتہ لگا کہ پانی رب کی کیسی نعمت ہے۔ اور شہدا کو بلا داعی سید شہدا ہیں پیاس نے انکی شہادت کو ہزاروں چاند لگا دیئے۔

قریباً تین بجے رات کو میں نے ہاتھ منہ دھونے کی نیت سے وضو کیا۔ پانی سے استنجا کیا۔ نماز تو تیمم کر کے پہلے ہی پڑھ لی تھی۔ تمام دن ہاتھ منہ نہ دھلنے سے جسم کا خراب حال تھا۔ پھر نیت پر سو گئے۔

آج صبح وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ کھانے کی فکر ہوئی۔ کیونکہ کئی وقت سے روٹی نہ کھا سکے تھے کل بسکٹ اور مربہ سے دن نکال لیا تھا۔ بازار گئے وہاں دو چار دکانیں تھیں ہمارا پاکستانی سکہ کوئی نہ لینا تھا۔ بمشکل ماسٹر اللہ دتہ صاحب نے کچھ طرائقی فلس سے عربی ریال حاصل کیا اور چنے خریدے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کچھ مسٹھائی لالہ موئے سے ہمراہ لائے تھے انہوں نے وہ نکالی اور خوب عمدہ طرح ناشتہ کر کے ٹھنڈا پانی پیا جگر ٹھنڈا ہوا پھر خوب اچھی طرح غسل کیا کل احرام بندھنے کی امید ہے اس لئے آج کپڑے نہ بدلے ان شاء اللہ کل احرام باندھیں گے یہاں نے سہل قریب ہے جو ہمارا بیقات ہے تحقیق سے معلوم ہوا کہ مرآت ہی لیلے مجنوں کا مقام ہے یہاں ہی مجنوں کی قبر ہے مگر لاپتہ۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس میں مجنوں بحالت جنون رہتا تھا قریباً نو بجے صبح شیخ کرم الہی صاحب مع سائے اسٹاف اور مع بقیہ بسوں کے مرآت پہنچے۔ ہم لوگوں سے ملے وہ ہم سے مل کر ہم ان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فوراً بسکٹ ڈبہ کا دودھ۔ چائے کا ڈبہ کھانڈ وغیرہ ناشتہ کے لئے دیا اور کھانا تیار ہونے لگا۔ ہر مصیبت کے بعد راحت ہے۔ مرآت راستوں کا جنکشن ہے۔ مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ ریاض۔ رماح کو راستے یہاں سے نکلتے ہیں۔

قافلہ نمبر ۳ اور پی کب اس قدر ناکارہ ہوئیں کہ پی کب کو رماح میں اور بس نمبر ۳ اس سے دس میل اسی جانب چھوڑنا پڑا۔ شیخ کرم الہی صاحب نے ایک ٹرک ۱۲۰۰ روپیہ میں رماح سے مکہ شریف تک واپسی کرایہ پر لیا اس میں نمبر ۳ بس کی سواریوں کا سامان لادا۔ دس روپیہ روز پر ایسا شخص مقرر کیا جو حج سے واپسی تک ان دونوں خراب شدہ موٹروں کی نگرانی کرے

غزنی کے معقلہ سے مرآت تک کا سفر پورا امتحان ہے۔  
آئندہ رب تعالیٰ خیر سے گزارے۔

## ۵ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم پنجشنبہ

مرآت سے کل عصر کے وقت نماز پڑھ کر قافلہ کی روانگی ہونی تھی۔ کچھ دور جا کر نماز مغرب میدان میں ادا کی۔ کچھ دور تو راستہ اچھا رہا۔ پھر ٹائٹروں کی بھونک کم کر دی گئی اور ریت میں موٹریں داخل ہوئیں۔ اللہ اکبر ایسا ریگستان اپنی عمر میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ عصر کے وقت سے فجر تک موٹریں چلیں اور صرف اکیاون میل راستہ طے ہوا۔ تمام رات حجاج اتر کر موٹروں کو دیکھے دیتے رہے اور کمپنی سپیل موٹروں کے نکلوانے میں مشغول تھے اس میدان میں قافلہ کا بریک ڈاون بالکل بیکار ہو گیا۔ اور کئی موٹریں خستہ ہو کر وہاں ہی رہ گئیں۔ خود شیخ کرم الہی صاحب مع اپنے سارے سامان کے اس مقام میں پھنسنے ہوئے پڑے ہیں۔ ہم نے خدا خدا کیسے نماز فجر کے بعد اس ریت سے نجات پائی۔ اور تین میل فاصلہ پر مقام خفت میں پہنچے یہاں چند جھونپڑیاں ہیں پانی بھی مل جاتا ہے۔

محمد حسین صاحب بٹ سکریٹری کمپنی اور حاجی صوفی محمد جمیل صاحب کی رائے یہ ہونی کہ شیخ صاحب وغیرہم کا انتظار کر لیا جاوے مگر حجاج نہ مانے۔ کیونکہ حج کے صرف دو تین دن باقی رہ گئے ہیں۔ بعض حجاج نے ارادہ کر لیا کہ کمپنی کی بسیں چھوڑ دی جاویں اور مقامی ٹرک کرایہ پر کرنے لگے۔ ۴۰ ریال سعودی فی کس اس شرط پر کرایہ کیا کہ حج مل جائے۔ پٹھان حجاج تو مرنے مارنے پرتل گئے۔ ان حالات کے ماتحت ان سب نے خفت سے کوچ کر لیا اور قافلہ بغیر بریک ڈاون اور بغیر رہبر کے روانہ ہو گیا۔

آج ہمارا ہادی اللہ تعالیٰ۔ رہبر مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قریباً دو بجے دوپہر مقام دیوانہ میں پہنچے۔ یہاں آبادی اچھی ہے۔ باغ کھیت بھی ہیں پانی صاف اور میٹھا ہے یہاں کمپنی کی طرف سے جلدی میں میدہ کا علوہ پکا کر حجاج کو دیا گیا۔ چونکہ چوبیس گھنٹہ کی بھوک تھی سب کھا گئے۔ حالانکہ جلدی میں یہ علوہ لیتی کی طرح تھا اس منزل دیوانہ سے پٹرول خرید کر بسوں

میں بھرا گیا۔ بعض حجاج نے دیوانہ میں پاکستانی نوٹ ریال میں تبدیل کرائے تو کے نوٹ کے اسی  
ریال ملے۔ گھنٹہ وہاں قیام کر کے قافلہ روانہ ہو گیا۔

## ۶ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ

آج تمام رات سفر جاری رہا۔ قیام یا آرام یا کھانا پکانا بالکل نہ کیا گیا۔ قریباً ۱۸۵ میل  
راستہ طے کر لیا۔ صبح قریب آدس بجے مقام دہینہ پہنچے یہاں کمپنی نے کھانا پکانے کا انتظام کرنا  
چاہا۔ مگر حجاج نے انکار کر دیا اور سفر جاری رکھنے پر مصر ہو گئے۔ کیونکہ کل حج ہے آج شام  
تک مکہ معظمہ پہنچنا ہے۔ مقام سہل پر احرام باندھیں گے اور وہاں ہی کھانا پکایا جاوے گا۔ آخر  
کار ڈرائیوروں کو صرف چائے پلائی گئی اور مارچ کرنے لگے۔

ڈرائیور اور حجاج عجیب عشق میں نغور ہیں۔ کسی کو نہ کمزوری محسوس ہو رہی ہے نہ کوئی  
تکلیف۔ ہر ایک کو جلد سفر کرنے کی دھن ہے۔ ع بول بالے مری سرکار کے۔ دس بجے  
کے قریب المعائنہ پہنچ گئے۔ اور وہاں سے بھی بغیر کچھ کھائے بارہ بجے دوپہر کو روانہ ہو کر عصر کے  
قریب ایک جگہ پہنچے۔ چند بسکٹ کھائے پٹرول ڈالا اور وہاں سے بھی چل دیئے آج بس نمبر ۴  
عین جنگل میں خراب ہو گئی۔ اس سے حجاج رونے لگے کہ اب ہم کہیں کے نہ رہے۔ انہوں نے  
بیس ریال فی کس کے حساب سے ایک ٹرک کرایہ پر لیا اور ہم سے آملے۔

## ۷ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج تمام رات بھر کھلے پیٹے سفر کرتے رہے۔ ہماری کمپنی نے ایک اور ٹرک کرایہ پر لیا  
تاکہ اگر کوئی اور بس خراب ہو جائے تو اس کے حجاج اس ٹرک میں سوار کر لے جاویں بس نمبر ۱۳  
بھی خراب ہے اس کے حجاج اسی ٹرک میں سوار ہو گئے۔ نیز اس ٹرک نے ہماری رہبری کی اوڑھ  
ہم بے تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج عین صبح صادق کے وقت سہل پہنچ گئے یہ ایک پہاڑی  
جگہ ہے اس کو کتب فقہ میں ذاتِ عرق کہا گیا ہے اب اس کا نام سہل ہے۔ یہ ہی اہل عراق کا  
میتقات ہے۔ ہم نے نماز صبح پڑھ کر وغظ کیا۔ احرام کی ترکیب بتائی۔ پھر غسل کیا۔ غسل کا اچھا

انتظام تھا۔ میٹھا اور صاف پانی ہے۔ غسل کے بعد احرام پہنا۔ جو کہ ہمارے ساتھ موجود تھا ہم نے قرآن کی نیت کی ہے یہ قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ یہ حج و عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے میں نے حج بدل کیا ہے۔ یہاں سے مکہ معظمہ جانب مغرب پچاس میل ہے اللہ کا شکر ہے کہ یاس کے بعد اس ہوئی

خیال رہے کہ اس جگہ جنگِ حنین واقع ہوئی تھی۔ سہل کے میدان کا نام حنین ہے یہاں ہی حضور نے ایک عمرہ کا احرام باندھا تھا اب بھی بڑا عمرہ کر نیوالے یہاں اگر احرام باندھتے ہیں آج ہم کو دو مسئلے عجیب معلوم ہوتے۔ ایک یہ کہ سہل سے ۳ میل پہلے ایک منزل آئی تھی جس کا نام عشیرہ تھا۔ شیعہ حجاج وہاں ہی اتم گئے اور کہا کہ ہمارا میقات یہ ہی ہے۔ یعنی ہم یہاں سے ہی احرام باندھیں گے۔ یعنی ہم سے ۳ میل پہلے ہی انہوں نے احرام باندھا چنانچہ کمپنی نے ایک بس ان کے لئے چھوڑ دی۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ بعض حجاج کو ہم نے دیکھا کہ وہ احرام باندھے ہوتے سخت دھوپ میں بسوں کی چھتوں پر تنگے سر بیٹھے ہیں اور بس میں سامان رکھا ہے ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہ حجاج شیعہ ہیں ان کے عقیدے میں بحالت احرام اپنے سر کو کسی ساتبان وغیرہ کے نیچے رکھنا بھی ممنوع ہے۔ ہمارے ہاں تو سر پر کپڑا رکھنا جرم ہے مگر انکے ہاں کسی چیز کا سایہ لینا بھی منع ہے الحمد للہ کہ بعد عصر شیخ کرم الہی اور شیخ حسام الدین صاحبان اور تمام بقیہ حجاج جو ریگستان میں پھنس گئے تھے بخریت مکہ معظمہ پہنچ گئے اور انہیں بھی حج کی نعمت مل گئی۔ شیخ حسام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو دوبارہ زندگی ملی۔ ہم ریگ کی خونی آندھی میں پھنس گئے تھے جو منٹوں میں ہر چیز کو دفن کر دیتی ہے قدرتی طور پر ایک ٹرک ہم کو مل گیا۔ جس نے ہمیں موت کے منہ سے نکالا۔ الحمد للہ نماز عصر بیت اللہ شریف میں پڑھی۔ ہم حجاج باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوتے کعبہ شریف کو دیکھ کر ہم سب کے آنسو نکل گئے۔ بعض لوگ رو رو کر کہتے تھے کہ اے محبوب کعبہ تو کہاں تھا۔ ہم نے تیری طلب میں بہت خاک چھانی اور بیرینے ہیں۔ آج یہاں اٹھویں بقرعید ہے۔ حجاج منیٰ کو روانہ ہو چکے۔ تمام حجاج منیٰ میں پہنچ چکے ہیں۔ تمام حجاج منیٰ میں مقیم ہیں۔ کل حج ہے ہمارا خیال تھا کہ آج حرم شریف بالکل خالی ہوگا۔ کیونکہ حجاج منیٰ میں ہیں۔ مگر



اللہ اکبر جب ہم مع سارے قافلہ کے باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوتے تو قریباً بارہ چودہ ہزار حجاج کا مجمع طواف کر رہا تھا۔ انسانوں کا دریا کعبے شریف کے آس پاس گھوم رہا تھا اور کعبہ معظمہ یح میں سیاہ غلاف پہنے ہوئے نئی دلہن کی طرح موجود تھا۔ ایسا منظر تھا۔ کہ سبحان اللہ بیان میں نہیں آسکتا۔

ہم لوگوں نے پہلے نماز عصر اپنی جماعت سے پڑھی۔ کیونکہ یہاں عصر ہو چکی تھی۔ ہمارے عرض کرنے پر جناب حاجی اللہ دتہ صاحب کنجاہی نے نماز پڑھائی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو عمرے کا طریقہ بتایا۔ کہ پہلے اپنے احرام کا اضطباع کر لو۔ یعنی دایاں کندھا کھول لو پھر مطاف میں داخل ہو۔ سنگ اسود کو بوسہ دو پھر چار چکروں میں رمل کرو اور تین چکر معمولی رفتار سے ادا کرو۔ پھر صفامروہ و وڑو حجاج نے ہم سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں اور ہمیں یہ ارکان ادا کرائیں۔ ہم نے کہا یہ غلط ہے۔ مطاف پہنچتے ہی تم سب بکھر جاؤ گے یہاں ہی خوب سمجھ لو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم سب مل کر مطاف میں داخل ہوتے۔ مگر داخل ہوتے ہی طواف کے ریلے میں ایسے تتر بتر ہوتے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ صرف حاجی اللہ دتہ ماسٹر ڈھکی دروازہ اور بابو اللہ دتہ غریب پوری صاحبان میرے ساتھ رہ گئے۔ باقی کا پتہ نہ لگا کہ کون کہاں گیا۔ پھر عمرہ کا طواف کیا۔ صفامروہ کیا۔ خوب سیر ہو کر زمزم کا پانی پیا۔ پھر طواف قدوم اور سعی قدوم کی کیونکہ قرآن میں اولاد و طواف اور سعی ہوتے ہیں۔

## ۸ اگست ۱۹۵۴ء ۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج سعودی عرب میں ۹ ذی الحجہ ہے۔ یہاں ہندو پاکستان سے ایک دو دن کا فرق رہتا ہے۔ کل ۸ ذی الحجہ کو حجاج منیٰ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم لوگ کل ۸ ذی الحجہ کو بعد نماز فجر منیٰ کو روانہ ہو جاتے مگر ہم کل ۸ تاریخ بوقت عصر پہنچے اور نویں شب کو گیارہ بجے منیٰ کی طرف چلے۔ بجاتے منیٰ کے مزدلفہ قیام کیا۔ وہاں مسجد کے قریب جگہ ملی وہاں ہی سو گئے۔ سویرے چاتے پی کر ہمارا قافلہ اپنی بسوں سے عرفات شریف روانہ ہوا اور قریباً بجے صبح عرفات شریف پہنچے۔ ہمارے معلم سالم علی بہو ہیں۔ جن کے پاس بہت حجاج ہیں۔ ہمارے

معلم نے ہم سب حجاج کی دعوت کی۔ گھی میں تلے ہوتے پڑے پیٹھے قوام کے ساتھ پیش کئے جو بہت لذیذ تھے پھر ایک بچے دوپہر چاول و گوشت کھلایا۔ نماز ظہر کے بعد ہم نے آج اور کل کا پروگرام حجاج کو سنایا آج ہی ہم کو مفتی محمد میاں اور حکیم سید بہار شاہ کے خطوط عرفات میں ملے جن سے گھر کی خیریت معلوم ہوئی۔ اطمینان ہوا۔ حکیم صاحب نے جن حاجیوں کے واسطے دعا کو لکھا ہے۔ ان کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں کی گئیں۔ رب تعالیٰ قبول فرماتے قاضی محمد حیات کے فرزند جو کہ بیمار ہیں۔ قاضی محمد افضل صاحب میاں نور حسین صاحب محمد شفیع صاحب حلوانی۔ محمد شریف صاحب ٹوپی والا۔ مرزا فرزند علی صاحب نور پوری اور خود حکیم صاحب و جملہ مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں۔ محمد میاں سلمہ نے بھی دعا کے لئے لکھا ہے۔ ان کے اور تمام بچوں اور خود حکیم صاحب و جملہ مسلمانوں کیلئے دعائیں کیں۔ رب تعالیٰ انہیں بھی حج نصیب فرمائے اور نیک و صالح بناتے۔ کسی کا محتاج نہ کرے۔ غرضیکہ آج عرفات میں دعا دینا کا خوب سلسلہ رہا۔

عصر کے قریب سالم علی بہو کے کسی عزیز نے ہم سب حجاج کو نہایت رقت آمیز دعائیں اور بہت خشوع و خضوع سے عرفات میں سلام پڑھوایا۔ تمام کے آنسو جاری ہو گئے۔ بعد میں ہم حجاج نے کافی نذرانے دے کر انہیں خوب خوش کیا اور پھر تمام نے اپنی اپنی بس کے ڈرائیوروں کو بطور انعام نقدی پیش کی کہ تم لوگوں نے بڑی محنت کی۔ تمہاری ہی محنت کی برکت سے ہم لوگ آج یہاں پہنچ گئے۔ ڈرائیور رو کر حجاج کو دعائیں دینے لگے غرض کہ عجیب رقت انگیز منظر رہا آج کی خوشی بیان میں نہیں آسکتی۔

## ۹ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج عرب میں ۱۰ ذی الحجہ ہے۔ عرفات سے فارغ ہو گئے ہیں۔ مزدلفہ جانا ہے مگر جا والوں کے ہجوم کا یہ عالم ہے کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ وہاں تک موٹریں ہی ہیں۔ ہماری کمپنی نے فیصلہ کیا ہے کہ کچھ دیر سے چلیں گے۔ کیونکہ راستہ میں جگہ نہیں ہے اس لئے آفتاب ڈوبنے کے بعد حجاج کو کمپنی نے کھانا کھلایا۔ یہاں نماز مغرب نہیں پڑھی۔ کیونکہ آج ہم لوگوں کے لئے مغرب

کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے پر ہے۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد روانگی ہوئی اور ہماری موٹریں بھی بسوں کی لائن میں داخل ہو گئیں۔ قریباً تین گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچنا نصیب ہوا۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگوں نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے اپنی جماعت سے پڑھی کنکر جمع کئے اور سو گئے۔ صبح سویرے ہی اٹھے نماز فجر ادا کی پھر دعائیں کرتے رہے۔

طلوع آفتاب سے کچھ پہلے ہماری بسیں منیٰ کی طرف روانہ ہو گئیں کچھ دور تو چلتی رہیں مگر پھر دو دو میل تک موٹروں کی تین لائنیں دیواروں کی طرح قائم ہو گئیں۔ نہ آگے بڑھنے کی جگہ نہ پیچھے ہٹنے کی۔ ہم بہت بیزار ہوتے آخر کار موٹریں چھوڑ کر پیدل جمرہ عقبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ معلم صاحب کی طرف سے ہمارا کوئی انتظام کسی قسم کا نہیں۔ معلم صاحب کے ایک ملازم جنہیں سید مدنی کہتے ہیں کو ہمراہ لیا اور ہم حجاج جمرہ عقبہ تک پہنچے اللہ اکبر۔ یہاں لاکھوں کا ہجوم ہے جمرہ عقبہ پر کنکر پڑ رہے ہیں۔ بڑا عجیب و غریب نظارہ ہے۔ از دیہام کا یہ عالم ہے کہ اس مجمع میں پہنچ کر سب ساتھی بچھڑ گئے کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ گر جانے اور پاؤں میں روک جانے کا قوی اندیشہ تھا عورتوں کا برہ حال تھا۔ چیخ کر روتی تھیں اور ہجوم میں بھنسی ہوتی تھیں خدا خدا کر کے جمرہ کی طرف سات کنکر پھینک تو دیتے۔ خبر نہیں کہ کتنے لگے کتنے نہ لگے۔ رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

بہت ہی مصیبت سے ہجوم کو چیرتے ہوتے نکلے اب کوئی ساتھی ہمراہی ساتھ نہیں۔ بمشکل تمام سالم علی بہو کے ڈیرے پر پہنچے۔ بہت بے انتظامی تھی۔ پہاڑ پر ڈیرہ تھا۔ قربانی کرائی۔ سر منڈوایا۔ نماز ظہر جماعت سے ادا کی پھر ایک بس کراہی پر کر کے طواف زیارت کے لیے مکہ معظمہ پہنچے۔ آج یہاں طواف اور آب زمزم پر ہجوم بے پناہ ہے بہت مشکل سے آب زمزم پیا مگر خوب سیر ہو کر۔ بفضلہ تعالیٰ زمزم سے وضو کیا پھر طواف کیا۔ سخت بھوک تھی۔ کھجوریں روٹیاں کچھ چلوہ بازار سے منگا کر حرم شریف ہی میں کھجور سے روٹی کھائی آب زمزم خوب پیتے رہے نماز مغرب کا وقت یہاں ہی ہو گیا مغرب پڑھ کر دیکھا کہ پولیس کا ہر جگہ پہرہ مقرر ہو گیا۔ طواف سے حجاج کو روک دیا گیا۔ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ ادھر صفا مروہ کی سعی بھی بند کر دی گئی۔ معلوم ہوا کہ پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد مع اپنے ہمراہیوں کے طواف کے لئے آئے

ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ عورتیں ہیں کچھ مرد۔ آخر وہ سب تشریف لاتے۔ خانہ کعبہ کے اندر گئے۔ جب اندر سے نکلے تب تمام حجاج کو طواف کرنے کی اس طرح اجازت دی گئی کہ کعبہ سے متصل وہ سب رہے اور کعبہ سے دو دیکر حجاج اس طرح طواف کر کے یہ لوگ باہر نکلے اور بجلتے پیدل چلنے کے جیپ کار پر بیٹھ کر صفامروہ کی سعی کی پھر واپس چلے گئے۔

## ۱۰ اگست ۱۹۵۲ء ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یومِ شنبہ

آج منی میں ۱۰ ذی الحجہ مانی گئی ہے۔ ہم لوگوں پر بھوک کا غلبہ ہے بازار گئے۔ کھانا کھیا پھر مسجد خیف کی زیارت کرنے حاضر ہوئے یہ مسجد منی کے کنارے پر واقع ہے۔ خوب وسیع ہے بڑا صحن ہے۔ درمیان صحن میں ایک بڑا قبہ ہے حجاج نے اس مسجد کی بڑی بے حرمتی کر رکھی ہے تمام صحن میں خیمے لگے ہیں جن میں کھانا پکانا ہو رہا ہے۔ اندرون مسجد حجاج سے بھری پڑی ہے۔ بتل دھرنے کی جگہ نہیں۔ ان لوگوں نے اپنے بستر لگاتے ہوئے ہیں۔ گندگی کی حد ہو گئی وسط صحن میں جو قبہ بنا ہے بعض کا خیال ہے کہ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کیا مگر یہ غلط ہے یہ مندرجہ تو ایک پہاڑ کے دامن میں ہے۔ بلکہ یہاں کھڑے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے عبادت کی اور توبہ کی تھی۔ جو عرفات میں جبلِ رحمت پر پہنچ کر قبول ہوئی۔ پھر یہاں کی زیارات کر کے بازار ہوتے ہوئے اپنے ڈیر پر واپس ہو گئے قریباً بجے دوپہر کسپنی نے حجاج کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھا کر جمروں کی رمی کے لئے روانہ ہو گئے۔ پہلے جمرہ اولیٰ پھر جمرہ ثانیہ پھر جمرہ عقبہ کی رمی کی آج اگرچہ جو م کل سے کچھ کم تھا۔ مگر پھر بھی بہت تھا۔ جمرہ عقبہ پر بڑا ہی مجمع تھا۔ ان تینوں جمروں کی رمی سے فارغ ہو کر قبل مغرب ہم وہاں آگئے جہاں کسپنی کی بسیں لائن میں کھڑی ہیں۔ یہ جگہ جمرہ عقبہ سے قریباً دو فرلانگ جانب مغرب واقع ہے۔ اسکے قریب ایک بڑا کنواں ہے جس میں باقی ہے۔ پہاڑوں کا سلسلہ دوڑ تک چلا گیا ہے۔ آتے ہوئے راستہ میں ایک ٹرک برف کا بھرا ہوا ملا۔ سیٹھ محمد دین صاحب نے ایک ریال کا برف خرید کر اپنے ہمراہیوں کو ٹھنڈا پانی پلایا۔

## منی کے انتظامات

موجودہ حکومت نے حجاج کی آسائش کے لئے بہت اعلیٰ انتظامات کئے ہیں۔ جن کی تفصیر حسب ذیل ہے۔

نمبر ۱۔ تمام منی امین کھلی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ خصوصاً مسجد خیف میں بڑی عمدہ برقی روشنی ہے۔ اور ہر جگہ اس کی روشنی ہے۔

نمبر ۲۔ منی شریف میں برف کا کارخانہ عارضی طور پر جاری ہے جس کی وجہ سے برف عام مل رہا ہے۔ تین ریال فی اوقہ قیمت ہے۔

نمبر ۳۔ منی شریف میں ہسپتال کا اعلیٰ انتظام ہے۔ سفید رنگ کی موٹر بسیں جن کی سیٹی خاص قسم کی ہے ہر جگہ پھر رہی ہیں جن کا کام یہ ہے کہ جہاں کوئی حاجی بیمار ملے وہاں سے فوراً اٹھالیں اور ہسپتال پہنچادیں۔

نمبر ۴۔ ہندوستان کی حکومت نے بھی اپنا ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کے لئے مکہ شریف بھیجے ہیں وہ منی میں بھی کام کر رہے ہیں۔

نمبر ۵۔ حکومت پاکستان کی طرف سے بھی ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کیلئے مکہ معظمہ آتے ہوئے ہیں جو اپنے کام میں مشغول ہیں۔

نمبر ۶۔ منی شریف میں پانی کا اعلیٰ انتظام ہے جگہ جگہ سبیلیں، نہریں، کنویں اور نلکے قائم ہیں مگر اس کے باوجود پانی کی قلت ہے۔ کیونکہ کنوؤں اور نلوں پر اتنا ہجوم ہے کہ پانی تک پہنچانا ناممکن یہاں کے بہشتیوں نے نلوں کو گھیر رکھا ہے یہ بہشتی پانی فروخت کر رہے ہیں۔ فی کنسٹر ایک ریال حجاج کو ملتا ہے ایک ریال سواروپہ کا ہے۔

نمبر ۷۔ منی شریف میں آمدورفت کے لئے سواریوں کا بڑا انتظام ہے بسیں کاریں بہت ہیں۔ بسیں ایک ریال میں اور کاریں دو ریال میں ایک شخص کو مکہ معظمہ پہنچا دیتی ہیں۔ وہاں سے واپسی بھی اسی کرایہ پر ہوتی ہے۔

نمبر ۸۔ حجاز میں بھارت حکومت کا زبردست پروپیگنڈا ہر جگہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ہم



نے منی میں خود ایک ضخیم کتاب دیکھی جو انڈیا کی طرف سے عربی میں چھپی ہے اور مفت تقسیم ہو رہی ہے جس میں حکومت ہند کی بہت تعریف ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ حکومت کلمسلمانانہ ہند سے بہت ہی اچھا سلوک ہے اسلامی ممالک سے بہت خوشگوار تعلقات ہیں۔ وہاں کے ارباب حکومت کے فوٹو۔ ہندو مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات بذریعہ فوٹو دکھائے گئے ہیں جو اہر لعل نہرو کو سید جو اہر لعل لکھا گیا ہے اور بے حد تعریفیں کی گئی ہیں۔

نمبر ۹ عرب میں بمقابلہ پاکستانی نوٹ کے انڈیا کے نوٹ کی زیادہ قیمت ہے چنانچہ پاکستانی سوکانوٹ پچاس یا پچپن ریال میں اور انڈیا کا سوکانوٹ پچاسی۔ بانو سے ریال میں فروخت ہو رہا ہے البتہ پاکستانی پلگرم نوٹ کی قیمت مکہ معظمہ اور منی میں ۱۰۶۔ اور کبھی ایک سوسات یا اٹھ ریال تک ہے۔

ہندوستانی حجاج سے معلوم ہوا کہ انڈیا نے حجاج کے لئے پلگرم نوٹ جاری نہیں کئے عام مروجہ نوٹ پر کوئی پابندی نہ رکھی۔ حجاج جتنا روپیہ چاہیں ساتھ لائیں۔ نیز وہاں حجاج کے لئے کوئی کوٹہ مقرر نہیں۔ جتنے حجاج ہوں انہیں حج کی اجازت ہے جہاز کا ٹکٹ بہ آسانی مل جاتا ہے۔

## ۱۱ اگست ۱۹۵۴ء اذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

ہم رات کو عشاء پڑھ کر سو رہے۔ صبح سویرے ہی جلگے۔ جماعت سے فجر پڑھی اور آج کے ارکان حج کا پروگرام اپنے حجاج کو بتایا۔ اود کہا کہ آج بہت سے حجاج صبح ہی رمی کر کے مکہ معظمہ چل دیں گے آپ لوگ ایسا ہرگز نہ کریں۔ بعد زوال رمی کرو۔ پھر مکہ معظمہ جاؤ اور اگر آج رات کو یہاں ٹھہر گئے تو پھر کل تینوں جمروں کی رمی کر کے جاؤ۔

کینی کی طرف سے چائے بسکٹ کا ناشتہ حجاج کو دیا گیا آج عرب میں ۱۲ ذی الحجہ ہے اور منی شریف کا آخری دن ہے لوگ صبح سے ہی رمی کر کے مکہ شریف چل دیتے۔ مگر یہ غلط ہے۔

بجٹ شریف میں دو دباہیوں کے ۸ سو روپیہ چوری ہو گئے تھے۔ کینی کی طرف لطیفہ عجیبہ ! سے انہیں دو سو روپیہ بطور امداد دیا گیا۔ پھر ہم لوگوں سے کہا گیا کہ آپ لوگ بھی کچھ ان کی مدد کریں ہم کو تعجب ہوا کہ جو لوگ غیر خدا کی امداد کو شکر کہتے ہیں وہ آج کینی

سے اور ہم سے امداد کے کیوں خواہاں ہیں بخیر ہم لوگوں نے ان کے لئے چندہ کیا ہماری بس کے حجاج نے یہ کہہ کر چندہ دیا کہ یہ روپیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا صدقہ ہے جو آپ کو دیا جا رہا ہے مگر بعد میں پتہ لگا کہ ان بزرگوں کے پاس کافی روپیہ ہے۔ انہیں صدقہ دینے کی ضرورت نہیں اس لئے یہ جمع کیا ہوا روپیہ دینے والوں کو واپس کر دیا گیا۔ لیکن یقین ہے کہ اگر یہ روپیہ ان صاحبوں کو دے دیا جاتا تو وہ بے تکلف لے لیتے کیوں کہ ان بزرگوں کے قول و عمل میں فرق دیکھا گیا ہے۔

## منی شریف کی زیارات

منی شریف میں حسب ذیل مقامات کی زیارتیں کرنا چاہئیں۔

نمبر ۱۔ مسجد البیعتہ۔ جہاں بیعتہ عقبہ واقع ہوئی۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریب ہی ہے مگر اب وہاں مسجد نہیں ہے۔

نمبر ۲۔ مسجد الکبش۔ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح واقع ہوا۔ مگر اب وہاں مسجد نہیں ہے۔ صرف پہاڑ کے دامن میں یہاں ایک نشان سا ہے۔ جس کی زیارت منجانب حکومت ممنوع ہے۔

نمبر ۳۔ مسجد خیف۔ منیٰ کی مشہور مسجد ہے۔ یہاں پیغمبروں نے نماز پڑھی۔ اور ستر تنبیوں کی قبور بھی اس جگہ ہیں۔

نمبر ۴۔ غارِ مرسلات۔ جہاں سورۃ مرسلات اتری۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریب پہاڑ میں واقع ہے۔

نمبر ۵۔ مزدلفہ میں مشعر حرام۔ عرفہ میں مسجد نمرو مشہور جگہ ہے یہ مقامات ضروری ہیں۔

۱۲ اگست ۱۹۵۲ء ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

رات کو قریباً انجے ایک مقام پر پہنچے۔ جس کا نام گہوۃ خنکار ہے یہ ہمارا قیام گاہ ہے۔ یہاں ایک وسیع کھلا میدان ہے۔ نیم کے درختوں کی لائن لگی ہے۔ بیت اللہ شریف سے قریباً

ایک میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہاں صرف تکلیف یہ رہی کہ نماز کے لئے بیت اللہ شریف دور سے جانا پڑتا ہے۔ باقی امور کا بہت آرام رہا۔ یہ جگہ ٹھنڈی ہے۔ رات کو بعض اہل مکہ یہاں آکر سوتے ہیں۔ برف کا کارخانہ بھی یہاں سے قریب ہے۔

## ۱۳ اگست ۱۹۵۲ء ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ مبارکہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ ہم لوگوں نے غسل کا انتظام کیا۔ اس جگہ نہر زبیدہ بھی قریب ہے اور کنویں بھی بہت ہیں۔ بعض کنوؤں کا پانی اتنا قریب ہے کہ ہاتھ سے ڈول بھر لیا جاتا ہے قریب آٹھ دن کے ہم لوگ حرم شریف میں پہنچ گئے۔ طواف کیا۔ اب زمزم پیا اور قریباً ۴ گھنٹہ پہلے ہی باب ابراہیم کے پاس بیٹھ گئے۔ حجاج کا ہجوم بے اندازہ تھا سارا حرم شریف بھرا ہوا تھا ٹھیک سوا دو بجے خطبہ ہوا۔ امام حرم نے خطبہ نہایت فصیح بلیغ پڑھا۔ جس میں اخلاقِ محمدی بیان کیا اور حجاج کو نصیحت کی کہ اللہ سے ڈرو قیامت قریب ہے اس کا خیال رکھو اس مقام پر آنے کا فائدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حاصل کر کے جاؤ۔ غرضیکہ عجیب غریب نصیحت امیر خطبہ تھا پھر نماز پڑھی اور اپنے ٹھکانہ پر واپس ہوئے۔ آج صرف ایک بار ہی طواف کا موقع ملا۔

## ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج ہم لوگ مولانا عبدالودود صاحب جیلپوری اور بہانی احمد صاحب بیرٹر کاٹھیاواڑی کے ہمراہ مکہ معظمہ کی زیارات کے لئے گئے اور حسب ذیل زیاراتیں کیں۔

نمبر ۱۔ بیت ام ہانی۔ یہ حضرت ام ہانی کا مکان ہے۔ جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اب یہ حرم شریف میں داخل کر لیا گیا ہے اس جگہ کا نام باب امہانی ہے۔

نمبر ۲۔ دار الثوری۔ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سے اہم مقولہ مشہور فرمایا کرتے تھے یہ جگہ باب الصفا کے قریب ہے۔

نمبر ۳۔ بیت ارقم۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے شر سے بچنے کے لئے محفوظ رہیں۔ اسی جگہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لاتے یہ جگہ صفا سے چند قدم جانب مروہ

ہے ایک گلی سی ہے جس کے کنارہ پر یہ واقع ہے اب یہاں مدرسہ ہے ہم نے وہاں جا کر صلوات پڑھا اور وہاں کے خدام کو نذائے وغیرہ پیش کیے۔

نمبر ۲۔ مولد حضرت فاطمہ۔ یہ حضرت خدیجہ کا مکان ہے یہاں ہی حضورؐ کا نکاح خدیجہ الکبریٰ سے ہوا اور یہاں ہی حضرت فاطمہ زہرا پیدا ہوئیں یہ جگہ محلہ کشاشیہ میں بہتری منڈی کے داہنی طرف ہے یہاں مدرسہ بنا دیا گیا ہے۔

نمبر ۳۔ مولد حضرت علی۔ اس جگہ حضرت علی مرتضیٰ پیدا ہوئے۔ یہ ابو طالب کا مکان تھا یہ جگہ محلہ علی میں واقع ہے اب اس جگہ کوئی عمارت نہیں جو بھی وہ وہاں یوں نے گرا دی بلکہ یہاں غلام کے ڈھیر لگے ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضیٰ کو بیت اللہ میں دروزہ شروع ہوا۔ اور یہاں اگر علی مرتضیٰ کی ولادت ہوئی اس وجہ سے مشہور ہے کہ آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی ورنہ حقیقہ پیدائش کعبہ شریف میں ناممکن ہے۔

نمبر ۴۔ مسجد النبی علیہ السلام۔ اس جگہ کے متعلق مشہور یہ ہے کہ حضورؐ کی ولادت ہے مگر یہ غلط ہے یہاں چھوٹی سی مسجد ہے محلہ سوق العیال میں واقع ہے جو مولد علی کے قریب ہے۔  
نمبر ۵۔ مولد النبی حقیقتہً یہ ہی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہے یہاں پہلے قبہ بنا ہوا تھا جو نجدی حکومت نے گرا دیا تھا پہلے یہاں میدان تھا اب یہاں لا تمبریری بنا دی گئی ہے جاننے والے زیارت کرتے ہیں۔ یہ جگہ محلہ سوق الفیل میں واقع ہے۔

نمبر ۸۔ بیت ابی بکر۔ یہ گھر محلہ گہاسیہ میں واقع ہے اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ کی ولادت ہوئی اسی گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ اب اس جگہ نیچے دکانیں اور اوپر مسجد ہے یہاں ایک بنگالی امام ہے۔

نمبر ۹۔ جنت معلیٰ شریف۔ یہ مکہ معظمہ کا بڑا پرانا قبرستان ہے اس کے تین حصے ہیں جنکے درمیان میں سڑک چلتی ہے آخری حصہ میں حضرت خدیجہ الکبریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ پاک کی قبر شریف ہے جن سے حضور اقدس کی عاری اولاد ہے۔ سوار حضرت ابراہیم کے۔ یہاں نجدیوں کا تختہ پھرہ ہے۔ کسی کو قبر شریف کے پاس جانے نہیں دیتے۔ بلکہ دروازہ بند رکھتے ہیں۔ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوتے تھے کہ ایک نجدی اندر سے نکلا اس کے لئے دروازہ کھلا۔ ہم میں سے ایک

نوجوان حاجی یہ کہتا ہوا زور سے قبر شریف کی طرف بھاگا۔ اسے میری ماں میں تجھ پر صدقے اور قبر شریف کے پتھروں سے لپٹ گیا۔ اس کے اخلاص کا ایسا اثر ہوا کہ نجدی سپاہی رو پڑے اور ہم لوگوں کو بھی زیارت کی اجازت دے دی عجیب رقت انگیز نظارہ تھا کچھ فاصلہ پر جانب مشرق حضرت ہاشم جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم کے مزارات ہیں مگر سب ٹوٹے پڑے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ مزار حضرت عثمان ہارون جو خواجہ اجمیری کے مرشد ہیں۔ یہ جگہ شریف مکہ کے محل کے قریب واقع ہے۔

نمبر ۱۱۔ مسجد جن۔ یہ مسجد عثمان ہارونی کے مزار اور جنت معلیٰ کے درمیان ہے۔ یہاں ہی جنات نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن سنا جس کا واقع سورہ جن میں مذکور ہے۔ مگر یہ مسجد مقفل رہتی ہے۔

نمبر ۱۲۔ مسجد بلال۔ یہ مسجد کوہ صفا کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ ہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ مسجد بند پڑی ہے۔

نمبر ۱۳۔ شق القمر۔ یہ جگہ صفا پہاڑ پر مسجد بلال سے قریب پچاس قدم کے فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر چاند چیر کر دو ٹکڑے کئے اس جگہ مسجد تھی۔ جو اب گرا دی گئی ہے۔ بلکہ اب اس جگہ کی زیارات بھی قانوناً ممنوع ہے۔ واقعین کسی نہ کسی ترکیب سے زیارات کر ہی لیتے ہیں۔

## مکہ معظمہ کے موجودہ حالات

نمبر ۱۴۔ موجودہ وقت میں مکہ معظمہ کے عام لوگ مالدار ہیں۔ سونے کی کان اور مٹی کا تیل نکلنے کی وجہ سے حالات میں بڑا فرق ہو چکا ہے۔

نمبر ۱۵۔ مکہ معظمہ کے بازار پر ہندوستانی مال کا قبضہ ہو چکا ہے ہر جگہ ہندوستانی کپڑا اور ہندوستانی مصنوعات ہی نظر آتی ہیں۔

نمبر ۱۶۔ ہندوستانی کپڑا اور ولایتی مال نہایت سستا ہے۔ سولہ ہزار کا لٹھا ۴۲ گز کا وہاں ۴۰ روپیہ کا ہے۔



نمبر ۳۔ مکہ شریف میں ہندوستانی نسل کی بہت قدر ہے۔ چنانچہ وہاں کا سوکانوٹ ۸۰ ریال تک بک جاتا ہے لیکن پاکستانی سوکانوٹ ۵۶ ریال کا ہے۔

نمبر ۵۔ مکہ شریف میں ہندوستانی پروپیگنڈہ بہت زیادہ ہے۔  
نمبر ۶۔ مکہ معظمہ بلکہ سارے عرب کے دلوں میں پاکستان اور پاکستانیوں سے بہت محبت ہے۔

## ۱۴ اگست ۱۹۵۴ء ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یومِ شنبہ

آج رات کاٹھیاواڑی مہین حضرات نے میلاد شریف کی مجلس منعقد کی۔ مجھ کو اور مولانا محمد شہیر صاحب کو شب کے وقت حاجی ابو بکر رشیم والے اور حاجی احمد کراچی والے کار میں اپنے ڈبیر پر لے گئے جہاں بجلی کا خاص انتظام تھا۔ مجمع بہت کافی تھا۔ نہایت نفیس شربت جس میں پستہ بادام الائچی فالودہ وغیرہ تھا۔ سب کو پلایا گیا۔ درمیان مجلس میں پڑوسی کے مکان سے پتھر آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ وہابی ہیں۔ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں سن سکتے کہنے سننے پر سکون ہوا۔

## ۱۵ اگست ۱۹۵۴ء ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج سوا طواف اور نوافل کے کوئی خاص بات نہیں ہوتی۔ ہماری بھانجہ نور جہاں بیگم کا خط نواب شاہ سندھ سے آیا۔ جو نہایت سوز و گداز سے پڑھا۔ کاغذ آنسوؤں سے تر تھا۔ حضور کی بارگاہ میں عرض و معروض تھی۔ اس سے دل پر خاص اثر ہوا۔ جو سنتا تھا روتا تھا اس کا تسلی بخش جواب آج دیا گیا۔ جس میں ایک شعر تھا۔

سایہ رحمان سن لو      والی قرآن سن لو

صدقہ تم پر جان سن لو      اے میرے سلطان سن لو

مولانا حکیم محمد مختار صاحب اور حاجی فضل حسین صاحب گجراتی سے ملاقات ہوئی یہ

حضرات احمد رضانی معلم کے گھر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

## ۱۶ اگست ۱۹۵۳ء اذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دو شنبہ

ہم آج صبح طواف سے فارغ ہو کر اپنے ڈیئر پیرا ہے تھے کہ حضرت مولانا مختار شریف صاحب عرف محمد میں زیب سجادہ کھوچھہ مقدمہ و حضرت شاہ مصطفیٰ امیاں صاحب کھوچھہ شریف و مولانا قدیر میاں مولانا محسن میاں صاحبان کھوچھوی سلیم زہم سے ملاقات ہوئی۔ بہت خوشی ہوئی دل کی کلی کھل گئی۔ یہ حضرات بہت محبت اور تواضع سے پیش آتے۔ رب تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ ان حضرات سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں حجاج پر کوئی پابندی نہیں۔ نہ حجاج کا کوٹہ ہے نہ وہاں حج نوٹ جاری ہیں۔ تیسرے درجہ کا مسافر جو پیس سو روپیہ لاسکتا ہے وہاں حج کے لئے کوئی خاص نوٹ نہیں دیئے جاتے وہ ہی عام نوٹ دیتے جاتے ہیں جو وہاں مروج ہیں۔ ان حضرات کا پورا قافلہ کھوچھہ شریف سے آیا ہے۔

## ۱۷ اگست ۱۹۵۳ء اذی الحجہ ۱۳۷۳ھ سوم شنبہ

آج صبح ولولہ پیدا ہوا کہ طائف شریف حاضری دی جاوے ہم سات حجرا کے فجر کے اول وقت کیپ سے نکلے۔ فجر کی نماز حرم شریف میں ادا کر کے جنت معلیٰ پہنچے جو مکہ شریف کا قبرستان ہے وہاں سے ہی طائف شریف کی بسیں ملتی ہیں۔ چھریال فی سواری کے حساب سے بس کرایہ پمپلی اور روانہ ہو گئے۔ پانچ گھنٹے میں طائف پہنچ کر وہاں نماز ظہر ادا کی۔

## طائف شریف کے حالات

نمبر ۱۔ طائف شریف مکہ معظمہ سے ۷۰ میل جانب جنوب مشرق واقع ہے۔ سہل کے راستہ سے جانا ہوتا ہے۔ جو اہل عراق کا میقات ہے یہاں سے ہم نے احرام باندھا تھا۔  
نمبر ۲۔ طائف شریف بلندی پر واقع ہے۔ یہاں گرمی بالکل نہیں۔ اس گرم موسم میں بھی رات کو کچھ ٹھنڈک ہوتی ہے۔

نمبر ۳۔ طائف شریف میں سبزیاں پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں سبزی بہت

ارزاں ہے۔ انگور۔ انار۔ بہی۔ انجیر تھور کا پھل جسے یہاں قروش کہتے ہیں بہت ہیں۔ اور سستے بھی ہیں۔ انگور ڈھائی ریال آگہ۔ انار فی ریال چھ عدد تک مل جاتے ہیں زرد آلو بھی بازار میں دیکھے گئے۔ نمبر ۲۔ طائف شریف میں پانی کے چشمے بہت ہیں۔ پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا ہے۔ برف کی ضرورت نہیں۔ غرض کہ طائف حجاز کا گویا کوہ مری یا سملہ ہے۔ نمبر ۳۔ طائف شریف میں ہر جگہ تاحد نظر سبزہ دکھائی دیتا ہے چھوٹا سائبر مگر بہت خوبصورت۔ نمبر ۴۔ طائف شریف میں چینی ارزاں اور لوگ بہت خوش اخلاق ہیں۔

## طائف شریف کے زیارات

نمبر ۱۔ روضہ عبداللہ بن عباس۔ یہ روضہ مسجد ابن عباس کے دائیں ہاتھ دروازہ سے متصل واقع ہے۔ یہاں حضرت جبرالامت مفسر قرآن سیدنا عبداللہ ابن عباس اور حضور کے فرزند احمد حضرت طیب و طاہر آرام فرما ہیں۔ اس مسجد کو وہاں کے لوگ حرم شریف کہتے ہیں۔ اس قبر شریف کی زیارت کرنا بلکہ ادھر منہ کر کے بیٹھنا فاتحہ پڑھنا نجدیوں نے بند کیا ہوا ہے ہر وقت پولیس سر پر سوار رہتی ہے بعد نماز مسجد بند کر دی جاتی ہے اس کے باوجود یہ جگہ خاص و عام کا مرجع بنی ہوئی ہے یہاں حاضر ہو کر بہت ہی سکون حاصل ہوا۔ بمشکل تمام فاتحہ اور دعا پڑھی۔ نماز ظہر و مغرب آج اسی مسجد میں پڑھی۔

نمبر ۲۔ مسجد علی۔ یہ جگہ طائف شریف سے ایک میل جانب جنوب مقام متذ میں واقع ہے۔ پیلا رنگ سے ایک مینار اذان کے لئے ہے۔ برابر میں آب جاری کا چشمہ ہے۔ نمبر ۳۔ مسجد نبی۔ یہ کنواں مسجد علی سے شرقی جانب واقع ہے یہ وہ کنواں ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف کے موقع پر لعاب دہن شریف ڈالا۔ جس سے اس خشک کنویں میں پانی کی فراوانی ہو گئی۔ آج تک اس کنویں میں بہت پانی ہے۔

نمبر ۴۔ مسجد نبی۔ یہ چھوٹی سی مسجد۔ مسجد علی سے دو سو قدم پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ طائف کے وقت نماز پڑھی اس کے کنارہ پر میٹھا پانی کا جاری چشمہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ یہاں ایک بلوچ امام ہیں۔

نمبر ۳۔ حجر النبی۔ یہ پتھر اسی مسجد کی دیوار میں نصب ہے۔ اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اس پتھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پنجہ و رکبہ تشریف کا اثر نشان موجود ہے۔ حکومت نجد نے اسے دیوار مسجد میں بند کر دیا ہے۔

نمبر ۴۔ روضہ حضرت عکرمہ۔ یہ جگہ مسجد النبی سے دو میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت عکرمہ ابن ابو جہل کا مزار ہے جو شکستہ حالت میں ہے۔ وہاں جانا ممنوع ہے۔ پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹی سی بستی آباد تھی جو اب ویران سی ہے یہ تمام مقامات متنبہ بستی میں ہیں۔ متنبہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جو طائف شریف سے ایک میل جانب جنوب ہے۔ اس کے اور طائف کے درمیان ایک خشک نالہ ہے جسے میسل کہتے ہیں۔ اس میسل کے کنارے کنائے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ کبھی میسل میں اتنا پانی آتا ہے کہ اس پاس کی بستیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ نالہ مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے

نمبر ۵۔ جبل غزالہ۔ یہ طائف شریف سے ایک میل دور جانب مغرب ایک پہاڑ ہے اسی پہاڑ پر ہرنی کی پناہ کا واقعہ ہوا۔

کہ ایک یہودی نے ایک ہرنی جال میں پھانس لی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کیا کہ میرے آج ہی بچے پیدا ہوتے ہیں میں ادھر چلی آئی تھی کہ گرفتار ہو گئی۔ حضور نے اس یہودی کو ضمانت دی کہ اسے چھوڑ دے یہ بچوں کو دودھ پلا کر ابھی واپس آجاویگی اگر نہ آئی تو ہم قیمت دے دیں گے اس نے چھوڑ دیا ہرنی جا کر دودھ پلا کر بچوں کو واپس آئی اس یہودی نے عرض کیا کہ جسے آپ نے آزاد کر دیا اب میں نہ پکڑوں گا اور اسلام لے آیا وہ واقعہ اسی پر ہوا۔

مشہور یہ ہے کہ اس ہرنی کا دودھ اس پہاڑ پر ٹپکتا گیا ایک قدرتی بونی پیدا ہوئی **عجیبہ** جو اب تک اس جگہ کسی کسی کو ملتی ہے یہ بونی ٹمپیرہ کا کام دیتی ہے آنکھوں کو بہت مفید ہے لمبی ڈنڈی سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔ ہم نے بہت تلاش کی۔ مگر نہ مل سکی بعد میں حاجی عبدالعزیز صاحب کا ٹھیاواری کے ذریعے نصیب ہوئی۔

نمبر ۶۔ بستان علی۔ یہ ایک چھوٹا سا باغ ہے جو مسجد علی کے قریب واقع ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باغ تھا جو آپ نے مسلمانوں کے لئے وقف فرما دیا اس میں انار انگور انجیر کچھ درخت ہیں

نمبر وادی النمل۔ یہ وہ جنگل ہے جس میں لشکر سلیمانی پہنچا تھا اور چیونٹیوں کی سردار نے اپنی تمام چیونٹیوں کو سوراخوں میں گھس جانے کا حکم دیا تھا جس کا پورا پورا واقعہ قرآن شریف سورۃ نمل میں مذکور ہے یہ جگہ طائف شریف سے قریباً ۷ میل جنوب مغرب ہے۔

نمبر وادی سلیمان۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اترتا تھا۔ یہ جگہ وادی النمل سے قریب ہی ہے۔

یہ تو طائف شریف کے خصوصی مقامات کا ذکر تھا۔ ورنہ طائف شریف کا ہر ذرہ زیارت گاہ ہے کیونکہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا قیام فرمایا اور یہاں اسلام کی بہت تبلیغ فرمائی۔

## ۱۸ اگست ۱۹۵۲ء ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج رات طائف شریف میں الحاج عبدالغفور صاحب ساکن راولپنڈی کے دولت خانہ پر قیام رہا۔ آپ کے فرزند عبدالرحیم صاحب ساعاتی بڑے دولت مند ہیں۔ گھڑیوں کی دکانیں طائف مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ میں اعلیٰ پیمانہ پر ہیں آپ نے بہت شاندار مہمانی کی اور آپ ہی کی رہنمائی سے ہم کو یہ متبرک مقامات معلوم ہوئے آج صبح چائے پی کر ہم لوگ پھر مسجد ابن عباس پر حاضری دینے گئے۔ حرم شریف بند ہو چکا تھا۔ مگر فضل خداوندی سے پولیس کے سپاہی نے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا اور دو نقل پڑھنے کی اجازت دیدی قبلہ ہی کو منہ کئے ہوتے ہم نے فاتحہ پڑھا دعا مانگی اور حاجی عبدالغفور صاحب کے مکان پر آگئے۔ کھانا کھا کر لاریوں کے اڈے پر آئے اور دو دو ریال دے کر مکہ معظمہ چل دیئے۔ اس بس کا ڈرائیور بہت تیز رفتار تھا ایسے پہاڑی علاقہ میں یہ چالس پچاس میل کی رفتار سے بس لایا اور بجاتے پانچ گھنٹہ کے پونے چار گھنٹہ میں مکہ معظمہ پہنچا دیا ہم نے نماز ظہر حرم شریف میں ادا کی۔ چونکہ تھکے ہوئے تھے اسلئے آج رات بھر کمپ میں قیام کیا۔

## ۱۹ اگست ۱۹۵۲ء ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ پونچھ شنبہ

آج رات کے قریب ڈھائی بجے ہم سب کو اٹھایا گیا کہ چلو سفیر صاحب کی طرف سے تحقیقات کے لئے ایک پاکستانی آفسیر آیا ہے اپنے بیان دد ہم لوگ اٹھے حجاج نے انہیں گھیر لیا اور اپنی اپنی



شکایات لکھوائیں شکایات تفصیل وار درج کرائیں۔

آج صبح حجاج نے افسر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو بذریعہ جہاز واپس کہا جاوے انہوں نے حکم دیا کہ کمزور اور بوڑھے حجاج کی فہرست تیار کرو۔ چنانچہ ان کی فہرست تیار ہو ہی ہے غالباً انہیں جہاز سے بھیجا جاوے گا باقی حجاج سے کہا گیا کہ اپنی ذمہ داری اود اپنے خرچ پر جہاز سے جاویں۔ جہاز غالباً دو ماہ کے بعد ملے گا اس پر حجاج خاموش ہو گئے۔ کیونکہ اب حجاج کے پاس پلگرم نوٹ بھی قریباً ختم ہو چکے ہیں۔

آج دوپہر میں حاجی احمد صاحب پیر سٹر اور حاجی عبدالشکور صاحب مقیم کراچی کے ہاں قیام رہا۔ انہیں کے ہمراہ نماز ظہر و عصر ادا کی۔ آج خدا کے فضل سے سنگ اسود کے بوسے اور مقام ابراہیم پر نماز نہایت آسانی سے میسر ہوئی کیونکہ حجاج کا ہجوم بہت کم ہو گیا ہے۔ معلم محمد مصفا صاحب کے ہاں محفل میلاد شریف منعقد ہوئی۔

## ۲۰ اگست ۱۹۵۲ء ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے چونکہ حرم شریف میں ہجوم زیادہ ہوگا۔ اس لئے جلد جانے کی کوشش کی جا رہی ہے ہم اور سیٹھ محمد دین صاحب گجراتی اور بابو اللہ دقا صاحب ماسٹر اللہ دتا صاحب اور دیگر ساتھی قریباً ان کے دوپہر حرم شریف میں پہنچ گئے۔ خیال تھا کہ اب چونکہ بہت حجاج جا چکے ہیں جمع کچھ ہلکا ہوگا۔ مگر سبحان اللہ تمام حرم ایسا بھرا ہوا تھا کہ کہیں تل و دھرنے کی جگہ نہ تھی کئی لاکھ کا مجمع تھا۔ ڈیڑھ بجے دوپہر خطبہ شروع ہوا۔ آج کا خطبہ بالکل وہاں بیانہ تھا جس کا خلاصہ یہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بالکل نہ کر و صرف عبداللہ و رسولہ کہہ دیا کرو۔ قبروں پر عمارت نہ بناؤ۔ آج کل سارے مسلمان بالکل ویسے ہی مشرک ہیں۔ جیسے پہلے یہود و نصاریٰ مشرک تھے غرض کہ کوئی بات ٹھکانہ کی نہ کہی مشرک اور کفر ہی تقسیم کیا۔ خدا خدا کر کے یہ خطبہ ختم ہوا اور نماز ہوئی ہم لوگ اپنی کمپنی کی بس نمبر میں کیمپ میں واپس ہوتے آج مجھے کچھ دستوں کی شکایت ہے اس لئے عصر کے وقت میں حرم شریف گیا۔ اور بعد مغرب طواف کر کے حاجی احمد صاحب پیر سٹر کے ہاں کچھ قیام کر کے کیمپ واپس آئے۔ آج تین بار حجر اسود کا بوسہ نصیب ہوا۔ کیونکہ آج طواف

میں ہجوم کچھ کم تھا۔

## ۲۱ اگست ۱۹۵۳ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یومِ شنبہ

آج قریباً بجے صبح حرم شریف میں طواف کے لئے حاضری دی۔ طواف ہلکا تھا۔ ہجوم کم تھا۔ سنگ اسود کے بوسہ کئی بار نصیب ہوتے۔ دوپہر کو اعلان ہو گیا کہ آج مدینہ منورہ کی روانگی ہے اپنی اپنی تیاری کر لو حجاج اپنے سامان بسوں پر لادنے میں مشغول ہو گئے۔

## ۲۲ اگست ۱۹۵۳ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یومِ یکشنبہ

آج شب کو کمپنی کی ہدایت کے مطابق ہم نے طواف و دایع کیا۔ حرم شریف میں تو تکل عصر سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ نقلی طواف کئے۔ سنگ اسود کے بوسے نصیب ہوئے۔ بعد مغرب طواف دایع کیا۔ زمزم پییا۔ باب الوداع تک اٹھے پاؤں پھرے۔ کعبہ شریف کو حست بھری نگاہوں سے دیکھنے تھے۔ آنکھوں سے اشک جاری تھے دعا تھی کہ مولیٰ پھر یہاں کی حاضری نصیب فرما۔ ہم لوگ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ حاضر ہوں۔ پھر ڈیرے پر آگئے۔ کچھ دیر سوکرات کے آخری حصے میں مکہ معظمہ سے کوچ ہو گیا۔ صبح ۹ بجے جدہ پہنچ گئے یہاں ڈاکٹری کے لئے قیام کیا۔

یہاں ایک ڈاکٹر کمپنی کا دو سر حکومت پاکستان کا اس لئے مقرر ہوا کہ بوڑھوں اور بیماروں کا معائنہ کرے جو لاریوں سے سفر کرنے کے قابل نہ ہوں انہیں حکومت کے خرچ پر جہاز سے کراچی بھیجا جاوے۔ ستر بیمار اور بڑھے تھے جن میں سے اکیس چنے گئے۔ باقی لوگوں کے لئے اعلان ہوا کہ جو بھی جہاز سے جانا چاہے۔ وہ اپنے خرچ پر جہاز سے جاسکتا ہے۔ اس خبر پر حجاج میں بہت سے لوگ اس پر آمادہ ہو گئے۔ نمبر ۱ کی پوری بس نے سامان اتار لئے کہ سامان یہاں منزل حجاج پر چھوڑ جائیں گے اور مدینہ شریف سے واپس ہو کر اپنا سامان بیکر چہار میں سوار ہو جائیں گے۔ یہ حال دیکھ کر پھر سفارت خانہ پاکستان کی طرف سے کہا گیا کہ بائیس ہزار حجاج پاکستان سے بذریعہ جہاز جدہ پہنچے ہیں۔ اولادہ پہنچائے جائیں گے پھر آپ لوگوں کو اگر موقع ہو اتب پہنچا جاوے گا۔ کم از کم اٹھائی مہینہ آپ کو جدہ میں ٹھہرنا ہوگا۔ اس پر تمام ان حجاج میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی اور

دوبارہ سامان بادلِ نخواستہ بسوں پر چڑھا لیا۔ ان بیماروں سے کہا گیا کہ آپ لوگ آمدیہ منورہ نہیں جاسکتے۔ یہاں جدہ میں قیام کریں اپنا خرچ کریں اپنے ٹکٹ پر جہاز سے جاویں۔ پھر حکومت پاکستان سے مطالبہ کریں۔ جب موقع ہوگا۔ تب آپ لوگوں کو کرایہ دیدیا جاویگا۔ جتنا حکومت چاہے گی اتنا خرچ دے گی یہ بیمار اور بڑھے اس اعلان سے گھبرا گئے۔ پچاپے ٹھیک دوپہر ہی دو میل چل کر سفارتخانہ پاکستان پہنچے اور معذرت کی کہ ہم کو بسوں سے ہی جانے کی اجازت دی جاوے جو حال بھی ہو۔

اس عرض پر سفیر صاحب نے فرمایا کہ اچھانی الحال آپ لوگ مدینہ پاک جاویں اور اگر حکومت نے چار سو روپیہ فی کس کمپنی سے دلوانا منظور کیا تو آپ کو مدینہ پاک میں اطلاع دی جاوے گی ورنہ آپ لوگ بسوں سے پاکستان چلے جاویں۔ یہ لوگ غنیمت جان کر پھر اسی گرمی میں واپس آئے شیخ کرم الہی سے عرض کیا شیخ صاحب نے فرمایا کہ اب ہم آپ لوگوں کو بسوں میں جب لے جا سکتے ہیں کہ آپ لوگ تحریر دیں کہ ہم اپنی ذمہ داری پر بس سے سفر کر رہے ہیں اگر راستہ میں مر جاویں تو کمپنی یا حکومت پر کچھ ذمہ نہیں۔ ان لوگوں نے یہ تحریر دے دی اور سب حجاج کمپنی کی بس سے مدینہ منورہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے اس کاروائی میں تمام دن جدہ میں نکل گیا آج جدہ میں غنیمت کی گرمی بھی ہے۔ پسینہ خشک نہیں ہوتا۔ بڑی مصیبت سے یہ دن کٹا۔ بمشکل تمام قریب مغرب قافلہ مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوا۔

## جدہ کے موجودہ حالات

آجکل جدہ بہت شاندار شہر ہے۔ امریکی طرز کی شاندار کوٹھیاں بے شمار بن چکی ہیں۔ مکہ معظمہ سے جدہ تک لک کی پختہ سڑک ڈامرولی تیار ہو چکی ہے۔ جگہ جگہ دورویہ درخت ہیں۔ نمبر۔ جدہ میں بجلی تار۔ ٹیلی فون کا اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے۔ نمبر۔ جدہ میں پانی کا بہت اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے۔ ہر جگہ پانی کے نلکے لگے ہوئے ہیں۔ پانی عام ہے جو مفت مل رہا ہے۔

نمبر۔ جدہ میں عام ممالک کے سفراء کی کوٹھیاں ہیں جو بہت شاندار ہیں۔

نمبر ۵۔ جدہ مکہ شریف سے ۴۶ میل جانب مغرب ہے یہاں قبلہ بالکل مشرق کی طرف ہے۔  
نمبر ۶۔ جدہ سے قریباً ۹۰ میل تک رابع کی طرف سڑک پختہ لک کی تیار ہو چکی ہے۔  
نمبر ۷۔ جدہ میں اس موسم میں سخت گرمی ہوتی ہے۔ مکہ معظمہ اور جدہ کے درمیانی باغات  
لب سڑک موجود ہیں۔ جدہ میں حلجی کیمپ بہت وسیع اور خوبصورت تعمیر ہوا ہے۔

## ۲۳ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یومِ دوشنبہ

آج شروع شب میں جدہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی ہو گئی۔ راستہ میں دو منزلیں  
چھوڑتے ہوئے تیسری منزل رابع پر قیام کیا۔ جدہ سے رابع جانب شمال ۹۶ میل واقع ہے۔ اکثر  
سڑک پختہ ہے کچھ کچی۔ ہمارا قافلہ قریباً بارہ بجے شب کے رابع پہنچ گیا۔ تھکے ہوئے تھے۔ آتے ہی فرش  
خاک پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد کمپنی کی طرف سے حجاج کو پھلی اور روٹیاں دی گئیں۔ کچھ حجاج توجا گئے ہی  
نہیں۔ اکثر لوگوں نے اونگے ہوئے روٹی کھائی۔

صبح کو فجر کی نماز ادا کی۔ قریب ہی کنویں تھے اکثر حجاج نے غسل کیا مگر یہاں کے کنویں ایسے  
ہیں کہ کچھ پانی نکالنے سے مٹی آنے لگتی ہے۔ آجکا دن سارا رابع میں صرف ہوا کیونکہ شیخ کرم الہی  
صاحب کا انتظار تھا۔ وہ جدہ سے حجاج کے پاسپورٹ لے کر آجائیں۔ تب ہم جاویں مگر وہ قریباً  
شام تک نہ آئے آجکا دن بڑی خوشی سے گذرا۔ اکثر اوقات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
نعت شریف اور تذکرہ شریف رہا۔ بدوٹوں کے بچے بچیاں آتے تھے مل کر عربی میں نعت شریف پڑھتے  
جس کو سن کر عربی نہ سمجھنے والے بھی روتے تھے۔

جن کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

عَلَيْكَ الْقَبْتُ الْخَضْرَاءُ

مِنْ جَدَّةِ إِلَى بَطْحَا

مِنْ بَابُورِ إِلَى وَطْنِكَ

يَا قَارِي كِتَابِ اللَّهِ

مِنْ مَكَّةَ إِلَى جَدَّةِ

مِنْ بَطْحَا إِلَى بَابُورِ

غرض کہ عجیب نظارہ رہا۔ بعد عصر شیخ صاحب کا بہت انتظار کر کے آخر کار ہمارا

قافلہ مدینہ پاک چل پڑا۔

## ۲۴ اگست ۱۹۵۲ء ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ شنبہ

آج شب رابع سے چل کر بیسترہ منزل پر پہنچے۔ یہ جگہ رابع سے ۱۸ میل جانب شمال ہے۔ کچھ دکانیں اور پانی کا انتظام ہے۔ وہاں ہماری لاریاں دس بیس منٹ ٹھہریں۔ مگر حجاج اترے نہیں وہاں خرپوزے بہت فروخت ہوتے ہیں۔ بیٹھے بھی ہوتے ہیں۔ پھر وہاں سے بیرغبری پہنچے۔ یہ منزل عشرہ سے ۱۰ میل فاصلہ پر جانب شمال ہے یہاں رات کو قیام کیا اس جگہ ایک کنواں ہے جسے بیرغبری کہتے ہیں۔ اس کنویں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے اونٹوں کو پانی پلاتے خود بھی پیتے تھے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ سیر کا پانی پیا غسل کیا اس کنویں کا پانی بالکل زمزم کی طرح ہے۔ ایک ہی مزہ ایک ہی رنگ ہے یہ پانی پی کر بہت خوشی حاصل ہوئی مالک منزل بہت ہی خوش خلق ہے سندھی ہے مگر اس کے باپ دادا عرب شریف میں آگئے ہیں اس کا علی نام ہے اس نے بھی ہمارے ساتھ ٹھکانا کھایا۔ بہت اچھے اخلاق کا مالک ہے۔

یہاں بیرغبری میں رات گزاری اودھے ریال پر چار پانی کمریہ پر لی اور نہایت آرام سے رات گزاری۔ صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں منزل لیتہ سے گذرے منزل لیتہ بیرغبری سے ۳۲ میل جانب شمال ہے لیہ میں بالکل قیام نہیں کیا لیہ سے مسیب پہنچے۔ وقت دوپہر کا تھا آدو میں وہاں ہی قیام کیا۔ مسیب لیہ سے ۴۳ میل جانب شمال ہے یہاں دوپہر کو خرید کر کھانا کھایا یہاں لطف یہ تھا کہ روٹی کے پیسے علیحدہ۔ پانی کے علیحدہ۔ جس جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا جاوے اس جگہ کے علیحدہ۔ آدھا آدھا ریال جگہ کا لیا۔ جس نے نہ دیا اسے سایہ میں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی تمام دوپہر یہاں رہے عصر سے کچھ پہلے مسیب سے چل کر منزل قریشیہ پہنچے۔ منزل قریشیہ مسیب سے ۲۱ میل جانب شمال ہے یہاں قیام نہ کیا۔ القریشیہ سے چل کر بیرغبری پہنچ گئے۔

## ۲۵ اگست ۱۹۵۲ء ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ جمعہ

آج رات عشا کے وقت ہم مدینہ منورہ کی آخری منزل پر بیرغبری پہنچے۔ یہ جگہ القریشیہ سے ۲۴ میل جانب شمال ہے اس جگہ سے مدینہ منورہ صرف ۴ میل جانب شمال ہے یہاں کی زمین



بہت سرسبز ہے۔ جگہ جگہ کنویں ہیں جن میں انجن پائپ لگے ہیں پانی نہایت میٹھا اور ہلکا ہے کھجور کے باغات ہیں یہاں مولیاں کھجوریں۔ انگور گکڑیاں وغیرہ کثرت سے ہیں۔ یہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعمیر ہوئی ایک عالی شان مسجد ہے اس مسجد سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلائے راشدین حج کا حرام باندھتے تھے۔ یہ اہل مدینہ کا میقات ہے۔ اس بیڑی کا پرانا نام ذوالحلیفہ ہے اس نام کا ذکر کتب میں ہے مسجد کے سامنے ایک کنواں ہے جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بنوایا اس کا نام بیڑ علی ہے اس میں پانی تک سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔ آج عشاء کی نماز ہم نے جماعت سے اس مسجد میں ادا کی۔ بعد میں خرید کر کھانا کھایا۔ انگور خریدے۔ نہایت میٹھے تھے پھر سو رہے آج خوشی کی وجہ سے نیند کسے آتی تھی۔ تمام رات دلوں میں نئی امنگیں پیدا ہوتی تھیں کیونکہ آج ان کے دروازے پر پڑے ہوئے ہیں جن کی ذات کا دو جگہ کو سہارا ہے۔ کوئی رو رہا ہے کوئی گارہا ہے کوئی عنقلیں پٹھ رہا ہے آخر کا صبح قریب آئی لوگ دو گھنٹے پہلے ہی نماز کی اذانیں دینے لگے۔

فجر کی نماز مسجد علی میں بڑی بھاری جماعت سے پڑھی بعد جماعت ہم نے مختصر سی تقریب کی جس میں اس مقدس مقام کی اہمیت بیان کی اور سب کو ہدایت کی کہ غسل کرو کپڑے بدلو عطر ملو دوسری عیدیں سال میں دو بار آتی ہیں آج یار کی دید کی عید ہے۔ جو عمر میں ایک بار وہ بھی کسی کو نصیب ہوتی ہے چنانچہ سب نے بیڑ علی سے غسل کیا کپڑے بدلے عطر ملے مجھے شیخ عبدالکریم صاحب تھا پر گجراتی نے گجرات سے دو شیشیاں عطر دیا تھا۔ ایک روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چھڑکتے کے لیے اور دوسری شیشی آپس میں ایک دوسرے کو لگانے کے لئے۔ ہم نے تمام ساتھیوں کے عطر ملا ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ غرض کہ انوکھی خوشی ہے جس کی مثال نہیں۔

اٹھ بجے صبح کو بیڑ علی سے ہماری بسیں روانہ ہوئیں۔ قریباً ایک میل فاصلہ پر ایک کنواں اور اس کے برابر ایک مسجد ملی۔ کنویں کا نام بیڑ عروہ ہے اور مسجد کا نام مسجد عروہ ہے یہ کنواں وہ ہے جس کا پانی پہلے کھاری تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب شریف سے پانی شیریں ہو گیا اسی کنویں کا وہ واقعہ ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھے اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما بھی حاضر ہوئے اور انہیں جنت کی خوشخبری دی وہ بھی دائیں بائیں اس طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھے گئے پھر عثمان غنی حاضر ہوئے تو انہیں بھی جنت کی بشارت دی مگر کچھ امتحان سے دائیں بائیں

جگہ نہ تھی تو آپ سامنے اسی ہی طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ یہاں سب قافلہ رکا۔ کنویں کا پانی پیا اس مسجد میں شکر نے نفل پڑھے پھر قافلہ آگے بڑھا ایک چھوٹی ٹسی پہاڑی پر چڑھا چڑھتے ہی نعبہ خضر اور دو مینارے سامنے سے جلوہ گر ہوئے۔ اس وقت کا حال نہ پوچھو لوگ روتے تھے اور بلند آواز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے لگے عجیب نظارہ تھا کہ آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی تھی اور زبان پر درود شریف جاری تھا۔ ایسے لطف کا درود شریف شاید ہی کبھی پڑھا گیا ہو یہاں سے صرف ڈیڑھ دو میل چل کر مدینہ منورہ کے دروازہ باب عنبر میں داخلہ ہوا یہاں شاندار مسجد دو بائیں طرف حکومت کا کسٹم آفس ہے یہاں قریباً آدھا گھنٹہ قیام رہا۔ صرف ڈرائیوروں کے سٹریکیٹ دیکھے گئے اور روانگی ہو گئی۔

ہمارا قافلہ بازار مدینہ منورہ سے ہوتا مقام رومانہ میں جو باب شامی سے قریب اور جنت البقیع کے سامنے ہے قیام پذیر ہوا۔ یہاں بالکل صاف میدان ہے کوئی سایہ کی جگہ نہیں محمد ابن عبداللہ ام تسری کی زمین ہے یہاں اتنے ہی ہمارے معلم غلام حیدر صاحب آگئے۔ ان کے ہمراہ دوپہر میں روضہ النور پر حاضری کے لئے روانہ ہو گئے اب دوپہر کے سوا گیارہ بجے تھے یہاں سے قریباً نصف میل پر روضہ مطہر ہے۔ باب جبریل سے داخلہ ہوا اور ہمارے معلم نے نہایت ہی مختصر سلام پڑھایا۔ پہلا سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ دوسرا حضرت ابو بکر صدیق پر۔ تیسرا حضرت عمر فاروق پر رضی اللہ عنہما۔ بڑا ہجوم تھا۔ لوگ ظہر کے لئے آگئے تھے صفیں بندھ چکی تھیں۔ بمشکل نفل تحنیہ المسجد اور سلام ادا کئے۔ پھر ڈیڑھ بجے نماز ظہر کی جماعت ہوئی۔ بعد نماز میں نے اپنے ہمراہیوں کو مسجد نبوی شریف کے تمام مشہور اور خاص مقامات دکھائے۔ پھر میں نے انہیں سلام پڑھایا پہلے عربی میں پھر اردو میں ایسا لطف آیا کہ سبحان اللہ ان شاء اللہ یہ سلام آخر کتاب میں عرض کر دیا تھا تاکہ تمام ناظرین لطف اٹھائیں۔

بعد نماز ہم اپنے ہمراہیوں کو سیدنا ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر لے گئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی آگے بیٹھ گئی تھی۔ اب وہاں مسجد ہے۔ چھوٹا سا کنواں بھی ہے محراب کے نفل ادا کیے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان اور جگے شہادت کی زیارت کر لی یہ دونوں مکان باب جبریل سے متصل یعنی مسجد نبوی شریف سے متصل شرقی جانب قریب واقع ہیں۔ پہلی گلی

میں دار عثمان۔ دوسری گلی میں دار ابویوب انصاری ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پھر بعد مغرب و بعد عشاء سلام عرض کئے۔

## ۲۶ اگست ۱۹۵۳ء ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج رات بعد نماز عشا اپنے کیمپ میں آئے اور کھانا کھا کر سو گئے۔ آخر شب میں تہجد کے وقت کمپنی نے ہارن بجا کر سب کو جگایا کہ اٹھو تہجد پڑھو۔ یہ ہارن کیا تھا گویا صور اسرافیل تھا تمام سونے والے کو دکراٹھے ضروریات سے فارغ ہوئے وضو کیا حرم شریف پہنچے اللہ اکبر اس وقت جا کر دیکھا تو حرم شریف بھرا ہوا تھا ریاض الجنۃ میں بالکل جگہ نہ ملی۔ اولاً سلام عرض کیا پھر بشکل جگہ حاصل کی سبحان اللہ کیا نظارہ تھا بستی روشنی سے حرم شریف جگمگا رہا تھا۔ ہزار ہا سر بارگاہ رب العالمین میں جھکے ہوئے تھے۔ صبح میں روضہ انور معلوم ہوتا تھا کہ برات کے درمیان دلہا خواب نارین میں مشغول ہے ایسی شاندار نماز تہجد کبھی نہ دیکھی نہ سنی یہاں تہجد کی بھی اذان ہوتی ہے سو اچار بجے صبح حرم شریف میں پہنچے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے صبح اذان فجر اور سات منہ بعد نماز فجر ہوئی۔ بعد نماز منزل پڑھی درود شریف پڑھا۔ نماز اشراق محراب النبی میں نصیب ہوئی۔ محراب النبی ریاض الجنۃ میں منبر شریف کے بالکل قریب ہے پھر سلام عرض کیا پھر کیمپ میں آگئے۔ ناشتہ کیا ناشتہ کے بعد کمپنی اور حجاج کی مشترکہ کمیٹی ہوئی جس میں حجاج نے کچھ شکایات کمپنی کے کرتا دھرتا شیخ کرم الہی سے کہیں انہوں نے گزشتہ کوتاہیوں کی حجاج سے معذرت کی۔ اور آئندہ پوری اصلاح کا وعدہ کیا

بعد میں ہم نے کچھ فضائل انصار کے بیان کر کے حجاج کو بتایا کہ مدینہ منورہ میں صرف ایک حمزہ ابوالجود کا مکان انصاری رہ گیا ان کی خدمت کرو چنانچہ حجاج نے خوب دل کھول کر مجھ کو پیالہ اور روپے دیئے ہم نے کہا کہ اس میں انصاری صاحب کی خدمت بھی ہوگی اور اغوات حرم اور دیگر صالحین اہل مدینہ کی خدمت بھی کرنی ہے سب نے مجھ کو مکمل اختیار دیا بعد نماز ظہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ اور ابویوب انصاری کے مکان کی پھر زیارت کی بعد نماز عصر حضرت حمزہ ابوالجود کے مکان پر گئے وہ خود توفیق ہو چکے ہیں ان کے چھوٹے بھائی علی ابوالجود

ہیں ان کے گھر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان جو حضور نے سعد ابن ابی وقاص کو جنگِ احد میں حوالہ کی تھی موجود ہے اور بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کا قفل بھی ہے ان دونوں چیزوں کی زیادتی اور ان کی خدمت میں بھاری نذرانہ بہت سے کپڑے ہم لوگوں نے پیش کیے وہ بہت خلق سے پیش آئے۔ اور کھجوریں ہم لوگوں میں تقسیم فرمائیں اور کہا کہ کل بعد عصر ہمارے باغ میں چلو اپنے ہاتھ سے کھجوریں توڑو اور کھاؤ پانی کنویں کا پیو۔

## ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے غسل کی فکر تھی حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دو لٹخانہ پرجا کر غسل کیا مولانا بہت تواضع خاطر سے پیش آئے مولانا ضیاء الدین صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شاہ عبد العظیم صاحب صدیقی میرٹھی نے آج سے چار دن قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے مولانا عبد العظیم صاحب نے اسی امید میں گھر مدینہ منورہ میں بنایا تھا رب تعالیٰ نے ان کی تساپوری کی پھر مولانا علی حسین صاحب کے دو لٹخانہ پرجا ضری دی۔ مولانا بڑے لائق فاضل اہل سنت کے عالم ہیں بڑے اخلاق سے پیش آئے پھر حرم شریف میں حاضری دی۔ حرم شریف دو گھنٹہ پیشتر ہی کچھ کچھ بھر چکا تھا۔ بمشکل تمام باب جبریل کے پاس جگہ ملی۔ پورے ڈیڑھ بجے خطبہ شروع ہوا۔

امام مسجد نبوی نے بہت عمدہ خطبہ پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے اللہ کے فضل و کرم سے حج بیت اللہ کر لیا اب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی زیارت کرنے آئے ہو تم نے دراز سفر طے کیا۔ مشقت سفر جمیلیں۔ صرف اللہ کی رضا کے لئے اب تم اپنے اور اپنے احباب کے لئے کچھ نہ کچھ سوغات ضرور لے جاؤ گے۔ مگر سب سے بہتر سوغات وہ ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج الوداع میں صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی۔ وہ ہدایت قیامت تک کے سارے مسلمانوں کے لئے دائمی تحفہ ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ امیر کی اطاعت کرو اور رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ اور فرمایا کہ جیسے اس مہینہ میں اس تاریخ میں اس جگہ میں خون کرنا حرام ہے۔ اس

طرح ہر مسلمان پر اپنے مسلمان کا مال جان خون آبرو حرام ہے لہذا اے مسلمانو! تم توجیح کر چکے ہو اس حج کو سنبھالو اور اپنی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بناؤ یہ تو تشریحی ساتھ لے جاؤ۔

بعد نماز عصر ہم لوگوں کو حضرت علی ابو الجود صاحب انصاری اپنے باغ بستان ابو الجود میں لے گئے یہ کھجوروں کا باغ ہے درمیان میں کنواں ہے جس پر مشین پانی کھینچنے کی لگی ہوئی ہے قریباً بیس سیر کے دو خوشہ توڑ کر لائے جس میں بسر رطب تمر ہر قسم کی کھجوروں کے کچھے تھے۔ باغ میں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر کھائے کنویں کا ٹھنڈا پانی پیا علی صاحب فرمانے لگے کہ عزیزو بھائیو! خوب کھاؤ تمہارے نبی بھی اس باغ میں تشریف لاتے تھے اور یہاں کی کھجوریں پانی کھاتے تھے۔ میں نے اس کا ترجمہ لوگوں کو سمجھایا جس سے سب کے دلوں پر بہت اثر ہوا اس وقت سے وہ دعوتیں یاد آگئیں جو انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے تمام لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے روتے جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے علی صاحب سے عرض کیا گیا کہ آپ حضرات نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتیں کیسے اب ان کی امت کی دعوتیں کر رہے ہیں بہت سی کھجوریں انہوں نے ہمارے ساتھ کر لیں۔

## ۲۸ اگست ۱۹۵۳ء ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج ارادہ تھا کہ مسجد قبا شریف جاویں مگر نہ جاسکے اس لئے کہ ہمارے معلم غلام حیدر صاحب نے فرمایا کہ کل اتوار کو تمہاری کمپنی کی بسیں جانے والی ہیں ان ہی پر زیارت میں کرنا مگر یہ بات غلط نکلی مگر آج کی زیارات رہ گئیں حالانکہ ہفتہ کے دن مسجد قبا کی زیارت سنت ہے بعد نماز عصر جنت البقیع میں آج تیسری بار حاضری دی یہاں کی زیارات کا ذکر تو بعد میں کیا جاوے گا یہاں صرف اتنا ماننا مناسب ہے کہ ان تمام مزارات میں سے حضرت فاطمہ زہرا اور بی بی حلیمہ دالی کے مزار شریف پر پہنچ کر لوگوں کو بہت رقت طاری ہوتی ہے بی بی حلیمہ دالی کے مزار پر اتوار پر یہ خاص کرامت دیکھی کہ ان کی قبر شریف پر سبز ہے اور کافی ہے حالانکہ اسے پانی دینے والا کوئی نہیں۔ جنت البقیع سے باہر حضرت فاطمہ بنت اسد اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے



مزارات پر معاضری دی یہ دونوں قبریں بی بی حلیمہ دالی کے گوشہ کی طرف قبرستان سے باہر واقع ہیں۔ کسی کی قبر پر کوئی قبہ یا ساٹھان نہیں صرف نشان کے طور پر اس پاس پتھر لگا کر بیچ میں کنگڑا بھری ڈال دی گئی ہے۔

پھر ان دو مزاروں سے آگے بڑھ کر ہم لوگ مسجد مبارکہ اور مسجد اجابت حاضر ہوئے یہ مسجدیں یہاں سے قریباً نصف میل پر عین جنوب واقع ہیں۔ دونوں مسجدوں کو حکومت نجد نے گرا دیا ہے مگر لوگ گرے ہوئے ڈھیر رہے ہیں جا کر نمازیں نوافل ادا کرتے ہیں۔ یہ مسجدیں وہ جگہ ہیں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مبارک کیا۔ اور عیسائیوں نے مبارکہ کر کے ہمت نہ کی بلکہ جزیہ پر صلح کر لی جس کا مفصل واقعہ تیسرے پارہ میں مذکور ہے۔

مسجد اجابت وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے دعائیں مانگیں۔ خداوند امیری امت کو دوسری قومیں بالکل ہلاک نہ کر سکیں۔ خدا یا میری امت کے عذاب آسمانی نہ آوے۔ جیسے دوسری امتوں پر آبان کی پردہ پوشی رہے خدا یا میری امت میں آپس میں جنگ نہ ہو۔ اگلی دو دعائیں قبول فرمائی گئیں پھر حرم شریف میں اگر نماز مغرب ادا کی۔

## ۲۹ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم بکثینہ

آج صبح کی نماز پڑھ کر ہم لوگ بس کے ذریعے مسجد قبا شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہو گئے فی کس ایک ایک ریال پر حسب ذیل زیارتیں کیں۔

نمبر ۱۔ مسجد قبا۔ مدینہ منورہ سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر پرانا مدینہ میں واقع ہے اس مسجد کے بڑے فضائل ہیں۔ قرآن کریم نے اس کی بڑھی تعریف کی جو اپنے گھر سے وضو کر چائے اور مسجد قبا میں دو نفل پڑھے۔ اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے مسجد قبا میں حسب ذیل چیزیں ہیں مسجد قبا کے چاروں طرف ہرے بھرے باغات ہیں جن میں کھجوروں اناج بہت درخت ہیں مسجد قبا کی جنوبی دیوار قبلہ میں ایک گول سواخ ہے جسے طاق کشف کہتے ہیں اس طاق کو نجدیوں نے بند کر دیا ہے اس طاق پر مہاجرین کو کھڑا کر کے حضور نے ان کے مکہ کے گھر والوں سے ملاقات کرادی تھی اور باتیں تک کرادی تھیں مسجد قبا کے صحن میں ایک مقام ہے جسے

میرک ناقد کہتے ہیں اس جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی آگر بیٹھی تھی۔  
مسجد قبا کے سامنے بیرارسیس ہے جسے سیر خاتم بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ کنواں ہے جس میں حضرت  
عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حضور کی انگوٹھی گر گئی تھی پھر نہ ملی۔ اب یہ کنواں نجدیوں نے بند  
کر دیا ہے اور خشک پڑا ہے۔

مسجد قبا کے سامنے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جہاں انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو استقبال کر کے جلوس کی شکل میں لائے تھے۔ اسے تزیین الوداع بھی کہتے ہیں۔

نمبر ۲۔ مسجد مساجد۔ اس جگہ پانچ مسجدیں ہیں۔ مسجد ابو بکر۔ مسجد علی۔ مسجد سلمان فارسی مسجد عمر  
مسجد نبی جسے مسجد فتح بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن پر غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ان حضرات کو شب میں نگرانی کے لئے مقرر فرمایا تاکہ کفار مدینہ میں شب خون نہ مار دیں۔  
اور آپ نے اپنی جگہ پر بیٹھ کر اسلام کی فتح کی خوشخبری دی۔ ایک چوتری اور بھی ہے جسے مصلیٰ قاطمہ  
کہتے ہیں یہاں ہر جگہ نوافل پڑھے۔

نمبر ۳۔ مسجد قبلتین۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں تبدیلی قبلہ عین نماز کی حالت میں واقع ہوئی اور دو  
رکتیں بیت المقدس کی طرف اور پھیلی دو کعبہ کی طرف ادا کی گئیں۔ یہاں بھی دو رکعت نفل ادا کیں۔

نمبر ۴۔ احد شریف۔ یہاں جنگ احد کا سنگین واقعہ ہوا تھا اس جگہ ایک احاطہ میں حضرت  
سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل کے مزارات ہیں۔ دوسرے احاطہ میں شہداء احد  
کے مزارات ہیں۔ یہاں فاتحہ پڑھا۔ کچھ آگے پہاڑ کے دامن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان  
مبارک شہید ہونے کی جگہ ہے اور پہاڑ کے اوپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غار ہے۔ جہاں بعد جنگ  
سرکار نے آرام فرمایا۔ مگر ان جگہوں پر جانے کی سخت ممانعت ہے چنانچہ ہم کو بھی روک دیا گیا  
اس جگہ پر مسجد امیر حمزہ بھی ہے۔ جہاں نفل ادا کئے۔ نہر زرقا کا چشمہ بھی ہے جہاں پانی ایک حوض کی  
شکل میں ہے اور بہ رہا ہے۔

نمبر ۵۔ بیرومہ جسے اب بئر عثمان کہتے ہیں یہ وہ کنواں ہے جو حضرت عثمان غنی نے ایک  
یہودی سے تیس ہزار درہم میں خرید کر اس وقت وقف کیا جب مدینہ منورہ میں پانی کی بہت کمی  
تھی جس پر سرکار انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان نے حوض کوثر خرید لیا اب اس کنویں پر

پائپ لگا ہے۔ چہار طرف کھیتی ہے۔ برابر میں حوض ہے بہت شیریں پانی ہے۔  
 دوپہر تک ان زیارات سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ آج شام کو بعد مغرب میاں  
 رمزو صاحب مہاجر مدینہ منورہ کے مکان پر ختم دلائل کے جلسہ میں گئے ان کا مکان باب السلام  
 سے قریب ہی ہے۔ روزانہ بعد مغرب تلاوت دلائل الخیرات ہوتی ہے اور شب جمعہ کو ختم دلائل  
 ہوتا ہے۔ عجیب پر نور محفل تھی۔ سب لوگ بیک آواز ہو کر دلائل شریف پڑھتے ہیں۔ ان میں اکثر  
 لوگ دلائل الخیرات کے حافظ ہیں۔

وہاں سے فارغ ہو کر محلہ عبداللہ میں گئے۔ اس محلہ میں حضرت عبداللہ والد صاحب سرکار  
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار ہے۔ ایک بڑے مکان میں قبر شریف ہے جس کا دروازہ تیغ لگا کر  
 بند کر دیا گیا ہے کسی کو زیارت کرنے کی اجازت نہیں۔ صرف دیواروں کو چوم کر اور فاتحہ پڑھ  
 کر واپس آگئے۔ آج یہاں چاند نہیں ہوا۔

## ۳ اگست ۱۹۵۲ء ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ یومِ دو شنبہ

آج فجر کی نماز ادا کر کے حرم شریف کے صحن کی بھری پر سو گئے۔ مگر سوئے ایسے کہ گنبد خضرا  
 سامنے تھا جب آنکھ کھلتی تھی سامنے اس کی بجلی تھی خوب سوئے پھر وضو کر کے محراب النبی میں نوافل  
 پڑھے۔ روضہ اقدس کی جالی کی برابر جو ریاض الحجۃ میں واقع ہے بیٹھ کر تلاوت کی اور جالی شریف  
 کی خاک شریف خوب منہ پر ملی۔ بازار میں کھانا کھایا۔ وہی بہت ہی لذیذ اور شیریں تھا مدینہ شریف  
 کا سادہ ہی کہیں نہیں کھایا۔

پھر حضرت مولانا علی حسین صاحب کے مکان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عرس میں گئے  
 جہاں مولانا نے خود اپنی تصنیف کردہ کتاب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب اور واقعہ شہادت  
 کا بہت پرورد طریقہ پر ذکر کیا مجمع اچھا تھا۔ نماز ظہر کے وقت جلسہ ختم ہوا آج ہمارے بس کے  
 ایک بڑھے حاجی فضل الہی سکتہ راولپنڈی کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ انہیں عرصہ سے دست آ  
 رہے تھے۔ جد میں جب وہ سفیر سے ملنے دو میل پیدل چلے تب سے بیمار ہوئے اور آخر کار  
 جانبر نہ سکے۔ بعد نماز ظہر مسجد نبوی شریف میں نماز جنازہ ہوئی اور جنت البقیع میں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب دفن کیا گیا۔ لوگوں نے میت کا فوٹو لینے کی کوشش کی مگر نہ لے سکے رب تعالیٰ نے ان کی میت کو اس حرام کام سے بچالیا۔ آج بعد نماز عصر ہم چند لوگ مدینہ منورہ کے اندرونی متبرک مقامات کی زیارت کرنے گئے حاجی احمد صاحب بیرسٹر دھوراجی والے رہنمائی فرماتے تھے۔ حسب ذیل مقامات کی زیارت کی۔

نمبر ۱۔ قبر سیدنا عبداللہ والد ماجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ باب السلام سے غربی جانب ایک محلہ عبداللہ میں واقع ہے بڑی عالیشان عمارت میں قبر شریف ہے جس کے دروازے پر فارسی زبان میں قطعات اور آپ کا اسم شریف کندہ ہے۔ مگر نجدیوں نے اس دروازے کو ایسا بند کیا ہے کہ کوئی قبر شریف دیکھ نہیں سکتا۔

نمبر ۲۔ مسجد غمام۔ یہ مسجد زمانہ نبوی شریف میں عید گاہ مدینہ تھی۔ جب گرمیوں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لئے تشریف لاتے تو بادل سایہ کرتا اس لئے اسے مسجد غمام کہتے ہیں بازار مناخہ کے بالکل متصل واقع ہے۔

نمبر ۳۔ مسجد ابوبکر الصدیق یہ مسجد غمام سے قریب ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے وقف کیا ہے اس لئے یہ نسبت ہے۔

نمبر ۴۔ مسجد فاطمہ یہ مسجد غمام کے قریب ہی ہے۔ وجہ تسمیہ معلوم نہ ہو سکی۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ اور فاطمہ زہرا یہاں شادی ہو کر تشریف لائی تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

نمبر ۵۔ مسجد عمر۔ یہ بھی مسجد فاطمہ کے قریب ہے۔ غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوقاف میں سے ہے۔

نمبر ۶۔ مسجد علی۔ یہ مسجد عمر کے قریب ہی ہے۔

نمبر ۷۔ مسجد بلال۔ یہ مسجد علی کے قریب ہی ہے۔ فناء مسجد میں کھجور کا ایک پرانا درخت ہے اور بیری بھی ہے۔ مسجد کے بالائی حصہ میں حکومت کا دفتر ہے اور ارد گرد مسافروں کے لئے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ تمام مساجد مناخہ میں واقع ہیں۔ مناخہ مدینہ منورہ کا بازار ہے پھر بازار میں اگر حلوہ کھجوریں تازہ کھائیں۔ سبحان اللہ! کھجوریں تھیں یا شہد کی تھیلیاں تھیں

مغرب حرم شریف میں ادا کی آج محرم شریف کا چاند ہو گیا ۱۳۷۴ھ شروع ہوا۔

## ۳۱ اگست ۱۹۵۲ء یکم محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم شنبہ

آج بعد نماز فجر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ کے دولتکدہ پر حاضری دی وہاں حضرت نے بہت پر تکلف ناشتہ کرایا۔ ناشتہ میں حلوا۔ کھجور گدر اس قدر شیریں اور لذیذ تھی کہ یاد رہے گی حریبہ گندم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرغوب کھانا گوشت میں گندم اس طرح گلائی گئی تھی کہ گوشت گھٹ گیا تھا شکر ملا کر کھایا۔ مرہ سیب۔ مدینہ پاک کا وہی۔ سبزی چائے غرضیکہ عجیب عجیب نعمتوں سے دسترخوان سجا ہوا تھا ناشتہ کے بعد مجلس نعت خوانی گرم ہوئی ایک شامی نعت خوان نے جو ترک قوم سے تھے عربی اشعار پڑھے۔ میں نے ترجمہ سنایا مجمع تہذیب کیا جس کا مضمون یہ تھا میں آج رسول اللہ کا مہمان زمین مدینہ میں ہوں اور کریم اپنے مہمانوں کو نوازے ہیں شاہوں کا طریقہ ہے کہ اگر مجرم ان کی پناہ میں آجاوے تو معافی دیتے ہیں۔ آپ تو رسولوں کے شاہ ہو۔ میرا تجربہ ہے کہ حضور اپنے مجرموں سے درگزر فرماتے ہیں بظاہر عطا فرماتے ہیں پھر کھجوریں خریدنے بازار منادہ میں گئے وہاں سے برنی۔ مجوہ۔ شلبی معجزہ۔ کلمہ وغیرہ کھجوریں خریدیں۔ بعد نماز عصر لیسٹق صاحب مہاجرہ مدنی کے ہمراہ زیارات کرنے گئے۔

حسب ذیل زیارتیں کیں۔

نمبر۔ روضہ حضرت مالک ابن سنان انصاری رضی اللہ عنہ ان کا مزار شریف باب السلام سے غربی جانب واقع ہے۔ بہت عالیشان عمارت میں قبر شریف ہے مگر اس مکان کو بھی حکومت نے بند کر دیا ہے دروازہ پر سیمنٹ اور پتھروں سے تیغہ کیا ہوا ہے۔ حضرت مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ یہ جنگ احد میں یا کسی اور جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔ ان کی والدہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میرا بچہ کہاں ہے آپ کے منہ سے نکل گیا کہ پیچھے آ رہے ہیں رب تعالیٰ نے صدیق کی صداقت باقی رکھنے کے لئے انہیں زندہ فرمایا اور یہ اپنی والدہ کے پاس پہنچے۔ پھر گھر پہنچ کر وفات پائی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

نمبر۔ جبل سلح۔ یہ پہاڑ مدینہ منورہ کی غربی جانب شہر سے متصل ہے۔ شہر کے مذبح کے پاس



ہے ایک طرف غیر پہاڑ ہے دوسری طرف اھدیج میں مدینہ شریف ہے مغربی جانب سلح ہے۔  
 نمبر۔ مسجد نبی حرام۔ یہ مسجد جبل سلح پر واقع ہے۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادتیں  
 فرمائی ہیں اور بعض دفعہ امت کی شفاعت کے لئے اتار وٹے ہیں کہ جانوروں نے کھانا چھوٹ دیا  
 اور مشہور یہ ہے کہ اکثر مواقع پر حضرت خاتون جنت حضور کو اٹھا کر لاتی تھیں واللہ اعلم اس  
 کے نیچے تہ خانہ ہے اوپر مسجد ہے جو بطور یادگار ترکوں نے بنائی ہے۔

نمبر۔ بیربضام۔ یہ کنواں مدینہ منورہ کے ان سات کنوؤں میں سے ہے۔ جن کا پانی نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً پیتے تھے۔ بعض دفعہ یہاں غسل بھی فرمایا ہے اسی کنوؤں کا ذکر کتب  
 فقہ و حدیث میں بہت ہے اب اس کنوؤں پر چھ اونچ دہانے کا پمپ لگا ہوا ہے۔ جس سے بہت  
 پانی نکلتا ہے اس پاس کھیت باغات بہت ہیں۔ کھجور۔ انار کے درخت بہت بارونق ہیں۔ ہم  
 لوگوں نے بہت غسل کیا۔ انار فی ریاں دو عدد خرید کر کھائے۔ پھر نماز مغرب حرم شریف میں پڑھی  
 آج بعد نماز مغرب بعض کاٹھیا واڑی حجاج نے محفل میلاد صحن مسجد میں خوب پڑھا نعت  
 خوانی کی۔ سلام کھڑے ہو کر پڑھنے لگے۔ سارا صحن حاضرین سے بھر گیا۔ پولیس نے آکر روکتا چاہا  
 جھگڑا ہو گیا۔ شیخ الحرم نجدی پہنچ گئے۔ حجاج سے مناظرہ ہوا۔ شیخ الحرم دلائل میں جاہل حجاج  
 سے ہار گئے اور نعت خوانی کو حرام ثابت نہ کر سکے۔ مگر پھر بزور حکومت میلاد شریف بند کرایا۔  
 حجاج کہتے تھے کہ جب مواجہ شریف میں سب لوگ مل کر بلند آواز سے سلام پڑھتے ہیں تو یہاں  
 کیوں حرام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے نعت شریف سنی ہے بچوں نے نعت  
 سنائی ہے غرضیکہ عجیب مناظرہ رہا۔ شیخ الحرم کی مذبذبات اس قابل دید تھی۔ شیخ الحرم نے فرمایا کہ  
 رب نے حضور کے سامنے بلند آواز کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس پر حجاج بولے کہ پھر اذان بند کرو  
 حضور کے مواجہ میں اونچی آواز سے سلام بند کرو۔ دنیاوی باتوں میں اونچی آواز کرنا حرام ہے یہ  
 نعت شریف اذان کی طرح یہ بھی عبادت ہے۔ شیخ الحرم صاحب سے کوئی جواب نہ بنا اور کہہا کہ  
 حکومت منع کرتی ہے۔

یکم ستمبر ۱۹۵۲ء ۲ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم چہار شنبہ  
 آج کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ بعد نماز عصر جنت البقیع شریف حاضری دی مگر چونکہ

دیر سے پہنچے تھے اس لئے ہم کو پولیس نے قبرستان سے جلد نکل جانے کا حکم دے دیا کیونکہ یہاں جنت البقیع شریف عصر کے قریب کھلتی ہے۔ اور مغرب سے پہلے بند ہو جاتی ہے اس کے علاوہ کوئی میت ہی اُسے تو اسے دفن کرنے کے لئے کھول دی جاتی ہے۔ غرضیکہ ہم لوگ بی بی حلیمہ دانی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزارات مقدسہ پر بہت مختصر فاتحہ پڑھ کر چل دیتے باقی مزارات پر فاتحہ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں۔

## ۲ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یومِ پنجشنبہ

آج حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے یہ حضرت ضعیف العمر ہزارہ کے رہنے والے علماء مدینہ منورہ میں سے ہیں کئی علمی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی آپ نے پودینہ کی چائے سے تواضع کی بہترین چائے تھی ایسی چائے مدینہ منورہ کے علاوہ اور جگہ نہیں ملی محترم بزرگ لائق احمد صاحب نے بعد عصر بہت پر تکلف دعوت کی واقعی مدینہ پاک کی سی لذت نہ کہیں کھانے میں دیکھی نہ پانی میں آج شب کو ہم بعض حجاج نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دو تخانہ پر مٹھل میلاد شریف منعقد کی جس میں پاکستانی، ہندی، مصری، شامی مدنی حجاج نے شرکت کی۔ حضرت سید عبدالسلام حسینی مصری نے تلاوت قرآن اس طرز سے کی کہ ایمان نازہ ہو گئے۔ پھر اہل مدینہ نعت خوانوں نے برزنجی میلاد شریف عربی میں پڑھا۔ سلام و قیام کیا بہت ہی لطف آیا۔ پھر ہم لوگوں کی طرف گوشت، روٹی، انگور، کھجور، چائے، برف کا پانی پیش کیا۔ ایسا لذیذ کھانا کا ہے کو کھایا تھا۔ بعد طعام پھر مجلس گرم ہوئی۔ اولاً اردو میں نعت شریف حافظ ولی محمد صاحب نے پڑھی۔ پھر سید عبدالسلام صاحب مصری نے عربی زبان میں جو نعت پڑھی۔ لوگ ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگے تعجب تھا کہ جو عربی نہ جانتے تھے وہ بھی تڑپ رہے تھے بعد میں حضرت مولانا بشیر و حضرت مولانا صاحبزادہ محمود شاہ صاحب نے فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریریں فرمائیں اور یہ مبارک مجلس بخیر و خوبی قریباً ۲ بجے رات کو ختم ہوئی۔ یہ میلاد شریف عمر بھریا درہنگا

## جنت البقیع شریف کے مزارات

جنت البقیع شریف میں بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام مدفون ہیں جن میں سے

حسب ذیل حضرات کرام کے مزارات طیبہ کی زیارات نصیب ہوتی ہیں باقی بزرگوں کا پتہ نہیں  
نمبر ۱ حضرت فاطمہ زہرا۔ عباس۔ امام حسن۔ امام زین العابدین۔ امام جعفر صادق  
صاحب۔ امام باقر۔

نمبر ۲ زینب۔ رقیہ۔ کلثوم بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔  
نمبر ۳ نوازواج مطہرات امہات المؤمنین۔ عائشہ۔ ام سلمہ۔ زینب۔ حفصہ۔  
جویریہ وغیرہن۔

نمبر ۴ عقیل ابن ابی طالب۔ سفیان ابن عاصم۔

نمبر ۵ امام مالک۔ نافع مولیٰ ابن عمر۔

نمبر ۶ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نمبر ۷ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

نمبر ۸ بی بی دالیٰ حلیمہ۔

نمبر ۹ چار شہداء احد۔

نمبر ۱۰ بیرون بقیع حضرت فاطمہ بنت اسد۔ والدہ علی مرتضیٰ۔ ابوسعید خدری

نمبر ۱۱ عائکہ صفیہ۔ ام بنین حضور کی بھوپھیاں بقیع کے دوسرے حصہ میں۔

نمبر ۱۲ حضرت اسماعیل ابن امام جعفر صادق صاحب۔ بیرون بقیع جانب شہر۔ ترتیب

یارات یہ ہے کہ بقیع شریف میں داخل ہو کر دائیں حصہ کی طرف چلو۔ سب سے پہلے حضرت فاطمہ  
ہرا کے مزار مبارک پر حاضر ہو دو۔ پھر اس ترتیب سے زیارتیں کرو جو ہم نے عرض کی۔

## مدینہ منورہ کے خصوصی حالات

نمبر ۱ مدینہ منورہ کی سڑک سے حکومت کو کروڑوں روپیہ سالانہ کی آمدنی ہے مگر اب تک  
حکومت کی بے توجہی سے سڑک نہایت خراب حالت میں ہے اس سڑک پر حجاج کو بہت  
بیم ہوتی ہے۔

نمبر ۲ مسجد نبوی شریف کی مغربی دیوار باب رحمت سے لے کر آخر کونہ تک مع دو میناروں

کے شہید کر دی گئی ہے۔ کچھ اور زمین ملا کر نہایت مضبوط اور خوبصورت دیواریں چھت وغیرہ بنائی جا رہی ہیں اور یہ باب مجیدی کی جانب بھی توسیع ہو رہی ہے۔

نمبر ۳۔ گنبد خضراء شریف کا سبز رنگ بالکل اڑھ چکا ہے۔ جگہ جگہ سفید داغ نظر آتے ہیں۔ مگر حکومت نے رنگ نہیں کرایا۔ اسی طرح روضہ مبارک کے پردے بالکل پھٹ چکے ہیں مگر بدلے نہ گئے۔

نمبر ۴۔ مسجد نبوی شریف میں برقی روشنی اور برقی پنکھوں کا بہت اعلیٰ انتظام ہے پنکھے ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔ صرف اس وقت بند ہوتے ہیں جب حرم شریف بند ہوتا ہے۔

نمبر ۵۔ حرم شریف میں پولیس کا سخت انتظام ہے اور پولیس کا صرف یہ کام ہے کہ لوگوں کو جالی شریف چومنے اور کسی متبرک جگہ ہاتھ لگانے سے روکے ورنہ لوگ نمازیوں کے آگے سے گزرتے ہیں جو توں سے حرم شریف بھر دیتے ہیں۔ کعبہ شریف بلکہ روضہ پاک کی طرف پاؤں پھیلا دیتے ہیں اور ہر وقت لوگ سوتے رہتے ہیں انہیں پولیس منع نہیں کرتی۔ مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کے دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کم ہو۔

نمبر ۶۔ ریڈیو کی وجہ سے اب مدینہ پاک میں بھی کہیں کہیں گانے کی آوازیں سننے میں آتی ہیں اس سے پہلے اس کا نام نہ تھا۔

نمبر ۷۔ یہ سن کر حیرت ہوئی کہ مدینہ منورہ میں گوشت بیچنے والے باغبانی کرنے والے علم طور پر شیعہ ہیں۔ ان کو نخولی کہتے ہیں۔

نمبر ۸۔ یہاں شاہ نجد و حجاز نے گورنر پاکستان غلام محمد کیلئے باب مجیدی کے سامنے ایئر کنڈیشننگ عمل تیار کرایا ہے۔ تیس لاکھ روپیہ خرچ کئے ہیں۔ اس سال غلام محمد صاحب نے اسی محل میں قیام کیا۔

۳ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ جمعۃ الوداع

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینہ سے

تیرے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے

روزہ اچھا زائر لے اچھی راتیں اچھے دن

سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں۔

آج ہم پردیسی حجاج کی الوداع کا دن ہے۔ صبح نماز فجر پڑھتے ہی حضرت عکاشہ ابن محسن رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر حاضری نصیب ہوئی آپ کا مزار شریف باب السلام کے قریب ایک تاریک گلی کے تاریک مکان میں ہے کسی کو پتہ نہیں چلتا اور نہ نجدی اسے بھی منہدم کر ڈالتے مزار شریف صحیح حالت میں ہے۔ سبز چادر چڑھی ہوئی ہے۔ ایک کتبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا قبر شریف پر رکھا ہے۔ ہذا قبر کا شہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہاں حاضری سے فارغ ہو کر کیمپ میں آئے ایک قریب کے سرسبز باغ میں جا کر غسل کیا۔ کپڑے دھوئے۔ جمعہ کی تیاری کی۔ اوپر کپنی کی طرف سے حجاج کا سامان وزن ہونے لگا۔ سوا من وزن تک لے جانے کی اجازت تھی کچھ بسوں کا سامان وزن ہوا پھر بند کر دیا گیا کہ باقی وزن کویت میں کیا جائے گا۔ سب نے سامان بسوں پر لا دیا بعد نماز جمعہ روانگی ہے سلام الوداع بھی بعد نماز ہی ادا ہو گا۔

آج طبخیت میں بے چینی ہے۔ گنبد خضرا کیمپ سے نظر آرہا ہے دیکھ دیکھ کر بے اختیار آنسو ٹپک پڑتے ہیں یہ دس دن ہوا کے جھونکے کی طرح نکل گئے۔ شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد  
رقیبے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

بارہ بجے دوپہر کو حرم شریف میں پہنچ گئے ابھی نماز جمعہ میں دو گھنٹے باقی ہیں۔ پونے دو بجے خطبہ جمعہ ہوا خطیب صاحب نے بہت نصیحت آمیز خطبہ دیا آج ماہ محرم کا پہلا جمعہ ہے اس لئے سال کے آنے جانے سے عبرت حاصل کرنے کا سبق دیا کہ انسان دنیاوی مسافر ہے یہ سال اس کی منزل میں ہیں دن رات اس کی سواریاں۔ خوش نصیب ہے وہ جو ماضی میں مستقبل کا انتظام کرے۔ نماز جمعہ ہوئی پھر بعد نماز ہم نے الوداعی سلام عرض کیا آج نہایت حسرت بھری نگاہوں سے روزہ پاک کا آخری دیدار کر رہے ہیں آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی ہے اور زبان پر یہ شعر بار بار آتا ہے۔

لچ پال پریت کو توڑت ناہیں جو ہاتھ پکڑیں پھر چھوڑت ناہیں

گھرائے تو خالی موڑت ناہیں

میں کیا کہوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو وہ چیز دو جس سے مرے گھر بھر کا بھلا ہو



یا رسول اللہ میں سفر کو جا رہا ہوں۔ توشہ دو۔ داتا بھیک دو تم داتا ہو ہم بھکاری ہیں نواسوں  
کا صدقہ دے ڈالو دعائیں دو نکا۔ غرضیکہ نہ معلوم کیا کیا مانگا اور نہ معلوم داتانے کیا کیا دیا۔ پھر  
رخصت ہو گئے۔ رخصت کے وقت جو سلام عرض کیا وہ آخر کتاب میں قصیدہ کے طور پر درج ہے  
باب جبریل سے نکل کر کیمپ میں آ گئے۔ تمام سامان بسوں میں رکھ دیا گیا تھا قافلہ چلنے والا تھا  
کہ ایک نلنو شووار واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ کمپنی والوں نے حجاج سے مطالبہ کیا کہ فی کس تین ریال یا پانچ روپے  
پاکستانی فیس معنی ادا کر دے بعض نے فوراً دے دیئے بعض نے کہا کہ یہ فیس تمہاری کمپنی کے ذمہ ہے  
ہم سب کچھ تم کو دے چکے ہیں نیز تم نے ہم کو پہلے اطلاع دی ہوتی۔ اب ہم سب ریال خرچ کر چکے  
غلام حیدر صاحب معلم مدینہ اور بعض حجاج کے درمیان میں پڑ جانے کی وجہ سے معاملہ رفع ہو گیا۔  
اس کے بعد معلم غلام حیدر صاحب نے تمام حجاج کو اس جگہ جمع کیا۔ چونکہ وہاں سے گنبد خضرا صفا  
نظر آ رہا تھا سب کو دست بستہ کھڑا کیا اور سلام پڑھا یا سلام میں یہ الفاظ کہلوائے۔ الوداع یا  
رسول اللہ۔ الفراق یا رسول اللہ الامان یا حبیب اللہ۔ اس وقت آنکھوں سے جھڑی لگ گئی  
صوفی محمد جمیل صاحب بیہوش ہو کر گر گئے۔ بدن ٹھنڈا پڑ گیا انجکشن کئے گئے۔ منہ میں پانی ڈالا گیا  
مگر بیہوش نہ آیا قافلہ کے ہسپتال میں پہنچایا۔ وہاں جا کر ان کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا۔ پھر رونا  
شروع کر دیا اور چخنیں مار مار کر رونے لگے کہتے تھے کہ یا رسول اللہ اب مجھے پھر بلاؤ گے یا نہیں  
پھر گنبد کے سامنے کھڑے ہو کر صوفی صاحب نے فاتحہ پڑھی۔ اس واقعہ سے سب لوگوں میں دل  
پیدا ہو گیا اور عجیب حالت ہو گئی ان وجوہ سے روانگی میں دیر ہوئی۔ اس دیر سے حجاج نے بڑے  
فائدہ اٹھایا کہ کوئی مصلے پر۔ کوئی ایستادہ۔ روضہ پاک کی طرف منہ کر کے درود شریف میں  
مشغول ہو گئے اور حسرت بھری نگاہوں سے گنبد خضرا اور میناروں کو ٹکٹکی باندھ کر تنگنے لگے  
جناب ڈاکٹر اللہ دنا صاحب نے فی البدیہہ یہ رباعی کہی اور پڑھی

بہیں بہیں کہ نہاں از نگاہ می گردد      بہیں بہیں کہ کنوں دور راہ می گردد

الہی حسرت دیدن برون ز شد از دل      فراق و فرقتی کنوں ز شاہ می گردد

اے آنکھو! خوب دل بھر کر سبز گنبد کو دیکھ لو۔ اب عنقریب یہ نگاہ سے چھپا جا رہا ہے۔ دیکھ

دیکھ لو۔ اب اس میں بہت فاصلہ ہو جا رہا ہے اے مولا دیدار کی حسرت نہ نکلی تھی کہ شائے

فراق کا وقت آپہنچا ہم نے عرض کیا۔ شعر  
 دور سے دربار میں آئے ہیں ہم رکھو سایہ میں کہ بے سایہ ہیں ہم  
 یا رسول اللہ منزلیں سخت ہیں۔ راستہ خطرناک ہے اگر اس سفر میں ہماری موت ہے تو اپنے  
 سایہ میں یہیں رکھ لو۔ شعر  
 ذر کو تکتے ہو جاؤں ہلاک یاں کی خاک پاک سے مل جائے خاک  
 اور اگر ابھی وقت نہیں آیا ہے تو خیریت سے وطن پہنچیں۔ غرضیکہ مغرب کا وقت آپہنچا اور قافلہ نے  
 کوچ کر دیا۔ اولادینہ منورہ کے پولیس اسٹیشن پر پہنچے جو شہر میں ہے۔ وہاں سے اجازت حاصل  
 کر کے براستہ ریاض چل پڑے۔

## ۴ ستمبر ۱۹۵۲ء ۵ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ شنبہ

آج شب کو مدینہ منورہ سے ۴۵ میل طے کر کے ایک کنویں پر رات کے دس بجے کے قریب  
 پہنچے۔ یہاں پڑاؤ کیا۔ کمپنی والے کھانا مدینہ پاک سے لگا کر لائے تھے۔ جو یہاں اگر کھایا نماز عشا  
 جماعت سے پڑھی اور سورہ ہے اب واپسی میں دوسرا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ جدہ کا راستہ چھوڑ دیا  
 گیا ہے ریاض کی راہ جارہے ہیں مگر ریاض چھوڑ دیں گے۔ سیدھے آج صبح پہنچنے کا ارادہ ہے  
 صبح ہی نماز فجر پڑھی چائے پی اور روانہ ہو گئے ہیں۔ ہمارا راستہ آج مشرق و جنوب کے درمیان ہے  
 کچھ دور جا کر ہمارا قافلہ راستہ بھول کر دوسری راہ چل پڑا۔ دو میل چل کر ہمارے کویتی رہبر محمد حسین  
 کو پتہ چلا کہ ہم غلط جا رہے ہیں واپس ہوئے۔ سب کو سخت فکر ہو گئی۔ دعائیں ہونے لگیں۔ کہ  
 یا اللہ خیر کیجیو۔ کیونکہ اس ریگستان میں گم ہونا ہلاکت ہے۔ خیر خدا کے کرم سے راستہ صحیح مل گیا پانی  
 کی کچھ تنگی رہی مگر رب کے فضل سے کوئی خاص تکلیف نہ ہوئی۔ صبح بارہ بجے دوپہر تک اسی میل طے  
 کر کے منزل عرجا پر پہنچے۔ یہاں پانی کا کنواں ملا سب نے چھاگلیں بھریں۔ رب کا شکر کیا۔ پانی  
 میٹھا ملا۔ مقام عرجا میں عصر کی نماز ادا کی اور اعلان ہوا کہ پانی بھر لو کل دوپہر تک پانی کہیں نہیں  
 ملے گا۔ غرضیکہ پانی کی چھاگلیں بھریں اور روانہ ہو گئے رات میں ایک بیابان جنگل میں کھاتا  
 کھایا اور فرش خاک پر سو گئے۔

## ۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یک شنبہ

آج صبح ۲ بجے حجاج کو جگا دیا گیا۔ کہ چائے پیو اور مارچ کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قریباً بیس میل نکل کر غازی آباد کی گئی آج یہ حادثہ ہوا کہ ہمارے رہبر کی بس نمبر ۱۲ تو آگے نکل گئیں اور ہماری چار بسیں راستہ بھول گئیں۔ پانی ختم ہو گیا اور راستہ کا پتہ نہیں سخت حیرانی ہوئی مدینہ طیبہ میں خبر لگی تھی کہ لبنان سے تین سو حجاج کا قافلہ چلا۔ راستہ میں تین سو میں سے ڈیڑھ سو راستہ بھول کر ہلاک ہو گئے اور ڈیڑھ سو حج کے چار دن بعد مکہ معظمہ پہنچے۔ ہم سب کے منہ اتر گئے اور سخت فکر ہوئی۔ اونٹوں کا ایک ریورٹ ملا۔ چرواہوں سے پوچھا کہ ہماری پاکستانی بسیں کچھ لگے گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر نہیں پوچھا کہ عنیزہ منزل کا راستہ یہی ہے بولے ہاں اللہ کے نام پر بغیر رہبر چل پڑے۔ خطرناک صحرا خوفناک ریگ دل کا حال خدا کو ہی معلوم۔ مگر شکر ہے اس رب ذوالجلال کا تین بجے دوپہر کے وقت منزل عنیزہ پر پہنچے۔ جان میں جان آئی معلوم ہوا کہ دوبارہ زندگی ملی۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ احسانہ۔ یہاں کنواں موجود ہے جس کا پانی خوب میٹھا اور ٹھنڈا ہے پانی پیا۔ خدا کا شکر کیا غسل کیا مگر کھانسی گاڑی پانی کا ٹینک اور سات اور گاڑیاں ابھی شام تک لاپتہ ہیں حجاج بھوکے بیٹھے ہیں۔ عنیزہ منزل عرفا منزل سے دو سو میل جانب شمال مشرق ہے اس درمیان میں نہ منزل ہے نہ پانی۔

مغرب کے قریب گم شدہ بسیں اور پانی غذا کی بسیں۔ شیخ کرم الہی کی کار پہنچی۔ یہ بسیں صحرا میں گم تھیں۔ شیخ صاحب تلاش میں تھے۔ جان میں جان آئی۔ شام کے قریب دال روٹی ملی کھا کر نماز مغرب پڑھی آج ایک اور حاجی مسمیٰ عطاء محمد ساکن موضع باگڑیاں ضلع گجرات سفری ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ جس پر قریب عشاء میں نماز جنازہ پڑھائی۔ تمام حجاج نے نماز پڑھی اور نعش کو سپرد خاک کیا گیا۔ یہ ہمارے قافلہ میں تیسری موت ہوئی۔ خدا تعالیٰ مغفرت کرے۔ بقیہ حجاج کو بخیریت وطن پہنچا دے۔ آمین۔

بعد نماز عشاء حجاج مل کر شیخ کرم الہی صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ آج ہم لوگ تو مر گئے تھے نمبر ۱۲ کے ڈرائیور جن میں راہبر تھا وہ تیز رفتار سے چل کر جلد عنیزہ منزل پر پہنچ گئے اور ہم بے

یاد دہندگان جنگل میں پھنس گئے۔ اس کا انتظام کرو۔ شیخ صاحب نے وعدہ کیا کہ آج سے ان ڈرائیوروں کو پیچھے کر دیا جائے گا۔ ہم لوگ مطمئن ہو گئے۔

## ۶ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یومِ دو شنبہ

آج شب کو اعلان کیا گیا کہ حجاج پانی کا کافی انتظام کر لیں۔ آج ایک ہولناک ریگستان آئے گا جس کو عبور کرنا ہے رات کو ایک بجے بیدار کر دیا گیا۔ چائے پلا کر قافلہ روانہ ہو گیا۔ آج قافلہ کے تین حصے کر دیئے گئے۔ چھ گاڑیوں کا ایک حصہ اور ہر حصے کے اول میں رہبر موجود ہے۔ چنانچہ ہماری نمبر میں خود موٹی جمیل صاحب رونق افروز ہیں۔ فجر سے قریب دو گھنٹہ پہلے قافلہ عنیزہ منزل سے روانہ ہوا۔ قریباً ۱۵ میل فاصلہ طے کر کے نماز فجر ادا کی۔ وضو نہجد کا باقی تھا۔ بعد نماز پھر چل پڑے۔ پانچ میل طے کرنے کے بعد ریتے کے پہاڑ نمودار ہو گئے۔ ان پر سے عبور کرنا ہے۔ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ تمام بسیں لائن میں کھڑی کر دی گئیں۔ اور ایک ایک کر کے نڈارنے لگے جو پھنس جاتی اس کے نیچے پترے اور بانس کے بٹے رکھ کر دیکھے دیکر نکالتے ہیں۔ عجیب نظارہ ہے۔ قریباً پانچ گھنٹہ میں یہ مرحلہ اللہ تعالیٰ نے طے کرایا۔

ان ریتیلے پہاڑوں سے گذرنے پر ایک بہت پر فضا منزل آئی جس کا نام ربیعہ ہے۔ یہاں بے شمار باغات کھیت ٹھنڈے میٹھے پانی کے بہت کنویں ہیں۔ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ یہ جگہ عنیزہ سے ۲۹ میل جانب جنوب شمال ہے۔ یہاں آتے ہی کھجوریں، تربوز، خربوزے، لیکر بدواگے خریدے خوب کھائے دل خوش ہو گیا۔ تمام ٹھکان اتر گئی۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ یہاں کنویں میں پائپ لگے ہیں۔ پانچ پانچ کے دہانے سے پانی نکلتا ہے۔ جس سے باغات و کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ ہم لوگ ایک پائپ پر پہنچ گئے اور غسل کیا۔ بعض لوگوں نے کپڑے دھوئے۔ ربیعہ منزل کا دلکش نظارہ ہے۔ چہار طرف پہاڑ۔ بیچ ریت اور اس ریت کے درمیان میں نخلستان اور سبزہ قدرتی منظر عجیب و غریب ہے۔ یہاں عصر کے قریب تک قیام رہا۔ پھر روانگی ہوئی۔

## ۷ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یومِ سہ شنبہ

آج رات ربیعہ سے پچاس میل فاصلہ پر ایک میدان میں قیام کیا۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔

چاگلوں کا پانی پیا۔ تیمم سے نماز عشاء پڑھی۔ ریتہ پر سو گئے۔ صرف تین گھنٹہ آرام کیا۔ دو بجے اعلان ہو گیا کہ چائے پو اور چلو۔ یہ آواز گویا صور کی آواز تھی کہ سب جاگ گئے۔ بعض نے تہجد پڑھی۔ چائے پی اور چل پڑے۔ ساڑھے چھ بجے صبح تک چلتے رہے پھر ایک جگہ قیام کر کے نماز فجر ادا کی پھر چل پڑے۔ قریباً نو بجے ریتہ کا ایک ہیبت ناک صحرا سامنے آیا۔ بسوں کے پھوپھوں کی ہوا کم کی گئی۔ تاکہ ریت میں نہ پھنسیں۔ پھر یکے بعد دیگرے بسیں نکالیں رب کے فضل سے بہت آسانی سے سفر کٹ گیا۔

میں نے روزِ اظہر پر دعائمانگی تھی کہ حضور اگر اس سفر میں میری موت ہے تو مجھے یہاں ہی رکھ لو۔ شعر

گلشن میں میں نے دیکھا ہے پھولوں میں خار بھی رہتے ہیں

اے شاہِ عرب مجھ بد کا بھی طیبہ میں گزارا ہو جائے

اور اگر کچھ ایام زندگی باقی ہیں تو یہ سفر خیریت سے کٹے۔ پہلی سی تکالیف اب نہ ہوں اب برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے یہاں تک سفر بہت آسانی سے کٹا ہے آئندہ بھی رب تعالیٰ کی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی امید ہے۔ کہ حضور کے سایہ میں ہی جائیں گے۔ اس قافلہ میں سے ۱۴ آدمی مدینہ منورہ سے ہم لوگوں سے جدا ہو کر جہاز کے راستہ نکل گئے۔ تین حاجی فوت ہو گئے۔ قافلہ کا بھی اللہ مالک ہے۔

شعر۔ جو ہیں پر دار اڑتے پھرتے ہیں بے پردوں کا بھی ہے خدا حافظ

گیارہ بجے دوپہر کے قریب ہمارا قافلہ مرآت پہنچ گیا۔ یہ وہ منزل ہے جہاں سے ہم جلتے ہوئے بھی گزرے تھے۔ جہاں یسلی مجنوں کا وطن اور مجنوں کے رہنے کی پہاڑی ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ان کی قبریں بھی یہاں ہی ہیں۔ مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے ہم نے بہت تلاش کی مگر نہ ملیں نہ یہاں کے کسی باشندے کو خبر ہے۔ مرآت ربیعہ سے ۱۳۴ میل اور مدینہ منورہ سے ۴۹۷ میل جانب جنوب مشرق ہے مرآت راستوں کا جنکشن ہے ریاض۔ رماح۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ کی طرف کو راستے یہاں ہی سے پھٹتے ہیں۔ ہم مکہ معظمہ کے راستے سے یہاں سے گئے تھے اور مدینہ منورہ کے راستے سے آئے۔ یہاں برابر میں جبل قیس ہے جو مجنوں کا مقام ہے یہاں سے مغرب



کے قریب چلنے کا اعلان ہوا اور تمام قافلہ بالکل تیار ہو گیا۔ بسیں لائن میں کھڑی ہو گئیں کہ اچانک نمبر ۱ بس خراب ہو گئی اور دو گھنٹہ ٹھہرنا پڑ گیا۔ نماز مغرب اسی سرات میں ادا ہوئی۔ کھانا کھایا نماز عشاء پڑھی اور قافلہ بعد عشاء روانہ ہو گیا۔

## ۸ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ چہار شنبہ

آج شب کو قریباً گیارہ بجے ہمارا قافلہ سرات سے گیارہ میل چلا ہو گا کہ بسیں ریت میں پھنس گئیں۔ بہت کوشش کرنے پر بھی نہ نکل سکیں۔ آخر کار وہاں ہی قافلہ روک دیا گیا اور اس ریت میں سو گئے فجر کے وقت بیدار ہوئے۔ بعد نماز چائے پی اور پھنس چکی ہوئی بسیں نکالنے میں مشغول ہو گئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت آسانی سے لاریاں نکل گئیں۔ اس کے بعد چار بجے اور ریت آئی۔ مگر رب کا کرم شامل حال رہا اور بسیں نکلتی رہیں۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ جاتے ہوئے تو اس راستہ میں بہت مصیبت پڑ گئی تھی آتے ہوئے رب کا بڑا کرم ہے میں نے کہا کہ ہم کسی بے سایہ والے کے سایہ میں جا رہے ہیں یہ اس سایہ عاطفت کی طفیل ہے۔ بی بی حلیمہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے مکہ معظمہ آئیں تو بہت دشواری سے مگر گئیں نہایت آسانی سے کیونکہ رحمت للعالمین ساتھ تھے۔ اس بی بی کے صدقہ سے ہم پر بھی انہیں کا ہاتھ ہے غرضیکہ سفر آسانی سے کٹ گیا ایک جگہ بڈوں کے کچھ خیمے ملے جن سے پانی خرید کر نماز ظہر ادا کی۔ میں نے پوچھا کہ ایسی بے آب و دانہ جنگل میں ان لوگوں کا گزارہ کیسے ہوتا ہے جہاں پچاس پچاس میل تک کوئی بستی نہیں مگر ان کی بھڑ بھڑیاں بھی موٹی ہیں۔ خود بھی مزے میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ بھڑ بھڑیاں فروخت کر کے گزارہ کرتے ہیں۔ سوکھی ٹڈیاں بجا۔ سبالن کے نکاتے ہیں۔ بھجور ٹھوسوں کا آٹا بنا کر روٹی پکاتے ہیں جو کچھ ملے ظالیتمے ہیں غرضیکہ عجیب و غریب زندگی کے مالک ہیں۔

قبل مغرب ہمارا قافلہ منزل روماح جسے روماح بھی کہتے ہیں پہنچ گیا۔ آج تمام دن سفر میں کٹا۔ سوائے چائے کے اور کچھ کھانے پینے کا موقع نہ ملا۔ روٹی پک سکی۔

## ۹ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم پنجشنبہ

آج شب کو بعد نماز عشاء روٹی ڈال کپنی کی طرف سے حجاج کو دی گئی چونکہ ۲ گھنٹہ کے

بعد پھانا نصیب ہوا تھا۔ اس لئے بہت رغبت سے طایا گیا اور یہ دال بڑی نعمت معلوم ہوئی کوفتہ رانا ہی کوفتہ است آج چونکہ عاشورہ کا دن ہے۔ اس لئے رات کو ہی اعلان ہو گیا تھا کہ فجر کی نماز کے بعد ذکر شہادتِ امام حسین کی مجلس ہوگی۔ فجر کی نماز کے بعد سب لوگ جمع ہو گئے۔ میں نے آج کی تاریخ کے فضائل اور عاشورہ کے دن کرنے کے خاص اعمال اور مختصر سا ذکر شہادتیں کیا چونکہ یہ روماح عرب کا علاقہ ہے۔ کربلا معلیٰ بھی یہاں سے قریب ہے کچھ امام حسینؑ کا قبضہ بھی یہاں زیادہ ہے لوگ تڑپ گئے بہت پر لطف محفل رہی۔ بعد ذکر شہادتیں ختم قرآن شریف کیا گیا عرض کیا گیا کہ شربت پر سید الشہداء کی فاتحہ کرو۔ چنانچہ فوراً بہت کافی روپیہ چندہ ہو گئے۔ اور کھانڈ کی تلاش جاری ہو گئی۔ منزل روماح مدینہ منورہ سے ۵۶۳ میل جنوب جنوب واقع ہے۔ اور سات ۱۶۶ میل اسی جانب ہے جاتے وقت یہاں کا پانی پیشاب کی طرح تھا۔ جس میں اونٹ لید اور بکریوں کی مینگنیاں شامل تھیں اب آتے وقت دیکھا کہ کنویں کے ارد گرد گول من بنا دی گئی ہے جس سے پیشاب مینگنیاں لید پانی میں نہیں گرتی اور پانی بھی غالباً صاف کر دیا گیا ہے اس لئے پانی ٹھنڈا میٹھا اور صاف ہے۔ صرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور کوئی بستی نہیں ہے کچھ دکانیں معمولی سی ہیں۔ ان دکانوں سے بہت سی کھانڈ سواریاں اگا حاصل کی گئی۔ اور جگہ جگہ قریباً ہر بس میں اعلیٰ درجہ کا دودھ کا شربت بنا کر سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا فاتحہ کر کے سب کو پلایا گیا۔ تعجب ہے کہ یہاں کے بوڑوں نے شربت نہ پیا بہت کہا گیا مگر قبول نہ کیا گیا۔ صرف حجاج نے پیا۔ ہمارے جاتے وقت بیس روپیہ ڈرام پانی ملا تھا لیکن چونکہ اب حج ہو چکا ہے۔ ڈانٹوں کی آمد و رفت کم ہے آج چار روپیہ ڈرام پانی ملا۔ روماح وہ منزل ہے جہاں جاتے وقت لئی بیس فیل ہو گئی تھیں۔ جن میں سے بعض تو یہاں سے درست کر کے مکہ شریف پہنچ گئی تھیں۔ مگر پی کپ اور بس نمبر یہاں ہی رہ گئی تھیں آج تمام رات یہ دونوں گاڑیاں مکینہ کے مسٹریوں نے درست کر لیں اور شام تک بالکل ٹھیک کر لی گئیں۔ تعجب ہے کہ روماح میں تاحد نظر صرف ریت ہی ریت ہے۔

سبزہ یا گھاس وغیرہ کا نام و نشان نہیں۔ اس کے باوجود بھٹیڑ بکریاں اونٹ آدی سب بہت نندرست اور موٹے تازہ ہیں۔ نامعلوم ریت کھاتے ہیں یا کیا۔ ان چیزوں کو دیکھ کر

رب تعالیٰ کی شان ربوبیت نظر آتی ہے۔ آج بعد عصر روانگی ہے۔ تمام حجاج کے دلوں میں ہیبت طاری ہے کیونکہ اگلی منزل ہی بہت سخت منزل ہے جاتے وقت اسی منزل پر گاڑیاں پھنسی تھیں دعائیں جاری ہیں کہ دولا اس کٹھن منزل کو آسان فرما۔

## ۱۰ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم جمعہ

آج ہمارا قافلہ ریگستان میں پھنسا ہوا ہے چند قزم لاریاں چلتی ہیں پھر روک لی جاتی ہیں تمام رات میں صرف چودہ میل رولج سے آگے آئے ہیں گویا ریت کے سمندر میں ہم لوگ پھنسے ہیں۔ تمام رات جاگ کر گزاری۔ گاڑیوں کے نیچے بیاں پھٹے رکھ کر دھکے لگاتے ہیں اور چند قزم لاریوں کو آگے بڑھاتے ہیں آج رات سردی بہت پڑی موسم بدل چکا ہے قافلہ میں پانی کی کمی ہے۔ اعلان کر دیا گیا ہے کہ کوئی حاجی سولے پینے کے پانی استعمال نہ کرے اور بقدر ضرورت ہی پئے اگر ایک گھونٹ میں پیاس بجھ سکتی ہے تو ڈیڑھ گھونٹ نہ پئے۔ نماز فجر جماعت سے ادا کی بعد نماز کل کے بچے ہوئے چاول کھائے پانی پی کر خدا کا شکر ادا کیا اس کی عطا ہمارے خیال سے بالاتر ہے یہاں ریگ کے سمندر ہیں ایسی نعمتیں اس کی شان رزاقی ہے۔ چونکہ پی کپ کل مکمل طور پر درست نہیں ہوئی اور چلتی نہیں اس کی وجہ سے تمام قافلہ رکا رہا۔ یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ کمپنی والوں کو سخت فکر ہے کہ کس طرح پی کپ کو چلایا جائے اگر کسی بس سے باندھا جائے تو بس کو خود چلنا مشکل ہے اسے کیونکر کھینچیں۔ اچانک رحمت خداوندی کا ظہور ہوا کہ ہمارے رہبر یسین محسن کا چھکڑا کویت کو جاتا ہوا آنکلا۔ اسے روکا گیا اس میں پی کپ کو باندھ کر کویت بھیج دیا گیا یہ بڑی نیک فال ہوئی پھر قافلہ روانہ ہوا۔ ۱۷ میٹر طے کر کے قافلہ اس ریت کی پہاڑی پر پہنچا جو زیادہ خطرناک ہے دوپہر ہو چکی ہے۔ اس ریت کو دیکھ کر دل میں ہول پیدا ہوتا ہے ریت کا رنگ سرخ ہے اس میں جوار کے برابر کی سرخ و سفید بجری شامل ہے دوپہر میں یہاں تیز ہوا چلتی ہے۔ جس سے ریت اڑ کر جگہ جگہ پہاڑی بن جاتی ہے اگر کوئی آدی یا کوئی چیز یہاں پھنس جاوے تو اس ریگ میں دفن ہو جاتا ہے۔ یہ بجری گرم ہو کر چھرے کی طرح لگتی ہے۔ قبر الہی کا نمونہ ہے۔

اکثر بسیں کنارہ پر کھڑی ہو گئیں اور ٹھنڈے وقت کا انتظار کرنے لگیں کچھ اسی حالت میں

ریگستان میں داخل ہو گئیں۔ پانی ختم ہو گیا۔ پیاس کی شدت سے زبانیں باہر آ گئیں۔ موت سامنے نظر آنے لگی آج تک ایسی تکلیف نہیں دیکھی تھی۔ ہماری بس ٹھنڈے بڑھے چلی مگر ریت کا یہ حال ہے کہ چلنے نہیں دیتا۔ سواریاں پیدل ہو کر بس کو دھکیلتی تھیں۔ پانی خدا کے فضل سے ہماری چھاگلوں میں تھا پیدل چلنا پڑا۔ جوتا پس کر چلنا مشکل جو تانا تار کر چلے تو گرم ریت پاؤں کو بھونے دیتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری موت اس میدان میں لے آئی ہے۔ عرض عجیب کشمکش تھی۔ خدا خدا کر کے یہ علاقہ بعد مغرب طے ہوا۔ اور پختہ زمین پر آئے۔ آتے ہی مولانا محمد بشیر صاحب کو ٹلی لوہاراں والے طے فرمائے لگے مفتی صاحب ایک قطرہ پانی ہے تو دو۔ پیاس سے جان نکل رہی ہے اپنی بسوں کی چھاگلےں نچوڑی گئیں اور پاؤں گلاس نکلا۔ جو انہوں نے پیاس۔ خدا کا شکر کیا۔ شیخ کرم الہی صاحب اگلی منزل معقلہ پر پندرہ کار پہنچے اور وہاں سے بیس ڈرام پانی خرید کر ایک چھکڑے میں لدا کر قافلہ میں لائے۔ قافلہ میں سو بچ گیا کہ پانی آ گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اب حیات آ گیا۔

آج پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی کہ اس سے پہلے عید کا چاند دیکھ کر بھی ایسی خوشی نہ ہوئی تھی جو بسیں یہاں موجود تھیں انہیں فی بس ایک ڈرام پانی تقسیم کیا گیا۔ باقی جو بسیں جہاں پھنسی تھیں انہیں وہاں پہنچا یا چار ڈرام پانی باورچیوں کو دیا گیا کہ کھانا پکائیں۔ شیخ صاحب کی اس عقلمندی اور بہادری نے پونے چار سو حجاج کی جان بچالی۔ بعد عشاء حجاج تو سو گئے۔ مگر باورچی کھانا پکانے میں مشغول ہو گئے دن کو اڑھائی بجے اٹھا کر کھانا کھلایا گیا آج ۲ گھنٹے کے بعد کھانا دیا جاسکا۔ کیونکہ درمیان میں کھانا پکانے کا موقع ہی نہ ملا۔

## ۱۱ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۲ محرم الحرام ۱۳۷۳ء یومِ شنبہ

آج الحمد للہ وضو کر کے فجر پڑھی۔ بعد فجر چائے پی حجاج اس کٹھن راستہ سے اس قدر گھبرے ہوئے ہیں کہ ایک چھکڑا لے کر آیا پر کرنے لگے جو انہیں اگلی منزل معقلہ تک پہنچائے ان کو شش کرنے والے حضرات میں مولانا محمد بشیر صاحب بھی ہیں مگر چھکڑے والوں نے ایک ہزار روپیہ مانگا اس لئے یہ حضرات خاموش ہو گئے بہر حال قافلہ چلا۔ صرف دو ایک جگہ پھنسا اور بحیرت تمام معقلہ منزل پر پہنچ گیا۔ ساڑھے گیارہ بجے دوپہر یہاں پہنچے۔ یہ معقلہ وہ ہی جگہ ہے جہاں جاتے وقت حاجی فتح محمد جہلمی مرحوم

کا انتقال ہو گیا تھا اور اسی معقلہ میں اس مرحوم حاجی کو دفن کر دیا گیا تھا ہم لوگوں نے شکرانہ کے نفل مانے ہوئے تھے کہ خدا خیریت سے معقلہ پہنچائے تو ہم نفل پڑھیں گے۔ معقلہ پہنچ کر نفل شکر یہ پڑھے کہ رب نے یہاں خیریت سے پہنچایا اور ریتہ ختم ہوا۔ معقلہ روماح سے ۷۵ میل جا شمال ہے جو کہ ۴ گھنٹہ میں طے ہوا اور معقلہ مدینہ منورہ سے ۳۶ میل دور ہے یہاں پانی کا کنواں ہے۔ پائپ لگا ہوا ہے پانی بہت افراط سے ہے۔ الحمد للہ کہ صاب نے غسل کیا۔ بعض نے کپڑے دھوئے۔ کل پانی پینے کے لئے بھی پورا نہ تھا آج غسل کر رہے ہیں۔ یہاں چھوٹی سی آبادی ہے اونٹ بکریاں بھڑیس خوب موٹی نازی ہیں۔ ایک پرانی وضع کا قلعہ بنا ہوا ہے۔ سو اچار بجے قریب عصر کھانا ملا۔ چونکہ چائے پی تھی۔ تھوڑے بسکٹ کے ہمراہ۔ اس لئے کچھ خوب لگی ہے عصر کی نماز پڑھ کر تمام چھائلیں اور موٹر کی ٹینکی بھری۔ کیونکہ اب القریہ تک پانی نہیں ہے۔ اور مغرب سے کچھ پہلے قافلہ روانہ ہو گیا۔

## ۱۲ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم یکشنبہ

آج شب القریہ کے راستہ میں کچھ بسیں پیچھے رہ گئیں ان کے انتظار کے لئے قافلہ رکا۔ نماز عشاء پڑھی اعلان ہوا کہ آدھ گھنٹہ تک گمشدہ بسوں کا انتظار ہوگا اگر آگئیں تو فہماورہ پھر یہاں ہی قیام کرنا ہے لوگ یہ سن کر سونے لگے کہ اچانک دونوں گمشدہ بسیں پہنچ گئیں اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ ۷ میل طے کر کے آرام کے لئے راستہ میں رک گئے ریتہ پر بستر لگا دیئے۔ مگر سردی بہت تھی رات میں اکر گئے فجر سے پہلے ہی سردی نے اٹھا دیا۔ وغیر کے وقت نماز کا انتظار کیا وقت ہونے پر نماز پڑھی۔ کمپنی کی طرف چائے اور بسکٹ ملے۔ چونکہ تمام حجاج کو رات کا فاقہ تھا اس لئے یہ ہی بہت غنیمت معلوم ہوا۔ چائے پیتے ہی قافلہ صبح ۷ بجے روانہ ہو گیا۔ اور ۹ بجے صبح القریہ میں داخل ہو گیا۔

القریہ نجدی حکومت کی آخری سرحد ہے اس کے بعد کویت ہے القریہ معقلہ سے ۹۶ میل جانب مشرق و جنوب ہے۔ قریباً سو میل جب ہم جاتے ہوئے یہاں سے گذرے تھے تو یہاں صرف پانی کا پائپ تھا۔ لیکن آج اگر دیکھا تو ٹینکی بھی لگ گئی ہے اور غسل کی جگہ عمدہ سینٹ



سے بنا دیا گئی ہے۔ جس سے بڑا آرام ہو گیا معلوم ہوا کہ حکومت کام کر رہی ہے القریہ مدینہ منورہ سے ۸۳۲ میل ہے اچھا خاصا قصبہ ہے بازار چوک کنویں معمولی دکانیں ہیں قریباً بیس گھنٹے میں سبزہ بھی دیکھا جس میں مکئی اور ترکاریاں بکریوں کا چارہ اگا ہوا ہے لوگ بڑے مالدار ہیں۔ لڑکیاں ہاتھوں میں سونے کے موٹے موٹے کنگن پہنے ہوئے دیکھی گئیں چونکہ یہ جگہ کسم پوسٹ سعودی ہے اس لئے یہاں رونق اچھی ہے۔

کمپنی کی نیت اب یہ ہے کہ اپنا وعدہ خلاف کرتے ہوئے راستہ کی زیارات خصوصاً بغداد شریف کو چھوڑ کر چھوٹا راستہ خرم شہر سے ہونا ہوا اختیار کرے۔ کربلا معلیٰ نجف اشرف بغداد وغیرہ سب چھوڑ دیئے اس لئے اس نے کچھ حجاج کو اپنا ایجنٹ کر کے بقیہ حجاج کو بہکانا شروع کیا کہ واپس چلو بہت دن ہو چکے بعض حجاج نوکری پیشہ بھی ہیں جن کی چھٹی ختم ہو رہی ہے اگر بغداد وغیرہ گئے تو ان کی غیر حاضری ہوگی۔ کمپنی کے ڈاکٹر کہتے پھرتے ہیں کہ اگر حجاج بغداد شریف گئے تو سخت بیمار ہو جاویں گے۔ اکثر حجاج سے دستخط کرائے گئے ہیں کہ ہم زیارات کو چھوڑ کر جلد وطن پہنچنا چاہتے ہیں ادھر کمپنی اعلان کر رہی ہے کہ جو اکثریت چاہے گی ہم وہی راستہ اختیار کریں گے۔ مصرع

تیرا دل نہ ہو تو بہانہ ہزار ہیں ع خور بدرا بہاڑے بسیار

اگر خدا نہ کرے ایسا ہوا تو ہمارا اس طرف آنا اور مصائب پھیلنے کا مقصد قریباً فوت ہو جاوے گا۔ کمپنی نے مجھ کو خط لکھا تھا کہ جیسے حج کرانا ہمارا فرض ہے ایسے ہی زیارات کرانا بھی ہمارا فرض ہے۔ اور آتے وقت نجف اشرف میں خود مجھ سے شیخ کرم الہی صاحب سالار قافلہ نے مہم وعدہ کیا تھا کہ کوہ بغداد شریف وغیرہ کی زیارات آتے وقت کمپنی کرائے گی

۱۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۴ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یومِ دو شنبہ

کل شام غروب آفتاب سے پہلے ہم کو حدود القریہ سے باہر کر دیا گیا کیونکہ یہاں قانون ہے کہ اگر کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے حدود القریہ سے باہر نہ ہو جائے تو پھر صبح تک باہر نہیں آسکتا۔ یہاں اگر نماز مغرب باجماعت پڑھی کھانا کھایا۔ پھر نماز عشاء پڑھی اور چل دیئے

قریباً ۶ میل جا کر راستہ میں قیام کیا اور سو گئے۔ پہلے شب کو ہمیں اٹھا دیا گیا اور روانہ ہوئے مگر قریباً ۱۰ میل پورے ہونے پر قافلہ رک گیا۔ کیونکہ وہ بسیں خراب ہو گئی ہیں ان کا انتظار کیا مگر یہاں ہی ادا ہوئی اور چاہاں ہی دی گئی جب بہت دیر تک گاڑیاں نہیں آئیں اور ٹھیکت ہوئیں۔ تو ہم باقی حجاج کو روانہ کر دیا گیا۔ راستہ میں کچھ ریتہ بھی آیا۔ مگر کہیں بس ٹھنسی نہیں۔ دوپہر کو ایک بجے ہمارا قافلہ کویت پہنچ گیا۔ کویت القریہ سے ۴۶ میل ہے اس راستہ سے جس سے ہم آرہے ہیں اور کویت مدینہ منورہ سے ۸۷۸ میل ہے۔ اس راستہ سے جو براہ غنیزہ ہے آج جب کویت پہنچنا ہوا تو حجاج بہت بھوکے تھے اور قافلہ ایسے چٹیل میدان میں ڈالا گیا۔ جہاں سایہ کا دور دور تک نام نہ تھا۔ بھوک اور دہوپ سے گھبرا کر ایک قریب کے ہوٹل میں پناہ لی۔ روٹی کھائی۔ دوپہر کی تیزی گزاری پھر مکانات کی دیواروں کے سایہ میں لیٹے رہے۔ خدا خدا کر کے وقت عصر قریب آیا۔

## ۱۲ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یومِ شنبہ

آج شب کو جب ہم بازار کویت سے واپس ہوئے تو محترم دوست فضل حسین صاحب فاروقی صاحب اور دوسرے احباب جو لاہور کھاریاں وغیرہ کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے کیمپ میں تشریف فرما ہوئے کا دل لائے تھے۔ مجھے بلانے آئے تھے۔ اپنے ہمراہ احمدی لے گئے۔ جہاں کویت آئل کمپنی ہے وہاں خوب غسل کیا۔ پر تکلف دعوت کی۔ خوب آرام سے سوئے ڈھائی ماہ کے بعد آج گھر میں چارپائی پر سوئے۔

احمدی میں کویت آئل کمپنی ہے۔ یہ جگہ کویت سے ۲۷ میل دور ہے۔ پورا شہر آباد ہے کویت میں پانی مہنگا ہے۔ پٹرول سستا ہے۔ پٹرول آٹھ آنے چھ آنے گیلن ہے۔ پانی ایک ٹینک تین روپیہ میں کمپنی نے خریدا۔ مگر احمدی میں میٹھا پانی بہت افراط سے مفت دیا جاتا ہے ملازمین کو بجلی۔ عمدہ کوارٹر وغیرہ مفت مہیا کئے جاتے ہیں۔ مسجد کا اعلیٰ انتظام ہے وہاں ہی غسل اور فجر کی نماز پڑھی۔ احمدی کے قریب جگہ جگہ روشن ہے۔ جن کنوؤں سے تیل نکلتا ہے۔ وہاں قدرتی طور پر گیس نکلتا ہے۔ جس میں آگ لگا دی جاتی ہے۔ یہ آگ رات دن جلتی رہتی ہے۔ اور بارش سے بھی نہیں بجھتی۔

جمعرات کے نصف دن اور جمعہ کو سارا دن ہر جگہ اور کمپنی میں بھی چھٹی رہتی ہے اور چھٹی کے دن ایک ایک گھنٹہ کے بعد اور روزانہ دن میں دو بار کمپنی کی طرف سے بس کویت آتی اور جاتی ہے جس میں ملازمین کمپنی کو کویت لایا لے جایا ہے بہت لمبی گاڑی ہوتی ہے جسے ٹریلر یا ڈمپر کہتے ہیں اسی ڈمپر میں ہم کویت واپس آئے۔ یہ کمپنی امریکن اور انگریزوں کی مشترکہ ہے ملازمین کو بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہیں معمولی ملازم بھی ماہوار پانچ سو روپیہ پاتا ہے مگر اشیاء خوردنی بہت گراں ہیں پانچ روپیہ اگا بینگن دس روپیہ سیر گوشت ہے دودھ کسی بھاؤ نہیں ملتا دودھ کے ڈبہ پر گزارہ ہے کویت میں موٹر میں بہت ہیں کیونکہ آئل کمپنی ہر دو سال کے بعد نئی کاریں منگاتی ہے اور کھلی کاروں کو پرانی کر کے نیلام کر دیتی ہے یہ لوگ خرید لیتے ہیں نیز پٹرول ارزاں ہے۔

کویت میں چوری۔ زنا۔ شرابخوری۔ سینما۔ بے پردگی وغیرہ کوئی بے حیائی نہیں ہے۔ کویت میں لوگ رات کو گھروں کے دروازے بند نہیں کرتے لاکھوں کی دکانیں میں ۴ آنے کا قفل پڑتا ہے شب کو قفل بند کرنے کے بعد خود مالک بھی دکان کھول نہیں سکتا جب تک کہ پولیس کا آدمی ساتھ نہ ہو۔

کویت میں جرائم کی سزائیں بہت سخت ہیں بعض سزائیں بطور نمونہ یہ ہیں۔  
نمبر ۱۔ ایک عورت نے اپنے خاوند کو زہر دلا یا اس کو بوری میں بند کر کے پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی۔

نمبر ۲۔ ایک شخص نے اغلام کیا اس کو چھ گولیوں سے مار کر تین دن نعش بازار میں ٹانگی گئی۔

نمبر ۳۔ ایک زنا کیا تو اسے زندہ کو ایک چھکڑے کے پیچھے باندھ کر تمام شہر میں چھکڑا موٹر تیز دوڑانی گئی جس سے اس کے گوشت کا قیمہ ہو گیا اور ہڈیاں بکھر گئیں۔

نمبر ۴۔ جو کوئی شراب پہلی بار پیئے اسے کویت سے نکال دیا جاتا ہے اور جو

بار بار پیٹے اسے سارے ملک سے بدر کر دیا جاتا ہے گویا کالا پانی ہے۔  
 نمبر ۵۔ جو پہلی بار چوری کرے اسے الٹا ڈال کر دس آدمی پندرہ منٹ تک  
 بید مارتے ہیں۔ جو بار بار چوری کرے اسے گولی مار دیتے ہیں۔  
 نمبر ۶۔ جو عورت بے پردہ نکلے اس کی سنرا بید ہے بشرطیکہ مسلمان ہو۔ اور  
 کویت کی ہو۔

نمبر ۷۔ کویت میں مقدمات میں دیر نہیں لگتی۔ ایک دن یا دو دن میں فیصلہ اٹل  
 ہو جاتا ہے جس کی اپیل نہیں ہوتی۔ محکمہ وکالت بیرسٹری بالکل نہیں۔ قتل کے مقدمے  
 چند دنوں میں فیصلہ ہو جاتے ہیں

نمبر ۸۔ کویت میں جیل خانے وغیرہ کی سنرا بالکل نہیں۔ صرف حوالات ہے جس  
 میں ملزم کو تا تحقیق مقدمہ بند رکھا جاتا ہے۔

نمبر ۹۔ کویت کے باشندے جھگڑے فساد سے بہت بچتے ہیں اور مقدمے سے  
 بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ کویت میں امن و امان کا دور دورہ ہے کوئی غریب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر  
 شخص کا رو باری ہے۔ مزدوریاں بہت زیادہ ہیں۔ قمیص کی سلائی یا پنج روپیہ یا آٹھ  
 کی چار روپیہ۔ حجامت دو روپیہ میں۔ گرم کوٹ کی سلائی ۸۰ روپیہ ہے۔ یہ سب  
 باتیں ہم کو محترم دوست عبدالمجید صاحب ٹیلر ماسٹر گجراتی سے معلوم ہوئیں جو یہاں  
 کئی سال سے مقیم ہیں۔

۱۵ ستمبر ۱۹۵۲ء ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ یوم چہار شنبہ

آج صبح قافلہ میں پانی بالکل نہ تھا۔ کیونکہ واٹر ٹینک کا پانی رات کو ختم ہو چکا تھا  
 اور صبح آٹھ بجے سے پہلے میٹھا پانی کویت میں نہیں ملتا اس لئے نماز فجر میں بہت  
 دشواری ہوئی۔ چائے نہ پکی۔ گیارہ بجے ہماری بس نمبر ۱ کے حاجیوں نے امام حسین رضی  
 کے نام کی سبیل لگائی۔ جس میں برف کا شربت حجاج کو پلایا لوگ بہت خوش ہوئے

آج ہمارے قافلہ میں ایک پستہ قد بونا حاجی ہے محمد اقبال شیخ کویت کے پاس کسی صورت سے پہنچ گیا۔ شیخ نے اسے ایک عمدہ کبل اور پچاس روپیہ دیئے شیخ کے ایک مصاحب نے اسے سو روپیہ دیئے اس حساب سے بونہ اقبال کو ڈیڑھ سو روپیہ نقد اور ایک اعلیٰ کبل رب نے عطا فرمایا۔ شیخ کویت بہت سخی آدمی ہے کویت کی مسجد میں نماز ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں مسجدیں نہایت شاندار ہیں اس سے پہلے کچھ نہیں شیخ نے تمام سچتہ کرادیں اور کر رہے ہیں۔ ہر مسجد میں بسین چکیں برقی پنکھے اور میس چالیس بلب ہیں۔ عمدہ مصلے نکھے ہوئے ہیں۔ ہر مسجد فوراً نماز کے بعد بند کر دی جاتی ہے۔ کوئی مسجد میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تمام لوگ حنبلی مذہب کے ہیں۔ مسواک کان پر لگی ہوتی ہے۔ جب نیت باندھتے ہیں اس وقت مسواک دانتوں پر پھیر لیتے ہیں۔ پھر نیت باندھتے ہیں۔ فرش مسجد پر جوتا پہنے پھرتے ہیں۔ صرف مصلوں پر جوتا اتار کر بیٹھتے ہیں۔ پاکستانی حجاج نے اس قدر سامان خریدا ہے کہ بازار میں بعض چیزیں بالکل ختم ہو گئی ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ درجہ کی کھلم تلاش کے لئے نہیں ملتی۔ ہمارے پاکستانی سوکے نوٹ کا بھاڑ بہت گر گیا ہے ۶۵ روپیہ ہندوستانی مل رہا ہے اور اشیاء کا نرخ بہت چڑھ گیا ہے۔ کپڑے پر فی تھان روپیہ دو روپیہ بلکہ بعض پر پانچ سات روپیہ تک بڑھ گئے ہیں۔

## ۱۶ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یومِ پختہ

آج شب کو صوفی محمد جمیل صاحب نے ہماری دعوت ہوٹل میں کی اس ملک کے عجیب کھانے کھلائے۔ شیخ کے کباب بغیر نمک مرچ مگر نہایت لذیذ۔ جن پر نمک چھڑک کر کھائے۔ کلمی گودے دنبے کے گھی میں تیلے ہوئے۔ وہ بھی بغیر مصالحو اور بے نمک مرچ نمک مل کر کھائے۔ مگر بہت مزیدار۔ دہی کے گلاس نکمیں۔ ٹماٹر پھیرے کی چٹنی اور ایک بالکل نیا کھانا جسے یہاں کہہ کتے ہیں وہ نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ چند دالوں کو ملا کر پھر لیتے ہیں پھر بڑے سموسہ کی طرح بنا کر اس میں قیمہ بھر دیتے ہیں۔ پھر گھی میں تیل لیا جاتا



ہے اور دہلی میں ملا کر کھایا جاتا ہے بہت ہی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ گھی میں تلے ہوئے بالکل خشک آلو جو انگریزی کھانوں میں شمار ہوتا ہے آخر میں سنگتروں کا رس پیا جو ولایت سے ڈبلوں میں پیک ہو کر آتا ہے اعلیٰ درجہ کی ہوٹل کی عمارت جو برقی قمقموں سے جگمگاتی تھی برقی پنکھے چل رہے ہیں ٹیبل پر پورے شیشے لگے ہوئے ہیں۔ جس میں ایک پروفیسر کا عربی اشتہار چسپاں تھا اس پر کھانا کھایا گیا دو آدمیوں کا بل ۷ روپیہ یعنی قریباً اکیس روپیہ چار آنہ پاکستانی ہوا۔ پتہ لگا کہ صوفی جمیل صاحب شوقین مزاج اور مخیر ہیں جو حجاج اس راستہ سے جا دیں یہاں کے کھانے ضرور کھائیں۔

آج ہمارے قافلہ کی روانگی ہے۔ قافلہ بصرہ جا رہا ہے۔ ہمارے کئی قافلہ والے قافلہ کو چھوڑ کر بحری جہاز سے کراچی جا رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد بشیر صاحب کو طلوی بھی آج ہم سے مل کر روانہ ہو گئے۔ کہتے تھے کہ ان لاریوں سے دل گھبرا گیا اور رماح کا ریتہ جب یاد آتا ہے تو اختلاج قلب کا سادورہ پڑ جاتا ہے۔

جہاز کے لئے ٹکٹ کی بہت سے حجاج نے کوشش کی۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ ہر جمعرات کو جہاز کویت سے کراچی روانہ ہوتا ہے۔ اور اول سے ہی تمام سیٹیں ریزرو ہو جاتی ہیں مولانا بشیر صاحب وغیرہم بھی آٹھ دن کویت میں ٹھہریں گے ان کے ہم وطن بہت سے یہاں موجود ہیں جنہوں نے اپنے خاص اثر سے ٹکٹ حاصل کیا جو اس میں کامیاب نہ ہو سکے وہ بادل ناخواستہ بسوں میں جا رہے ہیں کویت سے کراچی کا بہری جہاز کا کرایہ ایک سو تین روپیہ ہے اور کویت سے چل کر ساتویں دن کراچی پہنچتا ہے یعنی جمعرات کو چل کر بدھ کو پہنچ جاتا ہے ہمارا قافلہ پونے دس بجے کویت سے روانہ ہوا اور پانچ بجے دوپہر کو مطلع پہنچ گیا جو کہ مملکت کویت کی آخری سرحد ہے ایک گھنٹہ یہاں قیام کیا اجازت حاصل کر کے ۱۲ بجے دوپہر کو صفوان روانہ ہو گیا۔ اور پانچ بجے دوپہر کو صفوان پہنچ گیا۔ صفوان مطلع سے پچاس میل جانب مغرب ہے حکومت عراق کی پہلی سرحد ہے۔ یہاں لکڑی کسی بھاڑ نہیں ملتی۔ اونٹ کی خشک مینگیوں کی چھوٹی ٹسی پیٹی پونے چار روپیہ کی ہے۔ روٹیاں دکان سے لگوانی گئیں۔ اور دال انہی مینگیوں سے پکانے

کا انتظام کیا گیا مگر بندوبست نہ ہو سکا۔

صفوان پوسٹ کے اراکین کو کچھ شبہ ہو گیا اور انہوں نے حجاج سے کہا کہ نمبر اور نمبر  
بسوں کی ہم تلاشی لیں گے ان کا سامان زیادہ ہے چنانچہ تلاشی لی گئی مگر کوئی چیز قابل  
اعتراض برآمد نہ ہوئی اس وجہ سے صفوان کسٹم پر بہت دیر لگ گئی۔

آج پر لطف واقعہ یہ ہوا کہ روزنامہ کوہستان راولپنڈی کا مشہور اخبار ہے اس  
کے کچھ کالم کاٹ کر پاکستان سے یہاں پہنچے جس میں اس قافلہ کی تکالیف اور ان کی فادہ  
مستی بے کسی کی بہت تفصیل چھپی ہے جس کی سرخی ہے تین سو پاکستانی حجاج کی فریاد۔  
اس کالم کی ہمارے قافلہ میں زیارات شروع ہوئیں۔ دو سراسر چھ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع  
سیالکوٹ کا بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء کا پہنچا۔ اس میں قافلہ ہذا کے طہران تک کے سفر  
کے حالات حجاج کی تکالیف۔ بسوں کے جھٹکوں سے حجاج کا چوٹ کھانا۔ حجاج کی فادہ مستی  
اس انگریز اور اس کی میم کی ہمراہی۔ جو جاتے وقت ہمارے قافلہ کے ہمراہ ہو گیا تھا۔  
اس کے ہمراہ بعض بزرگانِ کمپنی کا فوٹو کھچو انا اور ہر وقت میم کے چھے پیچھے پھرنا اس میم  
کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ لیٹنا جاگنا۔ وہ سب تفصیل سے درج ہے اس پرچہ کی قافلہ میں اشنا  
ہوئی۔ یہ دو پرچے بعض کے لئے سوہانِ روح بن گئے ہیں۔ آج حجاج کے گھروں سے خطوط  
آئے جن میں بعض میں درج ہے کہ یہاں اخباروں سے معلوم ہوا کہ تم لوگ سخت مصیبت  
میں گرفتار ہو۔ برائے خدا اس قافلہ کو چھوڑو اور بحری یا ہوائی جہاز سے واپس آؤ پیسہ کا خیال  
کوہ جس سے معلوم ہوا کہ ہماری مصائب و آلام پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۷ ستمبر ۱۹۵۹ء ۱۸ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ جمعہ

آج رات چونکہ صفوان منزل کی کسٹم چوکی پر دیر لگی۔ لہذا حجاج صفوان ہی میں زمین  
پر سو گئے رات کو بارہ بجے کے قریب کمپنی نے چائے پلائی۔ صبح نماز فجر سے پہلے ہی سب  
کو جگا دیا گیا۔ بصرہ اس راستہ سے صفوان سے ۳۶ میل فاصلہ پر ہے بصرہ پہنچ کر اس  
میدان میں ڈیرہ ڈال دیا جس میں پہلے ٹھہرے تھے۔ یعنی پاکستانی کونسلٹیٹ کوٹھی کے

پاس اس کے سلمے شط العرب ہے۔ یعنی فرات اور دجلہ کا مجموعہ۔ اس پاس تمام ہوٹل ہیں جن میں چہل پہل ہے۔

بصرہ بہت پرانا شہر ہے ایک زمانہ میں اولیاء اللہ و علماء دین کا مرکز رہ چکا ہے خواجہ حسن بصری۔ محمد بن سیرین جیسے بزرگ اس جگہ جلوہ افروز ہے اسی بصرہ کے علاقہ میں جنگِ حمل واقع ہوئی جس میں حضرت طلحہ و زبیر جیسے بزرگ شہید ہوئے۔ اور اب تک وہ یہاں ہی سو رہے ہیں۔ جن کا فیض اب تک جاری ہے مگر اب یہ بصرہ انگریزوں کا گہوارہ ہے۔ بے پردگی، شراب، جوار زنا بکثرت ہے۔ بصرہ مدینہ منورہ سے ہمارے اس راستہ سے ایک ہزار چورانوے میل جانب مشرق ہے۔

آج ہماری کمپنی نے فیصلہ کیا کہ ہم چھوٹے راستہ سے براستہ خرم جائیں گے۔ بغداد شریف چھوڑ دیں گے اس فیصلہ سے حجاج میں بہت مایوسی پھیل گئی۔ ہم لوگوں نے کوشش کی کہ اگر قافلہ چار دن بھی بصرہ میں ٹھہرے تو ہم لوگ اپنے خرچ پر بغداد شریف ریل سے جائیں اور شہر کی زیارتیں کر آئیں مگر شیخ کرم الہی صاحب نے جواب دیا کہ آپ پاس پورٹ اپنا ہم سے لے جائیں اور ہم کو لکھ دیں کہ اگر ہماری واپسی تک قافلہ چلا جاوے تو کمپنی ذمہ دار نہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے اس قافلہ کا قیام بصرہ میں کتنا ہے تو جواب دیا دو دن غرض کہ یہ تدبیر بھی کام نہ آئی۔ قافلہ سے ۴ حجاج اپنا پاسپورٹ لے کر قافلہ سے نکل گئے اور آج کی ریل سے بغداد شریف چلے گئے یہ حضرات بغداد شریف سے کربلا معلیٰ نجف اشرف جائیں گے۔

ہم نے کوشش کی کہ ہم اس قافلہ سے جدا ہو کر بغداد شریف کی زیارات کے لئے چلے جاویں اور پھر بصرے سے کراچی جاویں۔ جناب صوفی محمد جمیل صاحب بصرہ کی بندگاہ مارگیل شریف لے گئے۔ جو یہاں سے پانچ میل ہے وہاں معلوم ہوا کہ ہزار ہا کربلا کے اشراف جہاز کے انتظار میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو خرم گزار نے سندھ وغیرہ سے کربلا معلیٰ آئے ہوئے تھے۔ جہاز صرف بدھ کو کراچی جاتا ہے کئی کئی مہینہ مسافروں کو ٹکٹ کا انتظار کرنا پڑتا ہے غرض کہ تمام اسباب منقطع ہیں۔ بصرہ میں یہودی بہت کثرت سے ہیں۔ اور

نہایت ہی خوبصورت ہیں۔ سخت بے پردہ اور بے حیا ہیں۔ اکثر ہوٹلوں میں رات کو ان کا ننگنا چ ہوتا ہے آج جمعہ کی نماز میں نے اپنے قافلہ میں خود پڑھائی۔

## ۱۸ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب نماز مغرب ہم نے پُل کے برابر والی مسجد میں ادا کی۔ یہ مسجد بصرہ کی جامع مسجد ہے۔ معمولی سی مسجد ہے اس کے سوا بصرہ میں ایک اور مسجد دیکھی اور کوئی مسجد نظر نہ آئی۔ نماز میں شہر کے نمازی بہت ہی کم تھے اکثر حجاج ہی جماعت میں تھے یہاں کے لوگ اکثر حنبلی ہیں۔ امام صاحب حنفی معلوم ہوتے تھے۔ اذان لاؤڈ اسپیکر پر ہوتی ہے۔ فجر کی اذان ہم نے کیمپ میں سنی موذن نے نہایت اچھی اذان دی۔ اذان کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر یہ کلمات بہت خوش الہامی سے ادا کئے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا آل رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیکم یا اصحاب رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیکم یا ازواج رسول اللہ۔ یہ کلمات ایسی خوبی سے ادا کئے کہ ایمان تازہ ہو گیا۔ پھر نماز یا جماعت ادا کی۔ بعض وہ حجاج جو پہلے زیارات کو نہیں گئے تھے آج حضرت حسن بصری۔ محمد بن سیرین۔ طلحہ۔ زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارات پر حاضر ہوئے۔ صوفی محمد جمیل صاحب بھی آج ہی ان مقدس مقامات پر گئے۔ خواجہ حسن بصری کے مزار پر جا کر کچھ بیٹھے بیٹھے سو گئے خواب میں ایک بزرگ کی زیارت کی جنہوں نے بتایا کہ بیدار ہو اور اپنا کام کرو۔ یہ بیدار ہوئے اور کیمپ میں واپس آئے۔

## ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج کے متعلق یہ خبر تھی کہ قافلہ بصرہ سے روانہ ہو جائے گا۔ اور معلوم ہوا تھا کہ فجر کے وقت روانگی ہو جاوے گی مگر ابھی تک بعض بسیں درست نہ ہو سکیں۔ نیز حکومت ایراک کا ویزہ اب تک نہ مل سکا۔ اس لئے ابھی دوپہر تک قافلہ بصرہ ہی میں ہے ہمارے قافلہ کی حفاظت کے لئے عراقی پولیس کا زبردست پہرہ ہے کسی شہری آدمی کو ہمارے کیمپ میں

بغیر اجازت آنے کی اجازت نہیں۔ بصرہ میں عام طور پر وہی بکتا ہے اور بہت عمدہ ہوتا ہے مدینہ منورہ کی طرح پیالوں میں چاہوتا ہے۔ ہمارے کیمپ میں بھی عراقی گھوسنیں (گوجر عورتیں) سینیوں میں وہی کے پیالے فروخت کرنے آتی ہیں۔ چھوٹا پیالہ بیس فلس کا اور بڑا پیالہ بیس چالیس فلس کا ملتا ہے آج چار آدمی لاہور کے رہنے والے ہمارے کیمپ میں ہم سے ملنے آئے۔ جو عراق میں زیارات کے لئے آئے تھے۔ بچے ان کے ہمراہ ہیں۔ کراچی بذریعہ بحری جہاز کے جانا چاہتے ہیں۔ مگر بصرہ میں حجاج اور کربلا کے زائرین کا اتنا ہجوم ہے کہ ایک ماہ تک ان کی باری نہیں آسکتی۔ اس لئے اب وہ بذریعہ موٹر ایران جانا چاہتے ہیں اور ایران سے براستہ میرجلوگوٹھ جائیں گے۔ ان حضرات سے معلوم ہوا کہ بغداد شریف سے ۶ بجے بصرہ کو میل چلتا ہے۔ جو بارہ بجے دوپہر بصرہ پہنچتا ہے۔ جس کا تھرد کلاس کا کرایہ چودہ درہم دس فلس ہے۔ یعنی پاکستانی قریباً بارہ روپیہ۔ اور بغداد سے کربلا معالی کو بھی گاڑی جاتی ہے۔ جس کا کرایہ چار درہم ہے۔

خیال رہے کہ ایک درہم پچاس پیسہ کا ہوتا ہے۔ پیسہ کو یہاں فلس کہتے ہیں اسی طرح بصرہ سے ۶ بجے شام کو بغداد کی طرف میل چلتا ہے۔ جو ۱۱ بجے دوپہر بغداد پہنچ جاتا ہے غرض کہ بصرہ سے بغداد شریف جانا بہت آسان ہے آج بصرہ کی کھجوریں کھاٹیں۔ گدر کھجوریں بہت ہی لذیذ ہوتی ہیں۔ جو ایک درہم کا کیلہ مل جاتا ہے۔ کیلہ قریباً ایک سیر ہوتا ہے بعض کارخانوں میں کھجوروں کی گٹھلی نکال کر بجائے گٹھلی کے اس میں بادام بھر دیتے ہیں۔ اور باریک کاغذ میں پیک کر کے فروخت کرتے ہیں۔ وہ بھی بمبئی ہوٹل میں خرید کر کھاٹیں تکلف تو بہت ہوتا ہے مگر لذت میں بھی زیادہ اچھی نہیں ہوتیں زیادہ لذیذ وہ قدتی کھجوریں ہیں جو باغ سے ٹوٹ کر آتی ہیں بصرہ کی کھجور امریکہ اور انگلستان بہت کثرت سے جاتی ہے نیز یہاں کھجور کے علاوہ جو اور ملتھی سے انگریزی ادویات بنتی ہیں۔ مسالٹا سنگتزد اور دیگر فروٹ بھی بہت پیدا ہوتے ہیں۔

آج ہمارا قافلہ بصرہ سے روانہ نہ ہو سکا۔ کیونکہ ایران کے ویزے مکمل نہ ہو سکے دن بھر میں صرف سو ویزے بن سکے۔ ۱۴۷ ویزے باقی ہیں جن کے متعلق پاسپورٹ



آفسیر نے وعدہ کیا ہے کہ ہم کل اپنا دفتر بند کر کے کل مکمل تمہارا ہی کام کریں گے۔

## ۲۰ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ دو شنبہ

آج صبح ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ اور ۲۲ سال سے بصرہ میں مقیم ہیں۔ ٹیلر ماسٹر ہیں اچھا کاروبار ہے۔ بہت خلیق ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے ان کا پتہ یہ ہے۔ غلام حسین پاکستانی خیاط سعودیہ رودعشار بصرہ۔ ان سے بصرہ کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئیں

بعض حجاج نے حجاز و کویت سے کپڑا خریدا اور کسٹم سے بچنے کے لئے کسی نے سلوایا کسی نے رضائی کے طور پر اس میں روئی بھروالی۔ کسی نے بوسکی کی پگڑی باندھ لی ہمارے پاس یہ مسئلہ آیا کہ یہ کام جائز ہے یا حرام۔ کیونکہ اس میں حکومت کو دھوکا دینا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ جھوٹ بول کر کسٹم سے بچنا حرام ہے۔ حکومت کو دھوکا دینا حرام ہے اسی طرح قانون شکنی جرم ہے۔ لیکن سخت قانون سے بچ کر نرم قانون اختیار کرنا جائز ہے دیکھو حضرت علیہ السلام نے ایک ظالم بادشاہ کے ظلمی قانون سے بچنے کے لئے کشتی کا تختہ نکال کر اسے عیب دار کر دیا۔ تاکہ بادشاہ اس کشتی کو اپنے قانون کے مطابق غصب نہ کر سکے۔ اس میں دھوکہ نہیں بلکہ قانونی رو سے حلال طریقہ سے بچنا ہے۔ آج بصرہ سے روانگی کی امید ہے آج ۳ بجے دوپہر ہمارے کیمپ میں ایک حادثہ ہوا۔ وہ یہ کہ بس نمبر ۱۳ کے پاس پٹرول پڑا ہوا تھا۔ کسی نے سگریٹ سلگا کر تیلی ادھر پھینک دی۔ پٹرول میں آگ لگ گئی اور بس نمبر ۱۳ کے انجن میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ گمان ہوا کہ انجن میں آگ لگ گئی لوگ دوڑ پڑے۔ رب نے خیر کر دی کوئی خاص نقصان نہیں ہوا

آج ۴ بجے شام بصرہ سے قافلہ خرم شہر کی طرف روانہ ہو گیا سب لوگ وطن جانے کی خوشی میں ہیں۔ میں بغداد شریف سے محرومی کی وجہ سے سخت غمگین ہوں۔ میرے رنج و غم کو دیکھ کر جناب صوفی محمد جمیل صاحب نے مجھ سے حتی وعدہ کیا کہ میں عنقریب آپکو بغداد کر بلا۔ نجف اشرف کی مفت زیارتیں کراؤں گا۔ اسی ہی بس میں لاؤنگار میں نے عرض

کیا کہ نجف میں شیخ کرم الہی صاحب نے بھی مجھ سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ تمہیں کوئٹہ بغداد واپسی میں ٹھہرائیں گے۔ مگر وعدہ پورا نہ کیا صوفی صاحب نے فرمایا کہ وہ امیر کا وعدہ تھا یہ فقیر کا وعدہ ہے۔ رب تعالیٰ ضامن ہے۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ رب تعالیٰ درست کرے۔

بصرہ سے چار میل چلے تو بصرہ کاریلوے اسٹیشن بندرگاہ۔ ہوائی اڈہ کسٹم چوکی آئی یہ چاروں مقام ایک ہی جگہ ہیں۔ بندرگاہ پر ہزار ہا حجاج و زائرین کا بڑا ہجوم دیکھا۔ جو جہاز ملنے کے انتظار میں پڑے ہیں۔ جن کی باری قریباً ایک ماہ میں آوے گی۔ جہاں تک لگاؤ کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی تھے۔ ہماری بسوں کو دیکھ کر ان پریشان لوگوں نے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ہماری بسیں ان تمام مقامات کو طے کر رہی ہیں۔ سینکڑوں مال گاڑی کے ڈبے کھڑے ہوئے ہیں۔ چھوٹی لائن ہے چھوٹے انجن ہیں جن پر بخط عربی العراق یعنی عراق لکھا ہوا ہے۔ یہ عراق ریلوے ہے اس سے آگے بڑھے تو کسٹم آفس پر پہنچے وہاں ہماری بسیں دو گھنٹہ کے لئے ٹھہریں۔ ہوائی اڈہ سامنے تھا۔ ہمارے سامنے دو ہوائی جہاز بڑے بڑے اترے اور آدھ گھنٹہ ٹھہر کر اڑ گئے جن میں سے بہت سے آدمی اترے سامنے بحر شط العرب یعنی دجلہ اور فرات کا مجمع دریا ہے۔ یہاں اس کا پاٹ بہت بڑا ہو گیا ہے۔ اس دریا کے یہاں دو حصے ہو گئے ہیں۔ بیچ میں ٹاپوسا ہے اس لئے اس کے دو پل ہیں ایک پل پختہ ہے جس پر ریلوے لائن بھی نکھی ہے اور بسیں چلنے کی بھی جگہ ہے۔ دوسرا پل ایسا ہے کہ جب ضرورت پڑتی ہے تو اسے اٹھا کر جہاز کو یار نکال دیتے ہیں۔ پھر بچھا دیتے ہیں عجیب نظارہ ہے دریا کے کنارے بہت سے شوقین لوگ جنھنی سے مچھلی کا شکار کھیلتے ہیں نماز مغرب اس جگہ جماعت سے پڑھی اور ساڑھے آٹھ بجے شب کو یہاں سے روانہ ہو گئے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۵۲ء ۲۲ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ شنبہ

آج شب نماز عشاء سے پہلے ہم نے بصرہ کے حدود چھوڑ دیئے۔ دریاٹے فرات و دجلہ عبور کر نیکے بعد بہت گھنے کھجور کے باغات ملے جو میلوں میں تھے۔ بہت سبز و زار زمین خوبصورت

باغات تھے۔ شب میں بہت ہی پھلے معلوم ہوتے تھے۔ ہم لوگ راستہ بھول گئے اس پر اپنے راستہ پر چل دیئے جسے سیلاب نے خراب کر کے دلدل میں تبدیل کر دیا ہے۔ عرب لوگوں نے جو ہم کو غلط راستے پر چلتے دیکھا تو بھاگ کر سالار قافلہ کو خبردار کیا۔ ادھر سے گھوڑ سوار پولیس دوڑی آئی اور کہا کہ آگے نہ جاؤ ورنہ دلدل میں پھنس جاؤ گے۔ ہمیں ہاتھ پر حکومت نے راستہ بنا دیا ہے اس پر چلو۔ ہم ادھر چل پڑے قریباً پندرہ میل آگے چلے ہوں گے کہ معلوم ہوا کہ ہم پھر راستہ بھول گئے۔ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرے مگر راستہ معلوم نہ ہوا آخر اسی جگہ میدان میں قیام کر دیا۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔ نماز عشاء پڑھی اور فرشِ خاک پر سو گئے۔ وطن جانے کے شوقین حجاج نے شب میں پانچ بجے ہی شور مچا دیا کہ بستر باندھو اور بسوں پر رکھو حالانکہ ابھی نماز فجر میں پونے دو گھنٹے باقی تھے۔ فجر پونے سات بجے ہوئی ہے۔ اور آفتاب سات بجکر چالیس منٹ پر نکلتا ہے۔ سب نے بستر لپیٹ لپیٹ کر چڑھا دیئے اور خود سردی میں ٹھٹھرنے لگے۔

خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ نماز فجر کی جماعت ادا کی۔ چائے پی اور آفتاب نکلنے ہی چل پڑے مگر کچھ چل کر پھر رک گئے کہ راستہ بھول گئے ہوئے تھے۔ کچھ عربی لوگ ملے جن سے راستہ معلوم ہوا اور چل پڑے۔ قریباً بجے صبح خرم شہر کی چوکی کسٹم پر پہنچے۔ یہ جگہ یعنی خرم شہر ایران کا پہلا شہر ہے۔ ریلوے کا جنکشن ہے اور اوپر پرانی بندرگاہ ہے۔ بھرہ سے ۴۹ میل فاصلہ پر ہے۔ یہاں چوکی پر ہمارے قافلہ نے قیام کیا۔ یہاں ایک خوبصورت نہر ہے کنارے پر بہت بڑا اور خوبصورت کھجور کا باغ ہے آج یہاں کھجوریں ٹوٹ رہی ہیں ہم لوگوں نے خرید کر خوب کھائیں۔ گدر کھجوریں باغ والے پھینک دیتے ہیں۔ ہم نے وہ کھائیں بہت میٹھی اور لذیذ تھیں اس چوکی کا نام پل نو ہے۔ یہاں اڑھائی بجے دوپہر کا کھانا کھایا۔ دیرہ لینے میں بہت دیر ہو گئی۔ عصر کی نماز پڑھ کر یہاں سے روانگی ہوئی۔ اب ہمارا قافلہ اہواز کی طرف جا رہا ہے راستہ میں سڑک نہایت ہی خراب ہے۔ سیلاب نے سڑک بالکل برباد کر دی ہے۔ اب تک تا حد نظر پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ دو طرفہ پانی ہے۔ بیچ میں مٹی ڈال کر کچی سڑک بنا دی گئی ہے۔ جو ٹریفک کی وجہ سے بہت خراب ہو چکی ہے۔ ہمارے قافلہ

کی بس نمبر اس سڑک پر دلدل میں پھنس گئی قریباً ٹوٹ گئی تھی رب نے خیر کر دی۔ بادھی بھی دلدل میں گھس گئی۔ کوئی تدبیر نکالنے کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ایرانی مسافر جو اس سڑک پر گذر رہے تھے سب ٹھہر گئے اور آپس میں بولے کہ پہلے ان بھائیوں کو نکالو پھر چلو۔ بہت سی ان کی کاریں اور ٹھیکڑے جمع ہو گئے اتفاقاً ایک بڑا چھکڑا جسے میک کہتے ہیں آیا۔ اس میں باندھ کر بس کو نہایت آسانی سے نکالا۔ جیسے بچہ اٹھالیتے ہیں۔ خدا کا شکر کیا اور قافلہ آگے چل پڑا۔ ہماری کمپنی کے عقلمندوں نے بغداد شریف کی زیارتوں سے ہم حجاج کو محرم رکھانا کہ جلد سفر طے ہو اور چھوٹا راستہ پر چلیں۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ۴ دن بصرہ میں لگ گئے حالانکہ ان چار دنوں میں ہم لوگ خود بغداد جا کر زیارتیں بخوبی کر آتے اور راستہ ہی میں یہ مصائب جھیل رہے ہیں۔ حرم شہر سے ایرانی ریلوے لائن طہران ہوتی ہوئی شاہرود تک جاتی ہے یہ لائن ہمارے ساتھ ساتھ جا رہی ہے ایک مسافر گاڑی ہمارے سامنے سے گذری بہت لمبی تھی۔ خوبصورت ڈبے تھے۔ تیس میل کی رفتار پر چل رہی تھی۔

## ۲۲ ستمبر ۱۹۵۲ء ۲۳ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم چہار شنبہ

آج شب کو انبجے کے قریب ہمارا قافلہ ایک بستی میں پہنچا جس کا نام حسینہ ہے۔ یہاں اچھی رونق ہے۔ پولیس اسٹیشن بھی ہے پولیس نے اطلاع دی کہ آگے راستہ خراب ہے ڈاکوؤں کا سخت خطرہ ہے۔ چنانچہ ہماری کمپنی نے تین پولیس افسر لے لیے ساتھ لے کر ایک سپاہی شیخ کرم الہی صاحب کی کاریں آگے ایک درمیان میں ہماری بس نمبر میں اور ایک پی کپ میں آخر میں جن کے پاس بندوقیں اور کارتوس کافی تعداد میں موجود ہیں ہماری بس میں جو سپاہی بیٹھا اس کا نام محمد باقر ہے بڑی عمدہ فارسی میں گفتگو کرتا ہے۔ ہم نے یہاں حسینہ میں نماز عشاء باجماعت پڑھ لی اور قافلہ یہاں سے روانہ ہو گیا۔ دو بجے رات کو قافلہ مقام ابواز پہنچا۔ ابواز حرم شہر سے ۷۴ میل فاصلہ پر ہے راستہ چونکہ خراب تھا اس لئے اتنی دیر میں طے ہوا۔ یہاں آتے ہی ہم لوگ لیٹ گئے۔ تھکے تو تھے ہی نیند آگئی اڑھائی بجے رات کو بیدار کر کے کمپنی نے کھانا دیا ابواز شہر بہت خوبصورت اور بڑا ہے۔ اس کی لمبائی کئی میل ہے۔ بازار کچھ چھتے

ہوئے ہیں کچھ کھلے ہوئے ہیں۔ لب دریا واقع ہے۔ مگر یہ دریا فرات یا دجلہ نہیں ہے۔ وہ  
 تو عراق میں رہ گئے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔ اسکول کئی ہیں۔ لوگ خوش اخلاق ہیں۔ یہ  
 شہر باغات سے گھرا ہوا ہے۔ ہم لوگ رات کو یہاں میڈیاں میں سوئے۔ مگر سردی سخت  
 تھی۔ باوجود گرم چادر اور کبیل کے ہم اکڑ گئے۔ صبح کو سردی نے فجر سے پہلے ہی اٹھا دیا نماز  
 فجر پڑھ کر چائے پی اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ اب سرک نہایت عمدہ ہے۔ جیسی ہماری گجرات  
 میں جرینلی ڈامر لک والی سرک ہے۔ ایسی ہی یہ ہے البتہ بعض بعض جگہ خراب ہے۔ بارہ بجے  
 دوپہر کو ہم ۹۴ میل طے کر کے ایک قصبہ میں پہنچے جس کا نام اندمش ہے یہاں فوجی چھائی  
 ہے معمولی قصبہ ہے۔ سبزی کثرت سے ہے اہواز سے ۹۴ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع  
 ہے لوگ بہت محبت سے ملنے لگے کیونکہ ہم ان کی نظر میں کربلا اور نجف کے زائرین ہیں  
 اندمش میں ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ وہ ہی خرم والی گاڑی یہاں سے گذرتی ہے اندمش سے  
 قریباً ۶ میل فاصلہ پر ایک چشمہ کے کنارے ہمارے قافلہ نے قیام کیا۔ نہایت صاف شفا  
 ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ ہم لوگوں نے کئی کئی بار غسل کیا بعض نے کپڑے دھوئے  
 بہت لطف آیا۔ بعض نا سمجھ حجاج ان چشموں کو دیکھ کر حجاز مقدس کی زمین پاک کو برائی  
 سے یاد کرنے لگے۔ ہم نے عرض کیا کہ اپنا حج سنبھالو یہ وہ باتیں ہیں جن سے حج برباد ہو  
 جاتا ہے۔ وہ جگہ بھٹی ہے جہاں مومنوں کو گناہوں سے صاف کیا جاتا ہے اور بھٹی میں قدرے  
 تکلیف ہی ہوتی ہے۔ اس سر زمین مقدس سے ہمیں ایمان ملا۔ قرآن ملا۔ رحمن ملا۔

## ۲۳ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ پختونہ

آج دس نمبر بس کو راستہ میں سخت جنب لگا جس سے تمام حجاج کو سخت چوٹیں آئیں  
 ایک حاجی نوکنڈی کار بننے والا جسے لوگ خلیفہ کہتے ہیں سخت زخمی ہوا۔ سر بھٹ گیا۔ کمر میں  
 کافی چوٹ آئی اب وہ اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہے آج سوا پانچ بجے شام کو حجاج کو دوپہر  
 کا کھانا دیا گیا۔ کھانے کے بعد عصر پڑھی اور اصفہان کی طرف چل پڑے۔ راستہ نہایت خطرناک  
 سانپ کی طرح خم کھاتا ہوا پہاڑوں سے گذرتا ہوا جا رہا ہے کہیں سو فٹ اوپر بس چڑھتی



ہے کہیں سو سو فٹ نیچے اترتی ہے رات کے ۹ بجے ایک منزل پر پہنچے جسے شترخواب کہتے ہیں۔

## ۲۳ ستمبر ۱۹۵۲ء ۲ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ پختون

آج رات کو ۹ بجے ہمارا قافلہ منزل شترخواب پر پہنچا۔ اندیش میں رات کے لئے کھانا پکا کر رکھ لیا تھا۔ مگر کھانے کی گاڑی پیچھے رہ گئی تھی۔ اس لئے کھانا تقسیم نہ ہو سکا اور چونکہ شام کو ۵ بجے دوپہر کا کھانا کھایا تھا اس لئے بھوک کی کوئی خاص تکلیف نہ ہوئی۔

یہ جگہ شترخواب اندیش سے ۴۴ میل جانب شمال واقع ہے۔ ہر چہ ہر طرف پہاڑ ہیں غریبی پہاڑ کے نیچے ٹھنڈے میٹھے صاف پانی کا چشمہ بہ رہا ہے۔ پانی کی بہت کثرت ہے بہت پر فضا جگہ ہے۔ ایران کے ان ہوٹلوں میں آزادی زیادہ ہے۔ چنانچہ آج رات ہم راستہ کے ہوٹل میں چائے پینے کے لئے گئے تو وہاں شراب کی ایسی بو آرہی تھی کہ دماغ خراب ہو اجاتا تھا اور ایک نوجوان بہت خوبصورت عورت لوگوں کے سامنے چائے وغیرہ رکھتی تھی ہم بغیر چائے پیئے لا حول پڑھتے ہوئے لوٹے۔ ایران سے روئی کی بے شمار کانٹھیں بڑے بڑے چکرٹوں میں لدی ہوئی خرم کی بندرگاہ کو جا رہی ہیں۔ جہاں سے بذریعہ جہاز امریکہ جانیگی۔ یہاں ایرانی چکرٹے دو دو سو من لاد کر پہاڑوں پر بے تکلف چڑھتے چلے جاتے ہیں آج صبح ناشتہ کر کے ہمارا قافلہ روانہ ہو گیا آج کا راستہ بہت ہی خطرناک ہے۔ بعض جگہ راستہ سے قافلہ گذرا کہ اگر ایک فٹ بھی دائیں بائیں ہو جاتا تو سینکڑوں فٹ گہرے گھڑ میں گر جاتا ہے۔ آج تین سو فٹ کی بلندی تک پہاڑوں پر چڑھتا رہا۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے تھے تو وہاں ہوا بھی خوب سرد ہوتی تھی۔

صبح ناشتہ کر کے شترخواب سے قافلہ نے کوچ کیا اور قریباً گیارہ بجے ایک منزل پر پہنچا۔ جس کا نام ملاوی ہے۔ ملاوی شترخواب سے صرف ۵۴ میل دور ہے۔ مگر چونکہ راستہ پہاڑی ہے۔ اس لئے قافلہ دیر میں پہنچا۔ ملاوی نہایت سرسبز درختوں کے سایہ میں آباد ہے جس کے برابر نیچے پہاڑ کے دامن میں میٹھے پانی کا چشمہ بہ رہا ہے۔ ہم لوگ اس چشمہ میں خوب نہائے۔ کچھ انگوڑی فروخت ہو رہے تھے جو منٹوں میں قافلہ نے خرید لئے کچھ ترش تھے

۶ آنہ کے سوا سیریلے۔ ایران میں فروٹ سٹال ہے۔ ملاوی سے روانہ ہو کر تین بجے چار منزل پر پہنچے۔ جہاں نماز ظہر پڑھی۔ اس جگہ چھوٹی سی آبادی اور ہوٹل ہے بعد نماز ہوٹل سے کھانا خرید کر کھایا۔ چاول اچھے تھے۔ مگر گوشت بغیر مرچ کے تھا ایسے ایسے خوشنما پہاڑ راستہ میں پڑے کہ سبحان اللہ۔ ایک پہاڑ میں جگہ جگہ سوراخ سے پانی کی دھاریں جاری ہیں۔ قدرتی آبشاریں ہیں اس میں سرنگ بنا کر سڑک بنائی ہے جس میں سے ہمارا قافلہ گذرا۔ عجیب قدرتی منظر ہے

چنار سے چل کر ہمارا قافلہ ساڑھے پانچ بجے شام کو خرم آباد پہنچا۔ خرم آباد شترخواب سے ۱۱ میل فاصلہ پر ہے۔ اب دس بجے خرم آباد پہنچے ہیں۔ ہم لوگ شہر کی سیر کو گئے۔ بہت خوشنما چھوٹا سا شہر ہے۔ میوے بہت سستے ہیں انگور ۶ آنہ کا سوا سیر لکھتا ہے۔ اعلیٰ سیب دو تین یعنی سواروپہ کیلو۔ ایک کیلو سوا سیر کا ہوتا ہے۔ یہاں ایک پھل دیکھا جسے گرما کہتے ہیں۔ سردے کی طرح ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ نہایت شیریں ٹھنڈا اور باضم ہے ۲۲ آنہ کیلو ملا۔ ایک گرما تین کیلو یعنی ساڑھے سات سیروزن کا ہے۔ دو گرمے خریدے بہت لطف آیا شہر کے کنارے چشمہ بہ رہا ہے۔ لب چشمہ مختلف فروٹ کھائے۔ گرمے کا لطف یاد رہے گا نماز عصر اسی چشمہ کے میدان میں پڑھی۔ نماز مغرب کے وقت ایرانی لوگوں نے ہم کو گھیر لیا ہم لوگ ان کے لئے تماشا تھے۔ ہر قسم کے سوالات پاکستان اور پاکستانیوں کے بارے میں ہم سے کرنے لگے۔ ہم سے پاکستانی سکے مانگ کر دیکھتے اور خوش ہوتے تھے۔ چونکہ ہم ان کی نظر میں کربلاؤ بخت اشرف کے زائرین ہیں اس لئے ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ ہماری خدمت کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔ جب ہم نے نماز مغرب کی اسی میدان میں جماعت کی تو سب لوگ ہمیں تعجب سے گھیر کر تماشا دیکھنے لگے ان کے لئے نماز اور خاص کر سنیوں کی نماز ایک عجوبہ تھی۔ بعد مغرب ہم کیمپ کی طرف چلنے لگے تو کیمپ سے حجاج آتے ہوئے ملے۔ پوچھا کیوں آرہے ہو وہ بولے کہ کھانا کھانے جا رہے ہیں۔ ہم بھی یہ سن کر ہوٹل میں چلے گئے۔ کباب۔ دہی ٹماٹر روٹیاں خرید کر کھائیں بعد میں گرما کھایا۔

ہم نے ابھی تک عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ کیمپ میں پانی نہ تھا اور ٹینک کے پائپ کا واشل

خراب ہو گیا ہے۔ جس سے پانی نہیں جاسکتا۔ چشمہ کچھ دور اور دشوار راستہ پر ہے بمشکل پانی ایک لوٹا ایک حاجی نے دیا۔ تب نماز پڑھی۔

## ۲۴ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ جمعہ

آج کی شب حجاج کے لئے بہت تکلیف کی شب تھی۔ کیونکہ شیخ کرم الہی صاحب اور ان کے رفقا شیخ حسام الدین صاحب اور محمد حسین صاحب میاں خدا بخش وغیرہ نے تو کمپنی کے خرچ پر کرایہ پر کمرے لے لئے ہیں اور حجاج کو کھلے میدان میں ڈال دیا ہے اور ایران میں سخت سردی ہے حجاج اکڑ گئے۔ تہجد سے پہلے ہی سردی نے اٹھا کر بٹھا دیا۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی حجاج کا ایک وفد شیخ صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نے راولپنڈی سے شائع کیا تھا۔ کہ حجاج کو موسم کے مطابق جگہ دی جایا کرے گی۔ اب سخت سردی ہے اور حجاج کھلے میدان میں پڑے ہیں دیکھئے اس پر کیا عمل ہو آج بسوں نے پٹرول لینا ہے اس لئے خرم آباد سے قافلہ پڑا بجے دوپہر روانہ ہوا۔ راستہ میں حیرتناک یہ بات دیکھی کہ اب آخر ستمبر میں گندم کی فصل لگا ہی جا رہی ہے بھوسہ دانوں سے علیحدہ کیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی مکئی بھی لگالی جا رہی ہے یعنی مکئی اور گندم کی فصل ایک ہی وقت میں ہماری کمپنی نے اس راستہ میں بھی کانٹ چھانٹ کی یعنی قم شریف۔ ملائٹر۔ عراق۔ چین۔ ولی جان والا راستہ چھوڑ کر دور و دارا راستہ اختیار کیا یہ راستہ بالکل نیلے بھی جاری ہوا ہے۔ ہمارا قافلہ نے قریباً ایک بجے دوپہر ایک قبوہ خانہ پر قیام کیا کھانا کھایا۔ نماز کا وقت آگیا۔

بعض حجاج نے کہا کہ جمعہ کی نماز پڑھائیے ہم نے عرض کیا کہ جمعہ کی نماز صرف شہر میں ہو سکتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفات میں جمعہ نہیں پڑھایا۔ حالانکہ اس سال حج اکبر تھا۔ جمعہ کو حج تھارب فرماتا ہے۔ فَاَسْعُوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذُرُوْا السَّبْعَ۔ معلوم ہوا کہ جمعہ وہاں ہی ہوگا جہاں تجارتی کاروبار ہوگا۔ خیر لوگ مان گئے۔ نماز ظہر پڑھی اور روانہ ہو گئے نصف میل پر دور و د آیا۔ یہ جگہ اچھی آباد ہے۔ ریلوے اسٹیشن بھی ہے یہاں کے لوگ دور و دور قطار در قطار کھڑے ہو کر ہمارا تماشہ کرتے تھے اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے اور

بست خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہ جگہ خرم آباد سے ۵۷ میل ہے وہاں سے قافلہ آگے بڑھا راستہ میں علی گودر پھر طاہر اساری۔ پھر نودشت وغیرہ آبادیاں آئیں۔ پر زور نعرہ پاکستان زندہ باد سے ہر جگہ استقبال ہوئے اب رات کا وقت آیا۔ اس قدر سخت سردی تھی کہ دانت سے دانت بجتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ برف پڑ رہی ہے۔ سب کی رائے یہ ہوئی کہ آج کہیں آرام کیا جاوے کیونکہ سردی میں میدان میں اتنا نمونہ کر دیگا۔ سفر جاری رکھا جاوے اسی پر عمل ہوا اور رات میں راستہ میں ہی مقام ہو۔ دشت میں کھانا کھایا اور چل پڑے پہاڑوں پر برف جمی ہوئی ہے۔ اور تمام راستہ باغات و سبزہ و پانی کے چشموں سے بھرا ہوا ہے انگور کے کھیت تاحہ نظر دیکھنے میں آ رہے ہیں میلوں میں انگور ہے اس علاقہ میں سردا۔ انگور۔ انار بھی۔ اڑو وغیرہ میوہ جات کثرت سے ہیں۔

## ۲۵ ستمبر ۱۹۵۷ء ۲۶ محرم الحرام ۱۳۷۷ء شنبہ

آج تمام رات سفر کرتے رہے سخت سردی تھی بس کے اندر بیٹھے رہے۔ صبح کو خدا خدا کر کے فجر کے وقت اصفہان پہنچے۔ اصفہان خرم آباد سے ۲۳۹ میل جانب مشرق جنوب ہے یہاں ایک میدان میں ٹھہر گئے باورچی گوشت وغیرہ تیار کرنے میں مصروف ہوئے اور ہم شہر کی سیر کرنے چلے گئے ہمارا قافلہ پل خواجو جو سڑک کے کنارے ٹھہرا لوگ ہم کو دیکھنے جوق در جوق آ رہے ہیں۔ اصفہان پرانا اور بہت خوبصورت شہر ہے بازار چوک ایسا خوبصورت ہے۔ کہ بغیر دیکھے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ہر چار طرف بازار چھتا ہولہ مگر اندھیرے کا نام نہیں انگورم آنہ کیلو اور سردہ دو آنہ کیلو سلا کیلہ سوا سیر کا ہوتا ہے سردا اور انگور ایسے میٹھے کہ اس سے پہلے ایسے نہ کھائے یہاں کپڑے کے کارخانہ بہت ہیں۔ اسکول۔ کالج۔ امام باڑے۔ مسجدیں کثرت سے ہیں مگر مسجدیں صرف نماز کے وقت کھلتی ہیں پھر کوئی نہیں دیکھ سکتا نہ جاسکتا ہے بازار میں ایک مسجد شاہ عباس کی ہے ہم انجے دوپہر دیکھنے گئے ہم سے دو آنہ فی کس کا مطالبہ کیا گیا اور چھپے ہوئے ٹکٹ دینے لگے مگر ایک آنہ فی کس پر فیصلہ ہو گیا اور مسجد کی زیارت کرادی۔ دوسری مسجد دیکھنے گئے۔ مگر وہاں پولیس کا پہرہ تھا مسجد بند تھی۔ پولیس نے بہت اخلاق سے

کہا کہ آپ لوگ ظہر کے وقت تشریف لائیں ابھی مسجد کھولنا قانون کے خلاف ہے۔  
 اصفہان میں پاکستانی روپیہ کی کوئی قیمت نہیں۔ ہندوستانی پیسے کی بہت قدر قیمت  
 ہے۔ بازار میں بسیں گرا یہ پر خوب ملتی ہیں۔ ہم کو پل خواجہ تک آ رہی کس پہنچایا۔ جو کہ ایک میل  
 سے زیادہ ہے آج طبیعت مضطرب ہے کیونکہ رات بیداری رہی۔ اصفہان کے بیچ بازار میں بہت  
 بڑا سبزہ زار میدان ہے جس کے بیچ میں ۷ فٹ لمبا ستر فٹ چوڑا حوض ہے جس کے آس پاس  
 پھولوں کے دخت کنارہ حوض پر بیٹھے کے لئے پختہ چبوترا بنا ہوا ہے یہاں عام لوگوں کا لباس  
 انگریزی ہے علما کا لباس بھی انگریزی ہے مگر ان کے منہ پر دارھی ہے۔ نماز مغرب کی جماعت  
 کے وقت ہمارے آس پاس سینکڑوں آدمی جمع ہو گئے۔ جو نماز کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے  
 ہیں۔ اصفہان کے کنارہ پر پل خواجہ ہے جہاں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ یہ پل نہایت خوبصورت  
 ہے نیچے دریا اور سڑک ہے۔ سڑک کے کنارے دو روپہ برآمدہ کی شکل کی عمارت ہے اس عمارت  
 میں جگہ جگہ نیچے اترنے کے لئے سیڑھیاں ہیں اور پانی کی سطح سے کچھ اوپر چبوترا مخراب دار اور  
 اندر مخراب بہت عمدہ مگرے غرضیکہ ایرانی صنعت کا بہترین نمونہ ہے اصفہانی لوگ گرمیوں  
 میں دوپہری ان ہی کمروں میں گزارتے ہیں۔ خود پانی کی سطح پر پہنچنے کے لئے ان مخرابوں سے  
 نیچے سیڑھیاں لگتی ہیں ایک بہترین پل ہے۔

آج بازار کے قریب ہمارے شیخ حاجی رحمت اللہ صاحب سے تین ٹھگوں نے مبلغ ایک  
 سو ایک روپیہ یعنی ۹۳ روپیہ پاکستانی اور ۱۰۰ تمن نہایت چالاکی سے ٹھگ لئے۔ بہت افسوس  
 ہوا۔ جلتے وقت ایران میں پاکستانی روپیہ کے ایک سو پچاس تمن تھے مگر اب واپسی میں ایک  
 سو بیس تمن قیمت ہے یعنی پاکستانی روپیہ کی قیمت اور بھی گر گئی۔

۲۴ ستمبر ۱۹۵۲ء ۲ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یکشنبہ

آج رات اصفہان میں ہی گزارنی سخت سردی تھی اور حاج میدان میں سوئے بعض  
 حاج نے بعض ایرانیوں کے برآمدوں میں پناہ لی مگر اکثر کھلے میدان میں سوئے۔ خدا تعالیٰ فضل  
 کرے نمونہ کا سخت اندیشہ ہے فجر سے پہلے جگاریا گیا۔ چائے پی۔ نماز فجر پڑھی اور آفتاب نکلنے سے



پہلے قافلہ اصفہان سے روانہ ہو گیا آج سڑک قدرے اچھی ہے تین گھنٹہ میں ۹۰ میل طے کر لئے  
 ۹۰ میل فاصلہ پر ایک بستی آئی جس کا نام قاین ہے یہاں ایک امام زادے صاحب کا مزار  
 ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے نام علی ابن جعفر ہے ابھی یہ بستی آباد ہو رہی ہے کچھ مکانات بن  
 چکے ہیں پانی کا بہترین گول حوض بستی کے وسط میں ہے۔ بعض لاریوں نے یہاں پٹرول لیا۔  
 گیارہ بجے دوپہر کے قریب یہاں پہنچے اور کچھ دیر ٹھہر کر روانہ ہوئے۔ کچھ فاصلہ پر اردگان کی بستی  
 ملی یہ جگہ بہت آباد ہے سرسبز ہے۔ موٹر سروس بھی یہاں سے چلتی ہے دو بجے دوپہر تک ۹۰ میل  
 فاصلہ طے ہو گیا آج عجیب واقعہ یہ ہوا کہ اصفہان میں دوپہر کے لئے گوشت و پیاز رکایا گیا مگر بس  
 میں لادنے وقت دیگ لوٹ گئی جس سے قریباً نصف سے زیادہ گوشت گر گیا۔ چنانچہ  
 دوپہر کو مسور کی دال میں باقی گوشت ڈال کر حجاج کو تقسیم کیا گیا اس جگہ کا نام حاجی آباد ہے۔  
 شام کو ۵ بجے ہمارا قافلہ شہر یزد میں پہنچا۔ یزد اصفہان سے ۲۰۰ میل جانب مشرق  
 ہے یہاں شہر میں اتنے بڑے قافلہ کے ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اس لئے ۳ میل دور قافلہ کو پہنچایا گیا  
 مگر وہاں پانی نہ تھا اس لئے راتے یہ ہوئی کہ پانچ میل قافلہ کو آگے بڑھایا جائے لب نہر قیام  
 ہو پھر پٹرول کے لئے لاریوں نے قیام کیا۔ ہم نے اور صوفی محمد جمیل صاحب نے ارادہ کیا کہ یزد  
 کی سیر کریں ایک ٹیکسی کرایہ پر کر کے شہر پہنچے۔ یزد شہر نہایت عالیشان اور خوبصورت ہے  
 سڑک بہت چوڑی ہے دو طرفہ فٹ پاتھ ہے۔ سڑک کے آگے دورویہ سرسبز درخت ہیں سناٹھا کہ یزد  
 کی لنگیاں اور رومال اچھے ہوتے ہیں مگر کہیں بازار میں یہ مال دیکھا نہیں۔ البتہ قالین بہت اعلیٰ  
 تھے سردہ۔ انگور۔ اڑو بہت ارزاں ہیں۔ سردہ بہت شیریں۔

بازار میں وزن کرنے والا کٹاٹا گاتھا۔ جس میں نصف قرآن یعنی دو پیسہ ڈالنے سے وزن  
 نکل آتا تھا۔ صوفی صاحب نے اپنا وزن کرایہ تو ۱۰ کیلو ہوا۔ ہمارا وزن ۶ کیلو ہوا کیلو پر اسیر  
 کا ہے۔ بازار کے آخری کنارہ پر نہایت خوشنما گول باغ ہے جس کے اندر سبزیاں اور اس  
 پاس باغیچہ ہے اس باغ میں نماز مغرب پڑھی۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سید محمد  
 ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا مزار ہے وہاں حاضر می دی۔ کنارہ بازار پر ایک بڑی گلی  
 سی ہے اس میں بہت شاندار روضہ بنا ہے۔ بہت ہی عالیشان عمارت ہے روشنی بجلی کی

ہے قبر شریف کے اُس پاس چاندی کی جالی ہے۔ جالی پر سیاہ غلاف ہے۔ مگر یہاں بھی قبر پرستی  
تصویر پرستی کا وہ ہی عالم ہے جو طہران مشہد وغیرہ میں ہے کہ شیعہ لوگ قبر کو سامنے لے کر غازیں  
پڑھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی و اہل بیت کی بڑی بڑی تصاویر دیواروں پر  
لگا رکھی ہیں۔ جن کو چومتے ہیں۔ بہر حال وہاں فاتحہ پڑھی۔  
بازار میں اٹے، ٹیکسی لے کر اس پٹرول پمپ پر اٹے ابھی ہماری لاریاں وہاں ہی کھڑی  
تھیں۔ کچھ سردے بازار میں کھائے تھے کچھ اپنے ہمراہ لائے۔

## ۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ دوشنبہ

آج شب یزد سے قافلہ گیارہ میل دور ایک لٹو و دق میدان میں ہمارے قافلے نے قیام  
کیا۔ نہر کے کنارے اتنے۔ سردی بہت تھی بمشکل دھو کر کے نماز پڑھی۔ کھانا کھایا سو رہے آج  
ہماری بس والوں نے اوپر کچھ ساٹیان کا انتظام کر لیا تھا۔ اس سے کچھ امن رہا۔ مگر پھر بھی سخت  
سردی تھی لہذا صبح اٹھا دیا گیا۔ یعنی فجر سے سوا دو گھنٹہ پہلے چائے پی۔ تہجد والوں نے تہجد  
ادا کی پھر طلوع فجر کا انتظار کیا۔ صبح ہونے پر نماز پڑھی اور آفتاب کے طلوع سے پہلے چل دیئے راستہ  
میں بہت سی بستیاں پڑیں۔ سردی سخت تھی۔ ۱۵۰ میل جانب مشرق راستے طے کرنے پر ایک  
قصبہ ملا جس کا نام سنجان ہے یہ جگہ یزد سے ڈیڑھ سو میل جانب مشرق ہے بارونق جگہ ہے وسط  
شہر میں ایک گول باغ ہے بیچ میں حوض ہے۔ حوض کے بیچ میں ایک اونچے چوترے پر سنہری انسانی  
مجسمہ کھڑا ہے۔ جس کے اُس پاس چار سنہری شیروں کے مجسمے ہیں جگہ کچھ بارونق نہیں ہے۔  
بازار معمولی ہیں۔ مگر بہت لمبی آبادی چلی گئی ہے ہمارا قافلہ یہاں ڈیڑھ بجے دوپہر کو پہنچا کنارہ  
شہر پر پانی کے کنارہ میدان میں قیام کیا۔

تجرب ہے کہ اس راستہ میں نہ کوئی زیادہ آبادی ہے۔ اور نہ پانی کی فراوانی۔ راستہ میں  
پچاس پچاس میل تک پانی نہیں۔ یزد میں چشمے نہ تھے۔ بلکہ شہر میں نلکے تھے۔ حالانکہ اس ایران  
میں اس جانے والے راستہ پر تمام راستہ باغات اور پانی سے بھرا پڑا تھا۔ مگر یہ راستہ بالکل عریض  
کا معلوم ہوتا ہے آج تمام دن سنجان کے کنارہ پر قیام رہا۔ کیونکہ بعض لاریاں حراب ہو گئی تھیں

ان کی مرمت کرنا تھی آج شب کمپنی نے کھانا پکانے میں دیر کی رات کے بارہ بجے کھانا کھایا اور پھر سو گئے آج رات بڑی کڑا کے کٹری پڑی میدان میں کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ بعض لوگ بسوں میں سوئے اور بعض نے ترپال کا سایہ کر دیا۔ اس میں پڑے اور بعض لوگ ویسے ہی میدان میں پڑے رہے صبح کو سب کا حال قابلِ رحم تھا۔ بیچارے ٹھٹھہ رہے تھے آج کا دن حجاج کو بہت بے چینی سے گذرا کیونکہ آج ریڈیو سے اطلاع ہے کہ لاہور میں پندرہ اینچ بارش ہوئی۔ سیالکوٹ بالکل زیرِ آب ہے جنہیں ہوائی جہاز سے خوراک پہنچائی جا رہی ہے چناب اور راوی میں زبردست طغیانی آئی ہوئی ہے حجاج نے آج تمام نمازوں کے بعد اس کے دفعیہ کی دعائیں رور و کرمانگیں۔ رب تعالیٰ قبول کرے یہ مسئلہ بھی زیرِ بحث رہا کہ اب کوٹھڑے سے لاہور کس راستے سے سفر کیا جاوے۔ بنوں ڈیرہ اسماعیل خان کی راہ سے یا ملتان کے راستے سے۔ کیونکہ سنا گیا ہے کہ ملتان کا راستہ کٹ گیا ہے غرض آج کا دن بہت فکر میں کٹا۔

## ۲۸ ستمبر ۱۹۵۷ء ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ شنبہ

آج صبح ۴ بجے حجاج کو بیدار کیا گیا کہ جلد چائے پی کر چلو تہجد کے عادی حجاج نے تہجد پڑھی چائے پی۔ نماز فجر پڑھ کر روانگی ہو گئی ہماری بس میں کچھ خرابی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ بس کچھ دیر سے چلی آج راستے میں کچھ ریت ملا۔ حجاج ڈر گئے کہ خدایا ریت سے تیری پناہ۔ اس ریت میں ایک چھکڑا ایرانیوں کا لٹا پڑا تھا۔ جس کا سامان گر چکا تھا پولیس کا پہرہ لگا تھا۔ تاکہ اس کے پاس کوئی نہ جائے۔ خدا کے فضل سے یہ جگہ بہت جلدی طے ہو گئی اور ہمارا قافلہ ساڑھے دس بجے دوپہر کو کرمان میں داخل ہوا۔ یہ کرمان اور ہے اور جاتے ہوئے جو کرمان آیا تھا وہ دوسرا شہر تھا اس کو کرمان شاہ کہتے تھے کرمان سنجان سے ۷۷ میل جنوب مشرق واقع ہے بڑا شہر ہے اصفہان کے مقابلہ کا تو نہیں ہے مگر پھر بھی بڑا شہر ہے یہاں ۲۸ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ماہان معمولی سی بستی ہے وہاں نعمت اللہ شاہ ولی کا مزار ہے۔ غالباً یہ وہی نعمت اللہ شاہ صاحب ہیں جن کا قصیدہ پیش گوئی والا مشہور ہے جو کشمیر میں رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب کرمان کے لوگوں نے کہا کہ ان نعمت اللہ شاہ کو تمہارے ہندو پاکستان کے لوگ بہت مانتے ہیں۔ الحمد للہ کہ

ڈیڑھ بجے دوپہر کو ہمیں ان کے مزار پر انوار پر حاضری نصیب ہوئی۔  
 ماہان شریف کرمان سے ۴۸ میل فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے۔ زلہان جلتے ہوئے  
 یہ جگہ راستہ میں پڑی مزار پر انوار پر لاکھوں روپیہ کی عمارت ہے قریباً ہیکے میں یہ زیارت بنی ہے  
 اہل ایران نے اپنا صنعتی کمال دکھایا ہے دو دروازے جن پر عظیم الشان مینارے بنے ہیں دروازے  
 سے داخل ہونے کے بعد بہت نفیس باغیچہ بیچ میں بہت عمدہ حوض جس میں ٹھنڈے میٹھے  
 پانی کا چشمہ گرتا ہے پھر آگے عمدہ باغات کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے جس میں کشمیر کے خاص  
 درخت موجود ہیں۔ مازو کے درخت بھی یہاں کثرت سے ہیں پھر آگے مزار شریف کی عالیشان  
 محراب اور پھر اندر عالیشان عمارت ہے جس میں قبر شریف ہے جو سیاہ غلاف سے ڈھکی ہے  
 مگر شیعوں کی تصویر پرستی یہاں بھی موجود ہے کئی بڑی بڑی تصویریں آویزاں ہیں۔ برابر میں دوسری  
 عمارت ہے جس میں آپ کے پوتے شاہ خلیل اللہ ابن برہان الدین کی قبر شریف اور برہان الدین  
 رحمۃ اللہ جو شاہ نعمت اللہ کے صاحبزادہ ہیں ان کی قبر شریف کشمیر میں ہے دونوں جگہ فاتحہ پڑھی  
 عجیب و غریب سرد آئی۔ بہت فیض ہے ماہان شریف چھوٹی ٹیسی بستی ہے اس مزار شریف کیوجہ  
 سے بجلی بھی ہے۔ ورنہ یہ گاؤں بجلی کے لائق نہیں۔

کرمان میں بھنے پستے۔ سردے۔ انگور بہت کثرت سے ہیں۔ سردے ایسے میٹھے کھائے  
 کہ پہلے سردوں کو بھول گئے۔ برف کی طرح ٹھنڈے اور گڑ کی طرح میٹھے۔ انگور اڑبائی آنے کے  
 تین پاؤں بڑے انگور تھے نہایت شیریں یہاں ایک روپیہ کے پھل ایک جماعت کو کافی ہیں۔  
 کرمان میں ایک روٹی ہوتی ہے جو شیرمال کی طرح مگر نہایت نرم موٹی اور لذیذ ہوتی ہے یہ  
 روٹی دو آنہ میں ایک کے حساب سے ملتی ہے اسے انگور سے کھاتے ہیں۔ ہم نے بھی یہ روٹی انگور  
 سے کھائی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کھجوروں سے شیرمال کھا رہے ہیں۔ ہماری بس میں صوفی محمد جمیل صاحب  
 سفر کر رہے ہیں وہ اکثر فروٹ سے بس والوں کی دعوت کرتے رہتے ہیں یہ روٹی بھی انہیں کی  
 طرف سے ناشتہ کے طور پر سب بس والوں کو دی گئی۔

ماہان کے کنارہ پر میٹھے ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے وہاں قیام کیا نماز ظہر پڑھی کھانا کھایا اور  
 چل دیئے۔ عصر کی نماز راستہ میں ادا کی۔ مغرب کے قریب ایک

بستی میں پہنچے جس کا نام بام ہے یہ کرمان سے ۱۳۵ میل فاصلہ پر جانب مشرق ہے چھوٹی سی خوبصورت بستی ہے۔ جس میں جگہ جگہ چوراہوں پر گول دائرے کی شکل کے باغیچے بیچ میں گول حوض حوض کے درمیان میں بجلی کی روشنی ہے سڑکیں خوب چوڑی بازار مختصر سا مگر بہت صاف اور خوبصورت ہے۔ غرضیکہ بہت قریبہ کا قصبہ ہے۔

آج چاند نظر نہیں آیا بہت کوشش کی مطلع بھی صاف تھا مگر چاند نہ ہوا آج کئی حاجی بیمار ہیں کیونکہ رات کو سردی کھائی تھی۔

## ۲۹ ستمبر ۱۹۵۴ء ۳۰ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ چہار شنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ بام میں پہنچا۔ یہاں کھجوروں کے باغات بہت ہیں جن میں کھجور پکی ہوئی ہیں اور ٹوٹنے والی ہیں چونکہ کل رات حجاج نے بہت سردی کھائی تھی اور بیمار بھی اس لئے آج کمپنی نے بام میں ایک سرائے کرایہ پر لی۔ جس میں حجرے تو سارے بھرے ہوئے تھے کچھ اصطبل خالی تھے جن میں بعض حجاج نے بستر جمادیئے باقی اسی طرح سرائے کے میدان میں سوئے لیکن آج سردی کچھ کم تھی مگر پھر بھی کافی تھی۔ بازار میں ہم مسافر خانہ اور کمرہ تلاش کرنے گئے مگر کہیں کمرہ نہ تھا۔ صرف روٹی کی دکانیں تھیں بعض دکانوں پر بجائے مردوں کے نوجوان خوبصورت عورتیں دکاندار ہی کر رہی تھیں یہ دکانیں بد معاشی کے اڈے معلوم ہوتے تھے کیونکہ ان عورتوں کے لباس اور طریقہ گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ بد معاش ہیں مردوں کی کشش کے لئے یہاں رکھی گئی ہے

چونکہ کہیں کوئی کمرہ نہیں ملا اس لئے سرائے کے اصطبل میں سوئے۔ سردی سے امن رہا اور خوب نیند آئی۔ صبح نماز فجر کے بعد رات کی روٹی کھائی چائے پی۔ پھر قافلہ روانہ ہو گیا۔ ۴ میل فاصلہ پر ایک بستی فارح آئی۔ جہاں پانی کے چشمے اور درخت کچھ کچھ مکانات ہیں وہاں سے پانی چھانکلوں میں بھر لیا گیا کیونکہ آئندہ پانی کی کمی ہے کچھ آگے چل کر دشت لوط میں پہنچے جہاں سے جاتے ہوئے بھی گزرے تھے لیکن اس وقت ہم اس دشت کے اور حصے سے گزرے تھے اب دوسرے حصے سے گزرے وہ راستہ تربت حیدری مشہد کا راستہ



تھا اور یہ کرمان و یزد کا راستہ ہے یہاں بھی کچھ حصے میں ریت آئی۔ جس میں ایرانیوں کی ایک لاری پھنسی ہوئی تھی ہماری لاریاں فھرس اس لاری کے نکل جانے پر حجاج نے گھاس کے پڑ کاٹ کر جہاں زیادہ ریت تھی وہاں ڈالی کچھ پترے واٹر ٹینک میں رکھے تھے وہ پچھائے۔ اور گاڑیاں سواریوں سے خالی کر کے ایک ایک کر کے گذاریں۔ یہ راستہ پیدل طے کیا۔ جب ساری بسیں نکل آئیں تو پھر قافلہ نے مارچ کیا کچھ دور جا کر قافلہ رکا۔ کیونکہ ایک بس کے ٹائر میں پنچر ہو گیا رائے ہوئی کہ یہاں ہی کھانا کھالیا جائے کیونکہ رات کا سالن پکا ہوا ہے خراب ہو جانے کا خطرہ ہے مگر یہاں پانی کا دور دور تک نام نہیں سخت تکلیف کا سامنا ہے واٹر ٹینک پر ہجوم ہو گیا۔ آخری لاری بارہ لوٹے پانی دینے کا اعلان ہوا۔ یہ پانی دے کر واٹر ٹینک روانہ ہو گیا غرض کہ آج بہت رنگ رہا تیمم سے نماز ظہر ادا کی آگے ۳۵ میل پر پانی ہے۔ اگر وہاں قافلہ روکا جاتا تو یہ دشواریاں نہ ہوتیں۔ مگر جو تکلیف مقدر میں ہو وہ کہاں جاے تقدیر کے سامنے عقل بھی خراب ہو جاتی ہے بعض حجاج رو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ خداوند! جب تک گھرنے پہنچیں تب تک ہماری بھوک بند کر دے تاکہ غذاؤں سے بچیں

آج شام کے قریب بعض حجاج کو دست لگ گئے ہیں چنانچہ سید رفیق حسین شاہ صاحب ولد سید فضل حسین شاہ صاحب برادر چیرمین کمپنی کو زبردست ہیضہ ہو گیا۔ ان کی حالت خطرناک ہو گئی جسم ٹھنڈا پڑ گیا غشی طاری ہو گئی آج شام کے وقت ان کا ٹیکہ وغیرہ کیا گیا۔ جسم میں سردی پہنچائی گئی۔ اب حالت کچھ اچھی ہے۔ قریباً تین بجے اس جگہ سے قافلہ کی روانگی ہوئی پہاڑی راستہ آیا وہ ہی پرانی حالت کہ کہیں سوفٹ اوپر چڑھ جانا اور کہیں سوفٹ نیچے اتر جانا دشت لوط سے گذر رہے ہیں۔ پانی کا کوسوں پتہ نہیں ملتا۔ ۵ میل طے کر کے ایک چھوٹی سی کنوی ملی۔ جس کا پانی میٹھا مگر گدلا تھا حجاج اس پانی پر ایسے کرے جیسے تونس کے مارے اونٹ پانی کو لپٹ گئے۔ پہلے خوب جی بھر کر پیا پھر وضو کیا چھانگلیں بھرے نماز عصر پڑھی اس جگہ کچھ مکانات تھے اس بستی کا نام نصرت آباد ہے نماز عصر پڑھ کر چل دیئے ایک اور پہاڑ طیبور کر کے نماز مغرب پڑھی یہاں ہی چاند نظر آیا چاند آج کا ہی معلوم ہوتا ہے قدرے باریک ہے پھر وہاں سے روانہ ہوئے رات کو دس بجے زاہدان کی روشنی

نظر پڑی۔ حجاج نے نعرہ تکبیر نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری لگاٹے خوشی تھی کہ ایران کی سرحد پر پہنچے اور پاکستان قریب آیا۔

## ۳ ستمبر ۱۹۵۴ء یکم صفر المظفر ۱۳۷۴ھ پنجشنبہ

آج رات ساڑھے دس بجے ہمارا قافلہ زاہدان پہنچ گیا ہم پانچ آدمی ہوٹل میں پہنچے تمام ہوٹلوں میں کھانا ختم ہو چکا تھا ایک ہوٹل میں کھانا ملا۔ چاول گوشت اور سوٹ تلے ہوٹے انڈے۔ روٹیاں چائے خریدی۔ بیس روپیہ مل ادا کیا دس روپیہ صوفی محمد جمیل صاحب نے اپنی جیب سے دیئے اور باقی ہم چار آدمیوں نے کھانے سے فارغ ہو کر ہم پاکستان سفارت خانہ میں جہاں حکومت پاکستان کے سفیر صاحب رہتے ہیں پہنچے۔ سفارت خانہ کا بڑا ہال کمرہ ہمسار واسطے خالی کر دیا گیا بعض حجاج اس کمرے میں سوٹے بعض برآمدہ میں کیونکہ صرف اس کمرے میں اتنے حجاج کی گنجائش نہیں اس کمرہ میں شیخ کرم الہی صاحب سالار قافلہ مع اپنے رفقاء کے بھی مقیم ہیں شیخ صاحب کچھ بیمار ہیں۔ نزلہ بخار کی شکایت ہے رب تعالیٰ شفا دے شیخ صاحب دوپہر کو ہی زاہدان پہنچ گئے تھے تاکہ پاسپورٹوں کا کام جلد ختم ہو جاوے یہاں پانی کا اچھا انتظام ہے۔ بڑا عمدہ ٹکا لگا ہوا ہے صبح کو نماز فجر پڑھی چائے پی۔ شیخ صاحب کی کا سے ریڈیو سنایا گیا پتہ لگا ہے کہ پنجاب کے تین ہزار دیہات کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے لاہور میں راوی کا پانی ڈیڑھ فٹ گھٹ گیا ہے حجاج رور و کر دعائیں کر رہے ہیں۔

زاہدان باہر سے ۲۰۲ میل فاصلہ پر ہے زاہدان میں شام کو ۱۴ بجے تک قیام رہا دوپہر کو بازار میں گئے کچھ کپڑا انگوڑ گرما وغیرہ خریدے یہاں گرمائے ۳۱ آنے کیلوملا نگر شیرینی میں تمام جگہ کے گرموں سے بڑھ گیا ساڑھے چار بجے زاہدان سے روانہ ہوئے راستہ میں نماز عصر پڑھی اور مغرب کے وقت میر جاوا پہنچ گئے

میر جاوا زاہدان سے ۵۱ میل دور ہے یہ ایران کی آخری حد ہے یہاں ایرانی کسٹم آفسیر اور اس کا عملہ رہتا ہے۔ آفسیر مجھے اہل و عیال رہتا ہے بہت دیر کمرے اور بڑا سا برآمدہ بنا ہوا ہے آفسیر صاحب کے گھر والوں نے ہم لوگوں کے لئے بڑا ہال کمرہ خالی کر دیا اور سارا

برآمدہ اور باہر کے کمرے حجاج کے حوالہ کر دیئے گئے میر جاوا میں نماز مغرب اور عشاء پڑھی  
عشاء کے بعد کھانا کھایا میر جاوا بہت چھوٹی بستی ہے گوشت اور سبزیاں مل جاتی ہیں باقی تمام  
ضروریات زندگی زاهدان سے آتی ہیں۔

## یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء - صفر المظفر ۱۳۷۲ھ جمعہ

آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ میر جاوا سے روانہ ہوا۔ میر جاوا سے نکلنے ہی کچھ ریت ملی  
جس میں سے دشواری ہے ہماری بسیں گزریں پھر قلعہ سفید آیا یہ پاکستان کی پہلی سوجھ ہے یہ  
جلگہ دیکھتے ہی ہماری بس والوں نے خوشی میں نعرہ تکبیر نعرہ رسالت نعرہ حیدری پاکستان  
زندہ باد کے نعرے لگائے اور اعلان ہوا کہ تمام ڈرائیور اب بائیں کو ٹریفک کیا کریں ۲ بجے  
رات کو نوکنڈی پہنچ گئے تمام حجاج کو نوکنڈی کے کسٹم کی بہت فکر رہی اگر یہ فکر آخرت کے  
کسٹم کی ہو جائے تو ہزار ہا گنا ہوں سے بچ جاویں۔

۵۔ گوزیر از خدا تر سپدے ہچناں کز ملک ملک بو دے

اس وقت نوکنڈی میں سخت سردی تھی سرد ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ حجاج پریشانی  
میں ادھر ادھر گھومنے لگے نوکنڈی میں کچھ کچے کمرے بنے ہوئے ہیں اکثر حجاج نے ان  
کمروں میں پناہ لی ہم نے اس ایک کمرے میں زمین پر سوکرات گزار دی۔ صبح دیر سے آنکھ  
کھلی کیونکہ دیر سے سوئے تھے الحمد للہ کہ وقت پر نماز جماعت سے پڑھ لی نوکنڈی کے تین  
حاجی ہمارے قافلہ میں تھے۔ حاجی جمال خاں حاجی بارا خاں۔ حاجی شاہ محمد صاحب تینوں  
حضرات یہاں نوکنڈی میں اتر گئے چار حاجی جوڑک چوکی کے تھے جو آج شب اپنے مقام پر اترے  
نوکنڈی میں حاجی جمعہ خاں صاحب نے دنبہ کا ایک من گوشت حجاج کو مفت دیا جو  
کمپنی میں پکایا گیا پوسٹ آفس کھلنے پر بہت سے حجاج ہو گئے انہوں نے اپنے اپنے وطن  
بخریت نوکنڈی پہنچنے کا تار دیا ہم نے حکیم بہار شاہ صاحب گجرات کو اپنے بخریت پہنچنے  
کا تار دیا آج صوفی محمد جمیل صاحب نے حجاج سے فرمایا کہ دعا کرو کہ نوکنڈی میں میٹھا پانی لکے  
تمام کنویں کھاری ہیں۔ تیس چالیس میل تک میٹھا پانی نہیں سات دن میں ایک بار میٹھا

پانی ریل کے ذریعہ کوٹھڑے سے آتا ہے اس کی آمد پر یہاں بڑا ہجوم ہو جاتا ہے۔ ہفتہ سوموار کے دن گاڑی کوٹھڑے سے آتی ہے اور بدھ کے دن کوٹھڑے جاتی ہے یہ پانی پختہ گڑھوں میں بھر لیا جاتا ہے جو مقفل رہتا ہے اور مناسب قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے اس کام کے لئے باقاعدہ منشی مقرر ہے۔

آج ہمارے قافلہ میں تمام حجاج نے سامان کی فہرستیں بنا لیں۔ اور حکام کے حوالہ کیں کسٹم آفسیر نے بعض ڈرائیور اور ارکان کمپنی کی چیکنگ کی۔ جن کے پاس سے کپڑا بہت زیادہ برآمد ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کویت کی کپڑا مارکیٹ یہاں ہی آگئی ہے۔ بعض نے بوسکی کی دودھ قمیص بارہ بارہ گز کی پگڑیاں۔ دس گز کے تہیند جسم پر پہن رکھی ہیں حکام اس پر بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ تم تو مجسم بوسکی بنے ہوئے ہو یہاں سے پھٹے کپڑے پہنے گئے تھے وہاں سے دلہا بن کر آئے ہو۔ عرض کہ بڑی بدنامی ہوئی اور حجاج پر سختی شروع ہو گئی آج دن بھر میں صرف فہرستیں تیار ہوئیں اور چند خاص لوگوں کی چیکنگ ہوئی۔ سارے حجاج اپنا سامان اتارے ہوئے پاس بیٹھے رہے اور چیکنگ کے انتظار میں رہے آج انسی نار حجاج کے گئے۔ جن سے حجاج نے اپنے اہل قرابت کو بحیرت نوکنڈی پہنچنے کی اطلاع دی پوسٹ ماسٹر نوکنڈی بہت خلیق آدمی ہیں راولپنڈی کے رہنے والے ہیں آج جمعہ کی نماز نوکنڈی میں ہم نے پڑھائی۔ کیونکہ یہاں کے امام مولوی عبدالحمید صاحب کسی وجہ سے باہر گئے ہوئے ہیں

## ۳ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۳ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج رات نوکنڈی میں حجاج کی رات بہت تکلیف سے گزری کیونکہ حجاج نے کسٹم افسران سے اجازت چاہی کہ ہمارا سامان میدان میں پھیلا ہوا ہے اجازت دو کہ کسی جگہ رکھ لیں اور رات کسی محفوظ جگہ میں گذاریں۔ جہاں سردی نہ ہو۔ مگر حکام نے کچھ نہ سنا بلکہ حکم دیا کہ اپنے سامان کے پاس رہو ہم رات میں چیکنگ کریں گے اس لئے حجاج نے میدان میں رات گذاری سردی سخت تھی ہوائیں تھی حکومت کی طرف سے حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا حجاج نے دودھ گھنٹہ کی باری سے پہرہ دیا بمشکل صبح ہوئی۔

میں نے امام صاحب کے حجرے میں آرام سے رات گزاری ان کے شاگرد مولوی عبدالرحمن سلمہ نے بڑی خدمت کی۔ صبح کو سبز چلائے پلائی جو بڑی خوش ذائقہ تھی یہاں مسجد میں پندرہ بیس طالب علم بھی پڑھتے ہیں جو پندرہ عطار قدوری وغیرہ پڑھتے ہیں آج صبح ۸ بجے حکم ملا کہ ہر شخص اپنا سامان بس پر باندھے اور ہر بس علیحدہ پوسٹ کسٹم کے دفتر پر پہنچے وہاں علیحدہ چیکنگ ہوگی اس حکم کے ماتحت بس نمبر ۱۲ دفتر میں گئی۔ مگر ابھی تک اس کی چیکنگ نہ ہو سکی اور کل بیس بیس ہیں حجاج گھرا گئے کہ اس حساب سے بیس دنوں میں چیکنگ ہو سکے گی کمپنی کے پاس پانی کا انتظام نہیں تھا دوپہر کے کھانے میں بہت دیر ہوئی بہت سے حجاج نے نوکنڈی میں دکان سے روٹی کھائی۔ پرائیٹے فی عدد چار آنے گوشت فی پلیٹ ۳۰۰ دال مسور لے کر کھائی اور دوپہری بھر پریشان رہے بعد نماز ظہر کمپنی کی طرف سے نمکین چاول ملے جو بعض حجاج کھائے حجاج نے کوٹے کو تار دیئے کہ یہاں نوکنڈی میں پانی کی سخت تکلیف ہے اور <sup>حکمت</sup> حجاج میں دیر لگے گی براہ مہربانی اس کا اچھا انتظام کیا جائے جو اب آیا کہ تم لوگ دالبندین پہنچو وہاں ہمارا کسٹم آفسیر پہنچ رہا ہے۔ وہیں چیکنگ ہو جائیگی اس پر سب خوش ہو گئے اس لئے اب دالبندین جانا ہے۔

نوکنڈی کے ایک جانب گندھک کا پہاڑ ہے جہاں سے بہت گندھک پیدا ہوتی ہے دوسری طرف لوہے کا پہاڑ ہے جہاں سے بہترین لوہا نکلتا ہے ایک سمت سنگ مرمر کا پہاڑ ہے نوکنڈی بہت سی لائٹوں کا جنکشن ہے ایران۔ افغانستان۔ پاکستان مکران وغیرہ تمام جگہ کو راستے نکلتے ہیں شام کو چار بجے ہم کو حکم ملا کہ دالبندین چلو چنانچہ ہم نے کوچ کیا کچھ کسٹم آفس پر ٹھہرا پڑا یہاں سے کسٹم پولیس ہمارے ہمراہ جانے والی ہے انہوں نے اپنی جیب کار کے لئے پٹرول ہماری کمپنی سے لیا اور بہت دیر کے بعد روانگی ہوئی عصر کی نماز اسی دفتر میں پڑھی گئی پھر اس طرح روانگی ہوئی کہ آفسیر ہمارے آگے اور پولیس ہمارے پیچھے۔ درمیان میں حجاج کی بسیں۔ راستہ میں مغرب کی نماز پڑھی

۳ اکتوبر ۱۹۵۴ء بمصر المظفر ۱۳۷۴ھ یک شنبہ

آج رات کو ساڑھے اٹھ بجے ہمارا قافلہ دالبندین پہنچا۔ یہ جگہ نوکنڈی سے ۱۰۵ میل



جانب مشرق ہے راستہ بہت اچھا ہے دالبندین میں میٹھا پانی کثرت سے ہے درخت بھی بہت ہیں صوفی محمد جمیل صاحب نے نوکنڈی سے کچھ نمکین پراٹھے اپنے خرچ پر بولے تھے جو بعض حجاج کو راستہ میں کھلائے دالبندین میں ڈاک بنگلہ میں قیام ہوا تمام کمرے بند تھے حجاج کچھ تو برآمدہ میں ٹھہرے اور کچھ درختوں کے نیچے اور کچھ میدان میں پڑے ہمسوا ایک درخت کے نیچے جگہ ملی سردی کافی تھی جن کے پاس اور ٹھنڈے کو کم تھا انہوں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ کوٹھڑے حکم کسٹم رات کو ہی دالبندین ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے صبح بعض حجاج نے نماز تہجد پڑھی اور پھر نماز فجر پڑھی بعد نماز ایک بڑھے حاجی نے بلند آواز سے کہا کہ اے حکام پاکستان ہم غریب حجاج تین ماہ سے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں زمین پر سو رہے ہیں اور اب سردی کھا رہے ہیں ہم پر رحم کرو ہماری بسیں جلد چیک کر لو تاکہ ہم اپنے گھر جلد پہنچیں تمام حجاج نے تائید کی اور شور مچا گیا۔

سورج نکلنے ہی کسٹم آفسیر غلام جیلانی صاحب مع اپنے عملہ کے کمرہ سے باہر آئے ہم لوگوں کو سلام کیا اور چیکنگ شروع کر دی غلام جیلانی صاحب بہت شریف آفسیر ہیں انہوں نے نہایت پھرتی سے کام کیا دس پندرہ منٹ میں ایک بس کی چیکنگ کی اور حجاج کے ساتھ بہت نرمی اور اچھے اخلاق سے پیش آئے آج حجاج بہت ہی خوش ہیں اور آفسیر مذکور کی بہت ہی تعریفیں کر رہے ہیں تقریباً ۱۲ بجے دوپہر تک بہت سی بسوں کو پاس کر کے باہر نکال دیا بقیہ بسوں کے فارغ ہونے کی غنقریب ہی امید ہے۔

آج دیکھنے میں یہ آیا کہ جن لوگوں نے مال چھپانے کی کوشش کی ان پر سختی ہوئی اور جن لوگوں نے اپنا سب کچھ ظاہر کر دیا ان پر بہت نرمی کی گئی کہ اپنی کے ایک ملازم نے رضائی میں کپڑا بھر لیا تھا بجائے روٹی کے رضائی کھولی گئی اور ۳۰۸ روپیہ ٹیکس وصول کیا گیا۔ بس یہ ہی آخرت میں ہو گا کہ اپنے جرم کا اقرار کرنے والا مزے میں رہے گا اور انکاری کی آفت ہوگی یہ چیزیں قابل عبرت ہیں۔ دالبندین میں اتنی دیر لگی کہ نماز مغرب وہاں ہی پڑھی گئی۔ نماز ظہر تو بستی میں ادا کی گئی اور نماز عصر و مغرب وہاں ہی پڑھی لیں جہاں بسیں کھڑی تھیں۔

## ۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء ۵ صفر المظفر ۱۳۷۲ھ یومِ دو شنبہ

آج شب کو بعد نماز مغرب ہمارا قافلہ دالبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ نہایت صاف تھا اس لئے بسیں بے تکلف تیس میل کی رفتار پر چل رہی تھیں کہ اچانک ایک جانکاہ حادثہ پیش آیا وہ یہ کہ بس نمبر ۱۱ میں ڈرائیور کے سامنے والا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے اس لئے ڈرائیور نے آنکھوں پر چشمہ لگا رکھا ہے ہوا سے ڈرائیور کی آنکھوں میں پانی آگیا کچھ غنودگی بھی آگئی تھی اس لئے اسکی بس سڑک سے نیچے اتر گئی جب ڈرائیور کو ہوش آیا تو اس نے سڑک پر لائیکٹی کوشش کی جس سے بس نمبر ۱۱ لوٹ گئی سارا قافلہ رک گیا اور شروع کیا۔ حجاج اندر پھنسے رہ گئے لوگ اوپر چڑھ گئے اس بس کے حجاج کو بمشکل نکالا۔ الحمد للہ کسی حاجی کے چوٹ نہ آئی ایک حاجی بے ہوشی کی حالت میں سفری شفاخانے میں پہنچ گیا الحمد للہ صبح تک وہ بھی ٹھیک ہو گیا بس کے صرف شیشے ٹوٹے باقی بس بھی محفوظ رہی سب مل کر بس کو سیدھا کیا اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ رات کے ایک بجے قافلہ نوشکی پہنچ گیا سردی سخت تھی ہوا بہت ٹھنڈی چل رہی تھی نوشکی اسٹیشن پر قافلہ نے قیام کیا۔ اسٹیشن کے کوارٹروں میں کچھ حاجی گھس گئے اور بعض نے اسی طرح ہوا میں رات گزاری۔ صبح کو پلیٹ فارم کے پانی سے وضو کیا اور پلیٹ فارم پر ہی جماعت کی۔ کھانا کھایا چائے پی اور بجے صبح قافلہ روانہ ہو گیا نوشکی دالبندین سے ۱۲۳ میل جانب مشرق ہے صبح دس بجے ہمارا قافلہ کوئٹہ پہنچا اور اس ہی پہلی جگہ مدرسہ مطہر العلوم میں قیام کیا بعض حجاج نے کوئٹہ سے قافلہ چھوڑ دیا اور ریل سے اپنے مقامات کو چلے گئے کوئٹہ ۸۹ میل نوشکی سے جانب مشرق ہے۔

بعض حجاج نے نوشکی سے حکومت کو تارے دیا تھا کہ کمپنی کی بسیں سفر کے قابل نہیں۔ اس لئے یہاں آتے ہی کمپنی کو پولیس کا حکم پہنچا کہ پہلے گاڑیوں کی چیکنگ کراد پھر تم کو جانے دیا جائیگا چنانچہ آج قافلہ نہ جاسکا پولیس نے بسوں کو گھیر لیا تحقیقات کی اور جانے کی اجازت دیدی آج دوپہر کو ہم لوگوں نے کھانا نمکین ہوٹل میں کھایا کھانا بہت لذیذ تھا اور قیمت بھی مناسب تھی۔ انگور، سیب، سردار، آڑو اس وقت کوئٹہ میں ارزاں ہیں سیب ۳۰ سیر۔

انگور ۶۔ سبز سردا ۴۔ سیر آرڈو ۸۔ سیر عام فروخت ہو رہے ہیں ہم نے بھی فروٹ گھر کے لئے خریدنا حجاج کے اہل قرابت جو کوٹھ میں رہتے ہیں انہوں نے حجاج کی دعوت و قیام کا انتظام کیا مگر کمپنی نے اعلان کیا ہوا تھا کہ قافلہ ابھی جا رہا ہے کوئی حاجی اپنے اہل قرابت کے ہاں جا نہ سکا چنانچہ میرے محترم دوست عبدالخالق ملتانی نے مجھے بہت تلاش کر کے پایا اور اپنی دکان پر لے گئے اور بہت اصرار کیا کہ آج رات ہمارے ہاں قیام کرو مگر کمپنی کے اعلان سے مجبوری تھی۔ لیکن میں کمپنی کے اس اعلان سے نہ قیام کر سکا۔ مگر رات کو دس بجے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ قافلہ صبح جائے گا۔

کوٹھ میں عام مسلمان سنی عقیدے کے ہیں مگر علماء سب دیوبندی ہیں اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں بظاہر سنی بنتے ہیں یہاں ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ کو ۵۰۔۶۰ بجے سجا کر جلوس کی شکل میں نکالے جاتے ہیں پھر انہیں ذبح کر کے پلاؤ پکا کر گیارہویں شریف کی جاتی ہے سب دیوبندی علماء فاتحہ پڑھ آتے ہیں اور کھالتے ہیں۔ اسلامی جماعت اور قادیانیوں کا بہت زور ہے کوٹھ مدینہ منورہ سے ۲۹۱۵ میل ہے۔

## ۵ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۶ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج رات قافلہ جانے کو تھا مگر عبداللہ خان کنجاہی جو قافلہ کے اسٹنٹ ڈاکٹر ہیں اور رفیق شاہ صاحب میں جھگڑا ہو گیا اس لئے قافلہ چلنے سکا رات وہیں گزاری اور بجے صبح کوٹھ سے چل پڑا چند میل فاصلہ پر قافلہ رک گیا حجاج میں مشہور ہو گیا کہ قافلہ کوٹھ پولیس نے روک لیا ہے کیونکہ ڈاکٹر عبداللہ خان نے رفیق شاہ کے خلاف رپورٹ کر دی ہے رفیق شاہ پورس ہو گئے ہیں اس لئے تحقیقات ہو گی سب جج پریشان ہو گئے مگر یہ خبر غلط نکلی ۵ صفر منٹ کے بعد قافلہ چل پڑا ۱۱ بجے سی سے گذرا مگر وہاں قیام نہیں ہوا ۳ بجے قافلہ جھٹ پٹ پہنچا پھر قریب ۴ بجے جبکہ آباد پہنچ کر قیام کیا۔ جبکہ آباد کے کنارہ پر بڑا عمدہ باغ اور مسجد ہے مسجد میں نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ پھر بہت سے حجاج کھانا کھانے بازار چلے گئے ہم نے بھی ہوٹل میں کھانا کھایا۔ مچھلی گوشت گرم روٹیاں بہت مزے سے کھائیں جبکہ آباد کی سیر کی

اچھا شہر ہے بازار سے کچھ ضروری اشیاء خریدیں جب قافلہ میں واپس آئے تو دیکھا کہ اہل جیکب آباد کا میلہ لگا ہوا ہے۔ بڑی محبت سے یہ لوگ پیش آئے اور اپنی بے خبری پر افسوس کرتے تھے کہ ہمیں اس قافلہ کی اطلاع نہ ملی ورنہ ہم لوگ دعوت کرتے۔ پھر عبدالعزیز صاحب نے قافلہ کو چائے پلائی۔ ہفتہ وار اخبار ستارہ جو جیکب آباد سے نکلتا ہے اس کے ادیٹر اور کچھ دیگر اخبارات کے نمائندے ملاقات کرنے آئے اور حجاج سے راستہ کے حالات پوچھنے لگے۔ سب لوگ ہمیں حج اور زیارات کی مبارکباد دیتے تھے۔ جیکب آباد کوٹھ سے ۹ میل فاصلہ پر جانب جنوب مشرق ہے اس کے بعد قافلہ جیکب آباد سے روانہ ہوا اور نماز مغرب شکارپور پہنچ کر کنارہ شہر پر ادا کی پھر شکارپور سے ہوتے ہوئے سکھر کو روانہ ہو گئے شکارپور اچھی مگر معمولی بستی ہے اور جیکب آباد سے ۹ میل فاصلہ پر ہے۔ شکارپور سے قافلہ بعد مغرب چل پڑا اور قریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سکھر پہنچ گیا۔ سکھر میں قافلہ کو شہر والوں نے گھیر لیا مبارکباد دی ہماری بسیں شہر میں ٹھہریں۔ پٹرول بھروایا۔ حجاج نے سکھر کے بسکٹ وغیرہ خریدے قریباً ایک گھنٹہ ٹھہر کر آگے بڑھے اور دریا سندھ کے پل سے گزرے ہوئے کنارہ پر ڈیرہ ڈال دیا اللہ کی شان ہے کہ ایران اور کوئٹہ میں سردی تھی مگر جیکب آباد میں پسینہ آ رہا تھا اور سکھر میں کھلے میدان میں چادر اوڑھ کر سوئے یہاں موسم نہایت خوشگوار تھا حجاج وطن کی خوشی میں پھولے نہ سمانے تھے۔ سکھر کوٹھ سے ۲۵ میل ہے جیکب آباد میں چاول بہت پیدا ہوتا ہے تا حد نظر وہاں چاول ہی نظر آتا ہے سکھر میں موسم خوشگوار تھا۔

## ۶ اکتوبر ۱۹۵۷ء صفر المظفر ۱۳۷۷ھ چہار شنبہ

آج صبح صادق کے وقت کوچ کا اعلان ہو گیا۔ نماز فجر پڑھی چائے پی اور قافلہ سکھر سے روانہ ہو گیا راستہ بہت اچھا تھا اچھا سفر ہوا دس بجے سے پہلے صادق آباد ریا بہاد پور پہنچ گئے کچھ ڈیرہاں ٹھہرے اور چل دیئے۔ رحیم یار خاں۔ بہاولپور سمسٹہ وغیرہ تمام چھوڑتے ہوئے چلے گئے اب ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور فوراً چل دیئے ڈیڑھ بجے پنج منڈ پہنچے۔ جاتے ہوئے بھی یہ جگہ راستہ میں آئی تھی۔ مگر شب کی وجہ سے سیر نہ

ہو سکی تھی آج دن میں یہاں پہنچے خوب سیر کی یہ جگہ سکھر سے ۱۹۶ میل فاصلہ پر ہے یہاں پانچ دریا ملتے ہیں۔ ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب۔ جہلم۔ یہاں سے دو نہریں نکالی گئی ہیں اور زبردست ہیڈ بنا ہوا ہے دو طرفہ بہنے والا اور درخت ہیں بہت ہی دلکش نظارہ ہے پولیس کا اچھا انتظام ہے یہ پانچوں ندیاں مل کر بہت پانی ہو گیا ہے ایک طرف ننگالنگا ہوا ہے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔ بڑا زبردست پل بنا ہوا ہے پل پر لائن بھی ہے۔ جس پر پھولی ٹیسی ٹرالی چلتی ہے۔ حجاج نے یہاں کی خوب سیر کی پل میں سیرھی لگی میں جن کے ذریعہ پانی تک پہنچا جاسکتا ہے کئی احباب نے نیچے اتر کر پانی پر سیر کر وضو کیا۔ یہاں ایک پھولی ٹیسی پختہ مسجد بھی بنی ہے جو آباد ہے وہاں نماز ظہر ادا کی گئی۔ اور قافلہ چل پڑا کچھ میل طے کرنے پر ایک بس کا ٹائپر پکچر ہو گیا اور تمام قافلہ رک گیا یہاں پنج ند کا بہت اونچا اور چوڑا بند ہے نیچے برابر میں پختہ سڑک ہے دور وہ گھنے درختوں کی قطار ہے جن کی شاخیں ایسی آپس میں ملی ہیں کہ سڑک پر دھوپ نہیں آتی کئی میل تک یہ قطار ہے خوشنما منظر ہے ادھ گھنٹہ کے بعد قافلہ یہاں سے چلا۔ راستہ میں چننا کاپل آیا جس پر ریل بھی چلتی ہے اور سواریاں بھی اسی جگہ نماز عصر پڑھی پھر ۴ میل پر خان گڑھ۔ پھر وہاں سے ۵۸ میل پر مظفر گڑھ سے گذرے۔

خان گڑھ اور مظفر گڑھ کے لوگ دور وہ قطاریں بناٹے ہوئے کھڑے تھے جو نعرہ تکبیر اور مبارکباد اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔ مغرب کے وقت ہمارا قافلہ ملتان پہنچا یہاں کھانے کا انتظام اہل ملتان نے کیا تھا بہت پر تکلف دعوت کی بٹیر اور بکرے کا گوشت پلاؤ زردہ حجاج کی خدمت میں پیش کیا ملتان میں مولانا سید مسعود علی صاحب صدر مدرس انوار العلوم سے ملاقات ہوئی پھر کھانے کے بعد مولانا غلام ربانی مع اپنے رفقاء کے ملنے آئے ہمارے بھول گلوں میں ڈالے حاجی عبدالغفار صاحب فاضل انوار العلوم ملتان بھی تشریف لائے یہ ہم کو مکہ مکرمہ میں ملے تھے ہم سے پیچھے حجاز سے چلے تھے اور ۱۳ ستمبر کو ملتان پہنچ گئے تھے۔ ان کے ذریعہ حضرت مولانا الحاج علی حسین صاحب مدنی نے مدینہ منورہ سے اپنی تصنیف شدہ تین کتابیں ہمارے واسطے بھیجی



تھیں مولانا عبدالغفار صاحب نے وہ کتابیں مرحمت کیں بڑی محبت سے پیش آئے۔  
حضرت مولانا الحاج سید ابوالنجم مولانا احمد سعید صاحب کاظمی مدظلہ سے ملاقات کی  
تھا تھی۔ مگر وقت تھوڑا ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی ملتان کے کسی بزرگ کے  
مزار پر حاضری کا موقع نہ ملا وہاں سے ہی فاتحہ پڑھ لی۔

## ۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء ۸ صفر المظفر ۱۳۷۲ھ پنجشنبہ

آج شب کو ملتان پہنچنے پر پتہ لگا کہ لاہور کی سڑک براہِ خانپوال پر سیلاب کا  
پانی آگیا ہے ٹریفک اور ریل سب بند ہے دوسرا راستہ وہاڑی بورے والا سے جو  
گذرتا ہے وہ اب تک کھلا تھا مگر اس پر بھی پانی آ رہا ہے بارہ بجے رات تک سڑک بھی  
بند ہو جائیگی اس خبر سے سب کو پریشانی ہو گئی اور طے یہ ہوا کہ ابھی قافلہ روانہ ہو جائے  
اور بورپوال پہنچ کر وہاں ہی قیام کیا جاوے چنانچہ کھانا کھاتے ہی بسوں نے پٹرول لیا  
اور اس راستہ پر چل دیئے۔

۶۴ میل چل کر موضع وہاڑی پر قیام کیا بارہ بجے شب کو یہاں پہنچے اور بستر کر کے  
لب سڑک سو رہے۔ حجاج کے دلوں پر بہت خوف تھا مگر اللہ کے فضل سے کہیں پانی  
نہیں ملا البتہ راستہ میں ہر جگہ پولیس کے حفاظتی دستے مقرر ہیں جو کہ نگرانی کر رہے ہیں  
ملتان سکھر سے ۲۷۶ میل جانب جنوب مشرق ہے اور ملتان سے مدینہ منورہ کا  
فاصلہ اس راستہ سے ۳۴۲ میل ہے ملتان میں اگر معلوم ہوا کہ سیلاب کا خطرہ بڑھ رہا  
ہے ملتان سے دس میل فاصلہ پر کوئی عظیم الشان بند ہے۔ بند کیا ہے ایک قلعہ ہے اس  
کی حفاظت کے لئے تمام پولیس فوج اور شہر کی تمام بسیں مقرر ہیں سینٹ ریمہ کی بوریاں  
پتھر اس بند پر ڈال رہے ہیں۔ شہر کے آس پاس کے گاؤں خالی کرائے جا رہے ہیں صرف  
لاہور کا راستہ براہ لودہراں دینا پور کھلا ہے باقی ہر طرف سے راستے بند ہو چکے ہیں ریلیں  
بند ہیں بہت پریشانی ہے۔

ہمارے قافلہ کی تین بسیں نمبر ۲ نمبر ۳ جن میں لاٹپور کے حجاج تھے وہ ملتان سے

براستہ مظفر گڑھ جھنگ روانہ ہو گئیں اور ہم لوگ ادھر لاہور چل دیئے گویا ملتان سے ہمارے قافلہ کے دو حصے ہو گئے ہیں تین بسیں لاٹپور کو گئیں باقی لاہور کو۔

صبح کو نماز فجر جماعت سے ادا کی اور چلے پی کر پونے سات بجے وہاڑی سے چلے۔ راستہ میں بہت سی بستیاں ہیں۔ جیسے بورے والا عارف والا۔ عارف والا سے ۲۰ میل سفر کر کے ۹ بجے منٹگمری پہنچے منٹگمری ملتان سے اس راستہ سے ۱۳۶ میل ہے اگر ہم خانیوال کے راستہ سے آتے تو فاصلہ کچھ کم ہوتا پونے دس بجے اوکاڑہ اور ساٹھ بجے دس بجے رینا خورد پہنچے مگر ان مقامات پر قیام نہیں کیا صرف گزر گئے راستہ میں رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے پانی نہیں ملا خشک راستہ تھا البتہ بھائی پھیرو کے پاس کچھ پانی تھا اور سڑک پر بھی پانی تھا جسے آسانی سے عبور کر لیا۔ ۱۱ بجے دوپہر کو ہمارا قافلہ لاہور پہنچا۔ اسٹیشن کے پاس ایس روڈ پر قیام ہوا اس جگہ مسلمانوں کا بڑا ہجوم تھا شہر کے لوگ اور حجاج کے اہل قرابت راولپنڈی، گجرات، جلال پور وغیرہ دیگر مقامات کے آئے ہوئے تھے یہ لوگ قافلہ کے انتظار میں کئی روز پہلے سے لاہور آگئے تھے ہار پھولوں کے ڈبیر تھے یہاں آتے ہی اعلان ہوا کہ کھانا تیار ہے حجاج کھائیں۔ الحاج بابو نور احمد صاحب کی طرف سے کھانے کا انتظام تھا بہترین بریانی حجاج کو کھلائی حاجی نور احمد صاحب ہمارے قافلہ میں حج کو گئے تھے۔ مگر مدینہ منورہ میں ہم سے جدا ہو کر بحری جہاز سے واپس آئے ہم سے بہت پہلے لاہور پہنچ چکے تھے یہ کھانا انہوں نے ہی دیا۔ کھانا کھا کر ہم حضرت قبلہ مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب دام ظلہم کے دولتخانہ پر ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت ممدوح بہت ہی کرم سے پیش آئے وہاں ہی نماز ظہر پڑھی غسل کیا پھر نماز عصر ادا کی حضرت مولانا ابوالبرکات دام ظلہم کے دولت کدہ پر حضرت مولانا امین الدین صاحب بدایوانی سے ملاقات ہو گئی آپ کاموں کی سے تشریف لائے موئے تھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔

عصر کی نماز پڑھ کر میں حضرت الحاج ابوالبرکات زید مجدہم کے ہمراہ حضرت خواجہ دانا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر حاضری دی وہاں فاتحہ پڑھی نماز مغرب کے قریب حضرت الحاج میاں محمد صاحب اور مولوی الحاج غلام رسول صاحب

سجادہ نشینانِ داتا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بہت ہی کرم سے پیش آئے نماز مغرب تیار تھی۔ مجھے اصرار سے حکم دیا گیا کہ نماز تم پڑھاؤ آج جمعرات تھی دربار شریف میں ناشرین کا بڑا ہجوم تھا قریباً دس صفیں نمازیوں کی تھیں ناشرین سے بازار بھرا ہوا تھا نماز کے بعد تمام حاضرین نے بڑی محبت سے معاف کیا گلے ملے ان حضرات کی محبت یاد رہے گی نماز عشاء یہاں ہی پڑھی نماز کے بعد میرا ہسپتال گئے وہاں عزیزہ محمد اشرف ولد حاجی فضل الہی مرحوم کو دیکھا وہ بیمار ہیں اور میوہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں رب تعالیٰ شفاء بخشے۔ میوہ ہسپتال سے سیدھے اپنے کیمپ میں آگئے۔ عزیزہ گرامی حاجی حافظ رحمت اللہ سلمہ گجرات سے آئے ہوئے تھے وہ بھی داتا صاحب کے دربار میں ملے معلوم ہوا کہ دوپہر کے آئے ہوئے ہیں اور زید یونس سے قافلہ کی آمد کی اطلاع سنکر ہم سے ملنے بلکہ ہمیں لینے آئے ہیں۔ لاہور ملتان سے راستہ پر ۲۴۱ میل ہے اور لاہور کا فاصلہ مدینہ منورہ سے اس راستہ پر ۳۶۸۳ میل ہے۔

## ۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء و صفر المظفر ۱۳۷۱ھ یوم جمعہ

آج رات ہم نے لاہور اسٹیشن پر لے پرسی روڈ پر اپنے کیمپ میں آرام کیا پونے چار بجے بیدار ہوئے بعض حجاج نے نماز تہجد ادا کی۔ صبح ہونے پر نماز فجر اجماعت کیمپ میں ہی ادا کی۔ بعد نماز حجاج کو روانگی کی بہت جلدی تھی لیکن کمپنی نے روانگی میں کچھ توقف کیا سات بجے صبح کو لاہور سے قافلہ روانہ ہوا درمیان میں جہاں سے قافلہ گذرنا تھا۔ لوگ دورویہ صف بستہ کھڑے ہو کر نعرہ تکبیر نعرہ رسالت۔ مبارک مبارک کے شور سے فضا میں گونج پیدا کرتے تھے گوجرانوالہ ۹ بجے قافلہ پہنچا وہاں بہت خلقت ہار پھول لٹھوئے موجود تھی۔ پندرہ منٹ قافلہ نے گوجرانوالہ میں قیام کیا۔ جو حاجی وہاں اترنے والے تھے وہ وہاں ہی اتر گئے سوانو بجے قافلہ گوجرانوالہ سے روانہ ہوا کچھ دیر وزیر آباد میں قیام کر کے دس بجکر بیس منٹ پر قافلہ گجرات پہنچا۔ گجرات کے لوگ پہلے سے ہی زنگ بزنکے ہار پھول لئے لب سڑک چشم براہ کھڑے تھے تمام بسیں سیدھی راولپنڈی چلی گئیں۔ کیونکہ

ان میں گجرات کے حجاج نہ تھے صرف بس نمبر ۹ اور نمبر ۱ اور ایک دو اور بس میں روکیں۔ ہجوم نے حجاج کی بسوں کو گھیر لیا۔ ملنے ملانے میں بہت دقت صرف ہوا۔ پھر سامان اتارا گیا۔ برخواستہ محمد میاں سلمہ اپنا تانگہ لئے پہلے ہی سے کھڑے تھے ان کے تانگہ میں بیٹھ کر ۱۱ بجیریت تمام گھر پہنچے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

محترم دوستوں کا تانما بندہ گیا۔ ہر ایک دعا کرتا تھا۔ سب سے پہلے محلہ کی مسجد میں نقل شکرانہ ادا کئے پھر گھر میں داخل ہوئے جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا غسل کیا۔ لباس زیبیل کیا اور جامع مسجد چوک پاکستان میں پہنچے آج نمازیوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا تمام لوگ حالات سفر سننے کے لئے تشریف لائے تھے اس علاقہ میں پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا کہ اس سفر میں مشکلات درپیش آئیں مگر ہم نے عرض کیا کہ دیدارِ مشکور، باسمند طے کر کے ہی نصیب ہوتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَآصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔

ہمارا سفر ۲ جون ۱۹۵۴ء کو شروع ہوا اور اٹھ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو ختم ہوا۔ کل سو اتین مہینے سفر ہوا اور گجرات سے گجرات تک نو ہزار دو میل سفر ہوا۔ مدینہ منورہ گجرات سے اس راستہ سے ۳۷۵۴ میل جانب شمال ہے۔

اس سفر میں ہم نے دو چیزیں عجیب دیکھیں ایک یہ کہ دراز سفر میں پہلا گجرات سے مدینہ منورہ تک، ایک اچھ زمین کسی غیر مسلم کی نہ آئی۔ تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی آئیں۔ پاکستان کے بعد ایران پھر عراق پھر کویت پھر نجد پھر حجاز یہ تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی ہیں۔ الحمد للہ۔ رب تعالیٰ برکتیں دے دوسرے یہ کہ ان تمام اسلامی ممالک میں ہندو سکھ آباد ہیں خوب کاروبار کرتے ہیں۔ چنانچہ مشہد مقدس میں سب سے بڑی فسرہ رام جی مول چندکا ہے۔ مگر ان غیر مسلموں کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم اپنے دیس میں ہیں یا کہ اسلامی ملک میں۔ بڑی امن و عافیت۔ آزادی زندگی بسر کر رہے ہیں مگر افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمان بالکل غیر محفوظ ہیں۔ کوئی سال بلکہ کوئی مہینہ خالی نہیں جاتا کہ جب کسی نہ کسی بہانے سے مسلمانوں

کابے دریغ قتل نہ ہوتا ہو۔ بھارت کو عبرت چاہیے۔  
 احمد یار خاں خطیب جامعہ مسجد غوثیہ  
 گجرات پاکستان  
 ۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ جمعہ



حصّٰلادو

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ گنہگار سیاہ کار کو کئی بار حرمین طیبین کی حاضری سے نوازا۔ چنانچہ جب میں ۱۹۵۷ء یعنی ۱۳۷۷ھ میں تیسرے حج و زیارت سے مشرف ہوا۔ تو یہ تیسرا حج میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ یعنی حج بدنی کیا۔ اس کے بعد دو آرزوؤں نے دل میں گدگدی پیدا کی۔ اور یہ گدگدی گویا جنوں کی حد کو پہنچ گئی۔ ایک یہ کہ میں کس طرح ماہ رمضان مدینہ منورہ میں گزاروں۔ مسجد نبوی شریف میں ماہ رمضان کا اعتکاف کروں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کی محسنہ اعظم یعنی حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے حج ادا کروں۔ یہ میری دلی تڑپ تھی۔ مگر کوئی تدبیر بن نہ آتی تھی۔ حالت یہ تھی کہ شعر

کوئی تدبیر بر نہیں آتی      کوئی صورت نظر نہیں آتی

صدقہ اس کریم کی کرم نوازی کے، قربان اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بندہ نوازی کے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر زیارتی پاسپورٹ کی درخواست دے دی۔ دس روپیہ کا ٹکٹ درخواست پر لگایا۔ اور سولہ سو روپیہ کی سیکورٹی یعنی زر ضمانت جمع کرائی۔ فی درخواست آٹھ سو روپیہ بر خوردار مفتی محمد میاں مفتی مصطفیٰ میاں کی کوششوں سے بمشکل تمام یہ پاسپورٹ بنا۔ پھر ہم نے پاسپورٹ ہائی لینڈ ٹریولرز کمپنی مال روڈ لاہور کے دفتر میں چوہدری محمد امین صاحب کو سپرد کر دیا۔ انہوں نے یہ پاسپورٹ مع درخواست زر تبادلہ کے لئے کراچی بھیج دی۔ وہاں زر تبادلہ کے لئے ہراگریزی ماہ کی پچیس تاریخ کو قریعہ پڑتا ہے۔ الحمد للہ کہ ہمارا نام قریعہ میں آگیا۔ پھر زر تبادلہ کیلئے اسٹیٹ بینک میں پاسپورٹ جمع کر دیا گیا۔ اور ہمارا پاسپورٹ پھر کراچی سعودیہ عربیہ کے ویزے

کے لیے بھیج دیا۔ ادھر ہم دونوں نے آٹھ دن میں دو ٹیکے لگوا کر ہیلتھ سرٹیفکیٹ حاصل کر لئے۔ ہائی لینڈ والوں کا ایک دفتر کراچی میں وکٹوریہ روڈ پر شیرازان ہوٹل سے متصل بھی ہے جہاں کے افسر بدرالدین صاحب ہیں۔ مگر دو ماہ کے بعد جب کہ ماہ رمضان بالکل قریب آگیا۔ تو اچانک جمعرات کے دن دوپہر کو محمد امین صاحب کا لفاظہ پہنچا۔ کہ آپ کا پاسپورٹ کراچی سے واپس آگیا۔ ویزا نہ بن سکا۔ آپ خود کراچی جائیں۔ اس خبر نے مجھے دیوانہ کر دیا۔ فوراً برخوردار مفتی محمد میاں کو لے کر لاہور پہنچا۔ اور ہائی لینڈ کے دفتر سے پاسپورٹ لے کر تیز رو سے کراچی روانہ ہو گیا۔ اور جمعہ کے دن مغرب کے قریب کراچی پہنچا۔ بعد مغرب مولانا محمد انور صاحب ابن حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جناب مولانا احمد نورانی صاحب یورپ کے تبلیغی دورے سے واپس آئے ہوئے ہیں۔ چلئے ہم ان کے پاس چلیں۔ ہم دونوں مولانا احمد نورانی صاحب میرٹھی ابن حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی کے دولت خانہ پر صدر متصل مبین مسجد پہنچے۔ مولانا سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ گھبراؤ نہیں۔ انشاء اللہ ویزہ بن جاوے گا۔ مولانا کی اس تسلی سے ہماری خشک کھیتی بہری ہو گئی۔ اس کے بعد آس لگ گئی۔ ہفتہ کی شب آرام باغ میں عبدالرحیم صاحب ٹوڈن جامع مسجد آرام باغ کے حجرہ میں گزار دی۔ سخت سردی تھی۔ صبح ہفتہ کے دن مولانا احمد نورانی صاحب کے ہمراہ سعودی سفارت خانہ پہنچے۔ ماشاء اللہ وہاں مولانا کے بڑے اثرات ہیں مولانا کو دیکھ کر سارا عملہ تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ مولانا نے حج کے ویزے کی درخواست پر کی۔ سعودی قونصل صاحب نے بلا حیل و حجت منظور فرما کر مہر لگا دی۔ اور فرمایا کہ ویزہ منظور کر لیا گیا ہے۔ کل اتوار ہے۔ پرسوں سو موار کو انشاء اللہ ویزہ مل جائے گا۔ الحمد للہ کہ مولانا احمد نورانی مدظلہ و مد عمرہ کے وسیلہ سے یہ ناقابل حل معمرہ حل ہو گیا۔ گجرات کو مبارک باد کا تار دے دیا گیا۔ اس خبر سے سارے دوستوں میں چہل پہل ہو گئی۔ ہر طرف سے مبارکبادیاں آنے لگیں۔ پیر کے دن مولانا احمد نورانی صاحب کے ہمراہ جا کر ویزہ حاصل کیا گیا۔ سعودی سفارت خانہ

میں جا کر دیکھا تو عشاقِ مدینہ کا ہجوم لگا ہوا ہے۔ چار چار ماہ سے لوگ کراچی پڑے ہوئے ہیں ویزہ کی کوشش کر رہے ہیں مگر کامیابی نہیں ہوتی۔ آج وسیلہ کا مسئلہ مشاہدے سے حل ہو گیا۔ کہ مولانا نورانی میاں کے وسیلہ سے دو دن میں کام ہو گیا۔ بغیر وسیلہ چار چار ماہ میں کام نہ ہو سکا۔ یہ ہی حال قیامت میں ہو گا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر ب تک کسی کی پہنچ نہ ہوگی۔ شفاعت سے قیامت کا کاروبار شروع ہو گا۔

دوستو خیال رہے کہ مولانا احمد نورانی مدظلہ جو ہمارے اس حج و زیارت کا ذریعہ بنے۔ آپ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی قدس سرہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ میرٹھ کے رہنے والے ہیں۔ کراچی میں مقیم ہیں۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی وہ مبلغ اسلام ہیں۔ جنہوں نے امریکہ، افریقہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، سنگاپور، ملائیشیا میں بے مثال تبلیغ کی۔ آپ کی تبلیغ سے ۴۵ ہزار انگریز مسلمان ہوئے۔ آپ نے بہت سی مسجدیں مدرسے تعمیر کرائے۔ ہمیشہ یورپ کے مسافر رہے۔ یہ سب کچھ آپ نے اعلیٰ حضرت مجدد و مائتہ حاضرہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کے ارشاد سے کیا۔ اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں۔ آپ کے پورے حالات کتاب تمدن انڈونیشیا میں دیکھو۔ یہ کتاب حکومت انڈونیشیا کی طرف سے چھپی ہے۔ اور پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اس کے صفحات ۵۲۰ سے ۵۴۵ تک مفصل مذکور ہیں کتاب میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ انڈونیشیا میں اسلام پھیلانے والے حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی ہیں۔ مولانا نے عشقِ مدینہ کے جوش سے مدینہ پاک میں اپنا مکان بنوایا۔ اور آخر کار مدینہ منورہ میں ہی وفات پائی۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے قدم شریف میں جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا احمد صاحب نورانی والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان ہی مذکورہ بالا ممالک میں تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر بھی بہت عیسائی ایمان لائے۔ اور آپ نے جگہ جگہ مساجد و مدرسے تعمیر کرائے۔ آپ کی ذات سے بھی دین اسلام کو بہت

فائدے پہنچے۔ آپ کو بڑا شرف حاصل یہ ہوا۔ کہ حضرت والا مرتبت الجراح مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی دامت برکاتہم العالیہ کی پوتی سے آپ کا نکاح ہوا۔ اور اب آپ مدینہ منورہ کے باسی ہو گئے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قادری مدظلہ العالی حضرت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے خلیفہ ارشد ہیں۔ مدینہ منورہ میں باب مجیدی کے سامنے آپ کا دولت خانہ ہے۔ جو حرم شریف سے بالکل ہی قریب ہے۔ صرف سڑک پیچ میں ہے۔ سعودی ہوائی جہاز کے دفتر کے پیچھے واقع ہے۔ آپ کا دولت خانہ مدینہ منورہ میں سنتیت کامرکز ہے۔ آپ بفضلہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے اولیاء کالمین سے ہیں۔ ڈائری میں مدینہ کو آپ کی زیارت ضرور کرنی چاہیے۔ مولانا احمد نورانی صاحب کا اسی آستانہ عالیہ سے رشتہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی کرم ہے۔ اب مولانا احمد صاحب نورانی دو طرح سے اہل مدینہ سے ہیں۔ ایک اس طرح کہ ان کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب میرٹھی نے اپنا مکان مدینہ طیبہ میں بنوا کر چھوڑا ہے۔ جس کے مالک اب مولانا نورانی ہیں دوسرے اس طرح کہ مدینہ منورہ میں ان کی کسرال ہے۔ ہم مولانا نورانی کو اسی ڈبلی سعادت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ بہر حال ہم سعودیہ عربیہ کا ویزہ حاصل کر کے لاہور ہائی لینڈ ٹریولرز کے دفتر پہنچے۔ انہوں نے ویزہ دیکھ کر ہم کو مبارک باد دی۔ اور کراچی، جدہ، عمان بیت المقدس، دمشق، بیروت، بغداد، طہران، کراچی، لاہور کے ٹکٹ بنا دیئے ہم سے دو ٹکٹوں کے پانچ ہزار اٹھتر روپیہ یعنی فی ٹکٹ دو ہزار پانچ سو انتالیس روپیہ وصول کیئے۔ اور ہم کو ذرہ تبادلہ کا اسٹیٹ بینک کا فارم دے دیا۔ پھر ہم گجرات واپس ہوئے۔ تیسرے دن پھر لاہور حبیب بینک گئے۔ جہاں سے جناب شیخ منظور حسین صاحب اور جناب شیخ صاحب کے ذریعہ دو ہزار چونتیس روپیہ دے کر ایک سو پچاس پونڈ حاصل کیئے۔ یعنی فی پونڈ تیرہ روپیہ نو آنے حرمین طیبین میں ہم کو فی پونڈ سارے بارہ ریال ملے۔ یعنی فی پونڈ سترہ آنہ کم لاہور کے ان تمام شخصوں سے نجات پا کر ہم گجرات آئے۔ اور پھر گجرات سے ملک عرب روانہ ہوئے۔



## ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

الحمد للہ تعالیٰ آج ہماری روانگی کا دن ہے۔ آج صبح جامع مسجد غوثیہ گجرات میں قرآن کریم کا الوداعی درس دیا۔ آیت یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا قریباً گیارہ سواں درس تھا۔ آج اس آیت کریمہ کا آخری درس دیا گیا۔ عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تاقیامت روئے زمین کے مسلمانوں کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا۔ اطاعت واجب ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ فرمان روا حاکم زندہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ حاکم معزول نہ ہو چکا ہو۔ اس کی فرماں روائی قائم ہو۔ تیسرے یہ کہ فرمان منسوخ نہ ہو چکا ہو۔ باقی ہو آج شاہ جہاں اورنگ زیب کی اطاعت لازم نہیں۔ کہ وہ فرمان روافوت ہو چکے۔ گذشتہ انبیاء کرام کی اطاعت واجب نہیں کہ وہ فرمان روائی زندہ ہیں۔ مگر ان کی فرماں روائی ختم ہو چکی وہ نبوتیں منسوخ ہو چکیں۔ ہمارے رسول زندہ فرماں روا ہیں۔ ان کی فرماں روائی تا ابد قائم ہے۔ ان کے فرمان ہمیشہ باقی ہیں۔ منسوخ نہیں۔ ہمارا فرمان روا زندہ جاوید حاکم مطلقاً ہے۔ درس قرآن کے بعد درس بخاری شریف دیا۔ پھر برخوردار مفتی محمد اقبال خاں نے دو نظمیں پڑھیں۔ ایک کے کچھ اشعار یہ تھے۔

مدینہ سے بلاوا آرہا ہے

مرا دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے

وہ دیکھو حاجیو بیر علی سے

نظر کعبہ کا کعبہ آ رہا ہے

علی جن کو محمدؐ کی غلامی

انہیں آقا بنایا جا رہا ہے !

بہت ہی لطف آیا مجمع بہت کافی تھا۔ سب نے بڑے ذوق و شوق سے

معانقہ و مصافحہ کیا۔ سیالکوٹ سے بہت دوست و احباب ملنے کے لیے تشریف

لائے۔ جن میں چوہدری محمد شفیع صاحب چیمہ صاحب محمد شریف صاحب وغیرہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ماہ رمضان کی وجہ سے ان بزرگوں کی کوئی خاطر نہ ہو سکی۔ گھر میں عورتوں کا باہر مردوں کا بہت ہجوم تھا۔ ساڑھے بارہ بجے دوپہر ہم نے وضو کیا۔ دو رکعت نفل نماز سفر چار سنت ظہر ادا کیں۔ تمام بیبیوں نے دعاؤں اور آنکھوں کے آنسوؤں کے ساتھ ہم کو وداع کیا۔

ایک بجے جامعہ مسجد غوثیہ چوک پاکستان گجرات میں نماز ظہر پڑھائی بڑا مجمع تھا۔ بعد نماز محمد یوسف صاحب نعت خواں گجراتی، گل فروش صاحب وزیر آبادی نے نعت شریف اور الوداعیہ نظمیں پڑھیں۔ ٹھیک دو بجے گجرات سے روانگی ہوئی حکیم سید بہار شاہ صاحب صوفی رشید صاحب قاضی محمد افضل صاحب میاں نود حسین صاحب و دیگر احباب اور بہت مجمع نے ہم سے دعا کرائی۔ برخوردار مفتی محمد مختار خاں کی خوشی تھی۔ کہ ہماری اپنی کار میں لاہور تک کا سفر ہو۔ چنانچہ اس ہی کار میں ہم ہماری اہلیہ اور مفتی محمد مختار خاں میر صاحب محمد حسین صاحب عرف میر صاحب ڈرا ریوڈ گجرات سے روانہ ہوئے۔ پروگرام یہ تھا۔ کہ کچھ دیر کے لئے کامونگی قیام کریں۔ حضرت مولانا مفتی امین الدین صاحب مرحوم کے بچوں سے ملاقات کریں۔ مگر گوجرانوالہ میں کار خراب ہو گئی۔ یہاں دیر لگی۔ آخر مجبوراً ہم مع اپنی اہلیہ کے بس میں سوار ہو کر لاہور بعد مغرب پہنچ گئے۔ حضرت صوفی غلام قادر صاحب متولی گلزار مدینہ مسجد نے لاہور میں اپنی صاحبزادی کے ہاں ہمارے قیام کا انتظام فرمایا تھا۔ اور اپنے فرزند مولوی محمد رفیق صاحب کو کل دور رمضان المبارک ہفتہ کے دن اسی انتظام کے لیے لاہور بھیج دیا تھا۔ اور آج ہم کو وداع کر کے برخوردار مفتی اقتدار خان عرف مصطفیٰ میاں صاحب اور صوفی صاحب بس کے ذریعے لاہور روانہ ہو گئے۔ بعد مغرب ہم حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی۔ حضرت شاہ سید معصوم شاہ صاحب ناظم نوری کتب خانہ کی قدم بوسی

میسر ہوئی۔ حضرت صوفی غلام قادر صاحب اور مفتی مصطفیٰ میاں صاحب سے یہاں ہی ملاقات ہو گئی۔ ہم حضرت صوفی غلام قادر صاحب کے ہمراہ ان کے داماد بابو فضل کریم صاحب کے دولت خانہ پر اچھرا پہنچ گئے۔ رات وہاں ہی گزاری۔ وہاں ہی نماز عشاء و تراویح جماعت سے ادا کی۔ بابو فضل کریم صاحب نے عشا ٹیہ اور سحری کا بہت شاندار انتظام فرمایا تھا۔ رب تعالیٰ انہیں جزا دے۔

## ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۰ جنوری ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج رات بعد تراویح بہت دیر تک نعت خوانی اور دیار محبوب کے تذکرے ہوتے رہے۔ کچھ دیر سوئے۔ سحری کھا کر نماز فجر کے لیے مسجد پیر غازی صاحب میں حاضر ہوئے۔ ماشاء اللہ کیا اچھا نظارہ ہے صبح کا سہانا وقت ہے۔ سردی شباب پر ہے۔ مسجد کے اندر روشنی ہے۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے بہت ذوق و شوق سے تلاوت قرآن مجید سب لوگ کر رہے ہیں۔ نماز فجر میں ابھی کچھ دیر ہے۔ سوا چھ بجے ہم نے نماز فجر پڑھائی۔ بعد نماز حضرت صوفی غلام قادر صاحب کے ہمراہ بابو فضل کریم صاحب کے مکان پر آگئے۔ تلاوت قرآن کے بعد سرکاری کار صوفی صاحب نے منگائی۔ اور ہم ہوائی جہازوں کے دفتر کی طرف روانہ ہو ہو گئے۔ بر خور دار مفتی محمد مختار خاں اور صاحبہ میاں بھی مع ہمارے سامان کے اپنی کار پر لاہور آگئے تھے۔ دفتر سے ضروری معلومات حاصل کر کے ہوائی جہاز کے اڈہ پر پہنچے۔ جو لاہور سے کافی دور چھاؤنی میں واقع ہے۔ یہاں بہت سے احباب پہلے ہی سے موجود تھے۔ صداقت علی خاں صفدر صاحب، خالد صاحب، منظور احمد صاحب، عطا محمد صاحب وغیرہم جو مردانہ ضلع شیخوپورہ سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ عطا محمد منظور احمد صاحب نے ہوائی اڈہ پر بیعت کی۔ حضرت صوفی غلام قادر صاحب، نوشاہی صاحب، بابو فضل کریم صاحب الحاج عبدالرحیم صاحب شامی تحصیل دار سید محرم علی شاہ صاحب ہاشمی و غلام علی صاحب

مولانا عبدالنبی صاحب کو کب وغیر ہم سب تشریف فرما ہیں۔ جنہوں نے ہم کو الوداع کیا۔

## ہوائی جہاز کے سفر کی ابتداء

ہوائی جہاز پشاور سے پورے گیارہ بج کر پچاس منٹ پر لاہور پہنچا۔ ہم اپنا سامان پہلے سے ہی بک کرا چکے ہیں۔ فی مسافر ہم پونڈ یعنی ساڑھے ۲۱ سیر وزن لے جانے کی اجازت مع بستر ہمارے پاس دو ٹکٹ ہیں۔ اس حساب سے ہم کو ۸۸ پونڈ یعنی ایک من تین سیر وزن لے جانے کی اجازت ہے۔ پی۔ آئی۔ اے کا شاندار ہوائی جہاز سامنے کھڑا ہے۔ ہم کو ۸ A اور ۸ B کی دو سیٹیں ملی ہیں۔ جہاز بارہ بج کر دس منٹ پر لاہور سے روانہ ہوا۔ جس میں کچھ انگریز مرد عورتیں ہیں۔ باقی سب مسلمان روانہ ہوتے ہی جہاز کی طرف سے کھٹی مٹھی ٹکیاں مسافروں میں تقسیم ہوئیں۔ بعد میں نہایت پر تکلف چائے مٹھائی حلوہ وغیرہ پیش کیا گیا۔ قریباً سب مسافر بخشتے بخشتے بے روزگار ہیں۔ ہم نے کوئی چیز قبول نہ کی۔ باقی سب نے بڑے مزے سے ناشتہ اڑایا۔ اس تقسیم کے انتظام کے لیے ایک نوجوان خوبصورت لڑکی مقرر ہے۔ اس نے ہم کو انگریزی اخبار آٹا انگریزی رسالے مطالعہ کے لیے تقسیم کئے۔ ہم نے اردو اخبار کا مطالبہ کیا۔ تو لڑکی نے معذرت کی۔ اردو اخبار و رسالہ کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں سے انگریزی کی محبت دور کرے۔ بار بار بذریعہ لاؤڈ سپیکر انگریزی میں خبریں دی جا رہی ہیں۔ کچھ دیر کے لیے اردو میں خبر دی۔ کہ اس وقت ہمارا جہاز زمین سے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہا ہے ہم رحیم یار خاں پر سے گزر رہے ہیں مگر چونکہ بادل ہے اس لیے زمین نظر نہیں آ رہی ہے۔ اللہ اکبر ہم بادل سے بہت ادا پر ہیں تا حد نظر بادل سفید پانی کی چادر کی طرح نظر آ رہا ہے۔ کہیں بادل کے پہاڑ سے معلوم ہوتے ہیں کہیں روٹی کے گالے کی شکل میں اوپر سے بادل کا نظارہ عجیب ہی ہوتا ہے ہم کبھی دھوپ میں ہو جاتے ہیں کبھی ہم پر بھی بادل چھا جاتا ہے۔ آخر کار دو بج کر چالیس منٹ ہمارا جہاز کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا۔ یہاں جلال دین صاحب بھائی عبدالمجید خاں ظہیر میاں صاحب

برخوردار ظفر علی خاں صاحب شیروانی دعینہ ہم بہت سے احباب تشریف فرما تھے۔ ہم اتر کر کمرے میں گئے ہمارا سامان کمپنی کی طرف سے ٹیکسی تک پہنچایا گیا۔ ٹیکسی کے ذریعہ ظفر علی خاں صاحب شیروانی کے مکان پر کھوکھرا پار پہنچے۔ بارش ہو رہی تھی۔ ہم اسی بارش میں بعد نماز عصر مولانا احمد نورانی صاحب کے مکان پر گئے۔ جو کراچی صدر میں ہے۔ اور کھوکھرا پار سے قریباً اٹھارہ میل دور ہے۔ بس میں سوار ہونے لگے تھے۔ کہ بس چل پڑی بہت زور سے نیچے گرے۔ مگر اللہ زر رسول کے کرم سے چوٹ سخت نہ آئی۔ نہ کوئی عضو ٹوٹا۔ دوسری بس میں سوار ہو کر مغرب سے قبل مولانا نورانی صاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔

## ۵ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۱ جنوری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح سویرے ہی حاجی سیٹھ محمد الدین صاحب اور جلال دین صاحب ملاقات کے لیے ہمارے قیام گاہ پر تشریف لائے۔ پھر ہم ان کی قیام گاہ پر گئے۔ آج مولانا احمد نورانی صاحب سے پتہ لگا۔ کہ ہمارے ہوائی جہاز کے ٹکٹ ناقص ہیں۔ ان پر حکومت سعودیہ کا ٹیکس ادا نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی ادائیگی کے بغیر اس ٹکٹ سے سفر نہ ہو سکے گا۔ اس خبر سے سخت فکر ہو گئی۔

## ۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج کا دن بہت پریشانیوں میں گزرا۔ وجہ یہ تھی۔ کہ لاہور ہالینڈ ٹریولرز کمپنی کے لوگوں نے ہمارے ٹکٹ غلط بنا دیے۔ جو ناقابل سفر ہیں۔ ان میں سعودی ٹیکس جمع نہیں کیا۔ جو سو سو روپیہ فی ٹکٹ ہوتا ہے۔ اور رسید ٹکٹ پر لگتی ہے۔ نیز ہم سے فی ٹکٹ ساٹھ روپے زیادہ وصول کر لیے گئے۔ نیز ہمارا راستہ غلط تجویز کیا گیا۔ شام فلسطین کا سفر بالکل الٹا تجویز کیا گیا۔ ان سب غلطیوں پر حضرت شاہ احمد صاحب نورانی نے مطلع فرمایا ان کے مشورے سے ہی خود کراچی ہائی لینڈ کے دفتر میں گیا۔ وہاں جناب بدر صاحب



نے بہت امداد فرمائی۔ ٹیکس کی رقم کی منظوری اسٹیٹ بینک سے لینے تھی۔ بینک والوں نے کہا کہ مفتی صاحب لاہور جا کر لاہور اسٹیٹ بینک سے منظوری لاویں اب سخت پریشانی ہوئی۔ کہ کل ہمارا جہاز جا رہا ہے۔ آخر بدر صاحب کی کوشش سے یہاں سے ہی منظوری مل گئی۔ اب ڈھائی سو روپیہ کی ضرورت پڑی۔ ہم اپنے ساتھ بقدر ضرورت رقم لائے تھے۔ ہم کو اس ٹیکس کی اطلاع لاہور ہائی لینڈ والوں نے نہ دی تھی۔ اچانک راستہ چلتے ہوئے میرے محترم عزیز جلال الدین صاحب گجراتی مل گئے۔ مجھے پریشان دیکھ کر گھبرا گئے۔ بولے میں ابھی رقم دیتا ہوں۔ یہ تاٹھ غیبی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص معجزہ ہوا۔ غرض کہ ان سے رقم لے کر اسٹیٹ بینک گئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر لفت ہنساکمپنی کے دفتر میں گئے۔ جہاں انگریز اور مسلمان کام کر رہے تھے۔ پھر لاہور کے ٹکٹ روٹی کرائے نے ٹکٹ بنوائے۔ پھر سعودی حکومت کے ٹیکس کے دفتر میں گئے۔ جہاں اسٹیٹ بینک کا کاغذ پیش کر کے ٹیکس کی رسید حاصل کی۔ اتنے کاموں میں شام کے چارج گئے۔ تب مولانا نورانی صاحب کے گھر پہنچے۔ وہاں سیٹھ محمد الدین صاحب گجراتی و دیگر حضرات کا مجمع تھا۔ سب نے مبارک باد دی سیٹھ محمد دین صاحب نے ڈھائی سو روپیہ جلال دین صاحب کو ہمارے قرض کے ادا کئے۔ یہ رقم ان کو گجرات جانے پر دلوانی جاوے گی۔ وہاں خطوط لکھ دیئے ہیں اب جو ان کے ٹکٹ لفت ہنساکمپنی نے بنائے اس میں ٹیکس بھی لگا دیا گیا ہے۔ فی ٹکٹ ساٹھ روپیہ ہم کو واپس دینے کا وعدہ کیا ایک سو بیس روپیہ کا دو چروے دیا۔ راستہ میں بہت تبدیلی کر دی۔ چنانچہ دھران کونکال دیا مدینہ پاک داخل کر دیا۔ لاہور ہائی لینڈ والے بالکل ناواقف ثابت ہوئے۔

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۳ جنوری ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج ہم اللہ کے فضل و کرم سے احرام باندھنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ غسل وغیرہ یہاں کر لیا ہے۔ احرام دھران جا کر باندھیں گے۔ ماشاء اللہ ساری بہت

سخت ہے۔ دوپہر کو نماز ظہر کھوکھرا پار میں پڑھ کر ہوائی اڈہ کی طرف قریباً سوادو بجے روانہ ہوئے برخور دار ظفر علی خاں شیروانی ٹیکسی کے لیے سعود آباد گئے۔ اس لیے ہم بس کے ذریعہ چل پڑے۔ ٹھیک تین بجے ایئر پورٹ یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے یہاں بہت سے احباب موجود تھے۔ جن میں سیٹھ محمد دین صاحب جلال الدین گجرات ولے سیٹھ حاجی آدم جی وغیرہم کراچی واسے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ہم نے اول ٹکٹ حوالہ کئے۔ دو ٹکٹوں پر دس روپیہ ایئر پورٹ فیس لی گئی مال کا وزن کرایا۔ کسٹم پر معائنہ کرایا۔ ڈاکٹری سرٹیفکٹ کا معائنہ کرایا۔ سیٹھ آدم جی اور دیگر بزرگوں نے مدینہ منورہ کی شان میں بہت شاندار قصیدے پڑھے۔ تمام اڈہ کا عملہ جمع ہو گیا۔ ہم دونوں کو پھولوں سے لاد دیا گیا۔ ایئر پورٹ کی بس میں اڑھتے سوار ہو کر سعودیہ عربیہ کے جہاز تک پہنچے۔ بہت بڑا جہاز ہے۔ جٹ طیارہ ہے۔ اس میں قریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کی سیٹیں ہیں مگر صرف بیس تیس آدمی ہیں باقی سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ الحمد للہ ٹھیک ساڑھے چار بجے شام ہمارا جہاز کراچی سے دیار محبوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ تعجب ہے کہ سیدنا ننگے شاہ صاحب گجراتی جو ہم سے قریباً ایک ماہ پہلے گجرات سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک کراچی میں ہیں۔ کل ٹیلی فون پر انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہی ہوائی جہاز پر چلیں گے۔ مگر وہ نہ آئے ابھی تک کراچی میں ہی ہیں۔ جہاز میں عربی زبان میں اعلان ہوا کہ یہ جہاز فی گھنٹہ چھ سو میل کی رفتار سے اڑے گا۔ اب ہم سمندر پر سے گذر رہے ہیں۔ موسم بہا ہے قریباً اٹھارہ ہزار فٹ بلندی پر جا رہا ہے۔ بادل بہت نیچے ہے اس کے بہت نیچے سمندر کا پانی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ سمندر میں گالے تیر رہے ہیں۔ ہم نے کراچی سے چلتے وقت جہاز میں ہی عمرہ احرام باندھ لیا ہے۔ سمندر کا عجیب نظارہ ہے دیار حبیب کی ہوائیں آ رہی ہیں۔

آمد نسیم جاں فزا سوے من از کوئے کسے

ہمارا ہوائی جہاز شام کو، بجے دھران کے ہوائی اڈہ پر پہنچا۔ یعنی آدھ گھنٹہ

لیٹ آئے۔ ساڑھے چھ بجے پہنچا تھا۔ دھران کا ہوائی اڈہ اس قدر خوبصورت  
 و عالی شان ہے۔ کہ اس شان کی عمارت میں نے آج تک نہ دیکھی تھی۔ یہاں غضب  
 کی سردی ہے۔ ہوا نہایت سرد اور تیز ہے۔ مگر جب ہم اس عمارت کے مسافر خانہ میں  
 گئے۔ تو سارے مسافر خانہ میں نہایت خوشگوار گرمی ہے ہر جگہ پانی کی ٹوٹیاں  
 لگی ہیں۔ بعض میں سے معمولی سرد پانی نکلتا ہے بعض سے نیم گرم بعض سے ٹھنڈا ہمارا  
 جہاز یہاں صرف پندرہ منٹ ٹھہرا۔ اور پرواز کر گیا۔ جہاز پر نہایت خوبصورت نو عمر لڑکیاں  
 مسافروں کی خدمات کے لیے مقرر ہیں۔ جنہوں نے سرخی پوڈرو وغیرہ سے اپنے حسن  
 کو اور دو بالا کر رکھا ہے انگریزی لباس میں نیم عریاں ہیں عربی بولتی ہیں۔ جب جہاز  
 اڑنے یا اترنے لگتا۔ تو مسافروں سے کہتی ہیں۔ زنا زنا یعنی پٹی باندھ لو دھران  
 سے اڑتے ہی یہ لڑکیاں افطار کے لیے چائے لائیں۔ جس میں چھ سات قسم کی مٹھائیاں  
 ہیں مائے کے رس کا گلاس ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ مگر کچھ اور نہیں۔ جو افطار کے  
 لیے سنت ہے۔ مہ منٹ کے بعد ہمارا جہاز ریاض پہنچا۔ یہ سعودی عرب کا  
 دار الخلافہ ہے۔ مگر اس کا ہوائی اڈہ بہت معمولی ہے۔ مسافر خانہ بھی بھدی قسم  
 کا ہے۔ یہاں جہاز ڈیڑھ گھنٹہ کھڑا رہا۔ قریب ساڑھے آٹھ بجے شب پاکستان ٹائم سے  
 روانہ ہوا۔ یہاں سے بہت مسافر روانہ ہوئے۔ سارا جہاز بھر گیا۔ اڑتے ہی پھر  
 چائے آئی۔ جس میں دوسری قسم کی مٹھائیاں سنگترہ کے رس دودھ کا پوڈرو زیتون  
 کے نمکیں پھل وغیرہ سات قسم کی چیزیں تھیں ڈیڑھ گھنٹہ بعد یعنی اب کے شب پاکستانی ٹائم  
 سے بحیرت تمام ہم جدہ بندرگاہ پر اتر گئے۔ ہمارا کراچی سے جدہ تک یہ سفر ساڑھے  
 چھ گھنٹہ میں طے ہوا۔ جس میں پونے دو گھنٹہ دھران اور ریاض میں قیام رہا ہمارا  
 خیال تھا کہ ہم پاؤیا آدھ گھنٹہ میں فارغ ہو کر مکہ معظمہ حاضر ہو کر عمرہ کر لیں گے  
 مگر توبہ یہاں اترتے ہی معلم کا نام پوچھا گیا۔ ہم نے بتایا محمد عبداللہ رمضان اور ہمارے  
 پاس پورٹ پر قبضہ کر لیا گیا۔ ہم نے بہت کہا۔ کہ ہمارا پاس پورٹ دیا جائے مگر  
 کہہ دیا۔ کہ کل شام کو ملے گا۔ ورقہ انزول بنے گا۔ پھر تم مکہ معظمہ جا سکو گے۔ اب

ہم سخت حیران ہوئی اڈہ پرتین گھنٹے پڑے رہے دوسرے حجاج کے وکلاء اڈہ پر موجود تھے مگر ہمارے معلم کا وکیل نہ تھا۔ بہت کاریں باہر کھڑی کہتی ہیں ورقۃ النزل و مکہ معظمہ چلو۔ مگر ہم حیران کھڑے ہیں آخر کار تین بجے شب کو ہمارے وکیل خالد بسیونی کے بھائی محمد احمد بسیونی اپنی کار لے کر پہنچے۔ اور ہم کو مدینہ الحجاج میں پہنچا کر اپنے دفتر میں مقیم کر کے چلے گئے۔ ان کے دفتر میں دو لڑکے ملازم ہیں۔ مشتاق اور صدیق جو مظفر گڑھ کے رہنے والے ہیں۔ ان سے کچھ آرام ملا۔ آج رات کو ہم کمرے میں بند ہو گئے۔ بمشکل آواز دے کر جگایا۔ تب اس نے قفل کھولا۔ اور ہم کو رہائی ملی۔ یہاں جدہ میں پھر بہت زیادہ ہیں۔ احرام کی وجہ سے سر اور چہرہ ننگا تھا۔ پچھروں نے خوب خون چوسا۔ رات کو ایک منٹ بھی نیند نہ آئی۔ یہاں سردی بہت کم ہے۔

## ۸ رمضان ۱۳۸۳ھ ۲۴ جنوری ۱۹۶۴ء بروز جمعہ

آج جمعہ کا مبارک دن ہے۔ مگر ہم وکیل جدہ کے رحم و کرم کے منتظر مدینہ الحجاج جدہ میں بیٹھے ہیں۔ نہ جاٹے رفتن نہ پائے ماندن مدینہ الحجاج کے معنی ہیں حاجی کیمپ تمام جگہ سناٹا ہے۔ کیونکہ یہاں رمضان شریف میں دفاتر بازار رات کو کھلتے ہیں دن کو سب کچھ بند رہتا ہے۔ یہاں سحری کے وقت دو توپیں چلتی ہیں ایک سحری کے لیے اٹھانے کو دوسری سحری بند کرنے کے لیے ہم نے نماز فجر پونے نو بجے پاکستانی ٹائم سے پڑھی۔ جب کے ہمارے ہاں گجرات میں ساڑھے چھ بجے یہ نماز ہو رہی ہے۔ بعد نماز جمعہ ہم نے اپنے سٹرلنگ پونڈ بھنا سے ساڑھے بارہ ریال کا ایک سٹرلنگ بھنا ہم نے تیرہ روپیہ چھ آنہ کا ایک سٹرلنگ خریدا تھا۔ اس کے بعد ہم مرزا محمد ایوب صاحب بنارس کی کلرک سفارت خانہ کے دولت خانہ پر گئے۔ مگر ان سے ملاقات نہ ہوئی۔ ہم اپنا پتہ لکھ کر دے گئے۔ ایک گھنٹہ کے بعد مرزا صاحب اور محترم عبدالحمید صاحب قریشی جو دھپوری

اپنی کار میں ہمارے پاس وکیل خالد بسیونی کے دفتر میں تشریف لائے اور ہم دونوں محترم قریشی صاحب کے مکان پر پہنچے۔ جدہ کی سیر کی۔

قریشی صاحب کے مکان پر روزہ افطار کیا۔ یہاں ریڈیو سے مکہ شریف کے حرم کی اذان، دعا اور افطار نماز مغرب سنائی جاتی ہے بلکہ اس افطار پر ہی یہاں افطار کیا جاتا ہے۔ بعد نماز عشاء وکیل خالد بسیونی نے ہم سے فی ٹکٹ پچاسی ریال یعنی دونوں سے ۱۶۰ ریال وصول کئے۔ ۲۲ ریال مکہ معظمہ جانے کی فیس ۱۴۲ ریال معملی کی فیس اور ہم کو تنازل کا کاغذ دے دیا۔ ہم نے اعلیٰ درجہ کی کار تین ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی۔ مرزا محمد ایوب صاحب بنا رسی ہمارے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ آخر شب میں حرم میں داخل ہوئے۔ اللہ اکبر کیا سہانا سماں ہے حرم شریف ٹیوبوں سے جگمگا رہا ہے۔ بیچ میں کعبہ معظمہ دلہن کی طرح رونق افروز ہے۔ ہم نے طواف نہایت اطمینان سے کیا۔ کیونکہ اس وقت تھوڑے آدمی طواف کر رہے ہیں سحری کا وقت قریب ہے آج ہماری خوشی کی انتہا نہیں ہے۔ طواف خود معلم محمد رمضان صاحب نے کرایا خوب سیر ہو کر زمزم پیا۔ صفا، مردہ دوڑ رہے تھے۔ کہ سحری کا گولہ چل گیا۔ ہم فارغ ہو کر معلم صاحب کے مکان پر آئے۔ سحری کھائی پھر سو گئے۔

## ۹ رمضان ۱۳۸۳ھ ۲۵ جنوری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہم معلم محمد رمضان صاحب کے ہاں مہمان ہیں۔ رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے طواف کئے۔ چونکہ ابھی حجاج نہیں آئے ہیں اس لیے طواف میں زیادہ بھیڑ نہیں ہے۔ پھر بھی کافی ٹائفین ہیں۔ آج ہم نے یہاں حرم شریف کے افطار کا نظارہ کیا۔ اللہ اکبر ایسا پر لطف افطار کبھی نہ دیکھا تھا۔ تمام حرم شریف روزہ داروں سے کچھ بچھرا ہوا ہے۔ زمزم کی صراحیاں ہر جگہ رکھی ہیں۔ انواع و اقسام کی نعمتیں بکثرت موجود ہیں۔ میرے پاس کراچی کی کھجور تھی۔ خیال آیا کہ یہاں مدینہ



پاک کی کھجور مل جاتی تو اسے زمزم سے کھاتے۔ خیال ہی آیا تھا۔ کہ ایک صاحب نے کھجوروں سے بھرا ہوا طبقا دیا۔ خوب کھائیں۔ اور زمزم خوب پیا۔ یہاں تراویح بیس رکعت ہوتی ہیں۔ مگر وتر تین رکعت دو سلام سے ہوتے ہیں۔ لوگ تراویح کو معمولی سمجھتے ہیں۔ کوئی چار پڑھ کر چل دیتا ہے۔ کوئی آٹھ پڑھ کر۔ مگر امام بیس پڑھاتے ہیں۔ اس پاس تراویح والوں کا ہجوم بیچ میں کعبہ معظمہ کا نظارہ۔ سبحان اللہ

## ۱۰۔ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء یکشنبہ

آج صبح بعد نماز فجر ہم عمرہ لینے مقام تنظیم مسجد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں گئے احرام باندھ کر آئے۔ عمرہ ادا کیا۔ یہ عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ بعد عمرہ میں تین تین ریال دے کر بذریعہ اعلیٰ درجہ کی کار جدہ شریف روانہ ہو گئے راستہ میں حدیبیہ کا میدان اور بکیرہ ۹ کی زیارت کرتے ہوئے ایک گھنٹہ میں جدہ شریف پہنچ گئے۔ وہاں سفارت خانہ پاکستان کے سامنے کار سے اترے اور محترم مرزا محمد ایوب صاحب سے ملاقات کر کے ان کے گھر ٹھہر گئے۔ انہوں نے ہماری آمد کی خوشی میں اور لوگوں کی بھی دعوت کی۔ دعوت بہت پر تکلف تھی۔ پھر عبدالحمید صاحب قریشی کے مکان پر پہنچ گئے۔ رات ہی میں ہوائی اڈہ پر پہنچ کر اپنی دو سیٹیں ہوائی جہاز سے بک کر الیں۔ پھر آرام سے حاجی عبدالحمید صاحب کے ہاں سو گئے۔ سحری کھائی۔

## ۱۱۔ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۷ جنوری ۱۹۶۲ء دو شنبہ

آج خوش نصیبی سے ہم کو وہ دن ملا ہے۔ جس کا انتظار برسوں سے تھا۔ یعنی آج ہم مدینہ منورہ حاضر ہو رہے ہیں۔ شب میں ہوائی جہاز کی دو سیٹیں بک کر گئے تھے۔ صبح فجر سے پہلے جناب محترم الحاج عبدالعزیز صاحب قریشی یعنی عبدالحمید صاحب قریشی کے چھوٹے بھائی ہم کو اپنی کار میں لے کر ہوائی اڈہ پر

پہنچے۔ جسے یہاں مطار کہتے ہیں۔ مطار پر نماز فجر پڑھی۔ یہاں ریاض کے مسافر زیادہ  
مدینہ منورہ کے تھوڑے ہیں۔ ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد ہمارا بلاوا ہوا۔ ٹھیک  
آٹھ بجے صبح یعنی یہاں کے ایک بجے ہمارا جہاز اڑا۔ اور پورے ایک گھنٹہ میں یعنی  
دس بجے پاکستانی اور دو بجے عربی وقت پر ہم مدینہ منورہ کے مطار ہوائی اڈہ پر  
اتر پڑے۔ وہاں کمپنی کی بس تیار کھڑی ہے۔ اس نے ہم کو عین باب مجیدی کے  
سامنے دفتر پر اتارا۔ ہوائی جہازوں کا دفتر یہاں ہی واقع ہے۔ اس کی پشت پر حضرت  
مولانا ضیاء الدین صاحب کا مکان ہے۔ ہم وہاں ہی پہنچ گئے۔

سامان رکھا۔ اور باب السلام سے حرم شریف میں داخل ہوئے۔ شکرانہ کے  
نفل پڑھے۔ پھر مواجہہ شریف میں اس طرح حاضر ہوئے کہ شرم و ندامت کے دریا میں  
ڈوبے ہوئے ہیں۔ کہ کس منہ سے آقا کے سامنے کھڑے ہوں۔ سلام عرض کیا۔ ابھی  
نماز ظہر میں بہت دیر ہے۔ یہاں ظہر سات بجے یعنی پاکستانی چار بجے ہوتی ہے پھر  
فیض محمد صاحب درویش پاکستانی خیاط کو تلاش کر کے رباط سیراپانی میں پہنچ گئے۔  
یہاں فیض محمد صاحب نے ہمارے واسطے ایک امام دہ حجرہ خاص رکھا ہے وہاں ہی  
مقیم ہو گئے۔ اب مدینہ طیبہ کا نقشہ ہی بدل چکا ہے۔ پرانی عمارتیں نظر نہیں آتیں  
نئی عمارتوں نے مدینہ پاک کو پیرس کی طرح حسین و جمیل کر دیا ہے اب حرم شریف  
کے کل دس دروازے ہیں غربی جانب میں باب السلام باب الصدیق بابت الرحمت  
باب السعد ہے۔ شمالی جانب باب عمر باب عبدالمجید، باب عثمان ہے۔ مشرقی جانب  
باب جبریل باب النساء باب عبدالعزیز ہے۔ جنوبی دیوار یعنی دیوار قبلہ میں کوئی دروازہ  
نہیں ان تین دیواروں میں کل دس دروازے ہیں۔

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۸ جنوری ۱۹۶۴ء شنبہ

یہاں رمضان شریف میں دن بھر بازار و دفاتر وغیرہ بند رہتے ہیں۔ تمام لوگ  
سو کر دن گزارتے ہیں۔ ہم نے دوست و احباب کو خطوط لکھنا چاہے مگر جب بھی

ڈاک خانہ گئے اسے بند ہی پایا۔ ٹکٹ نہ مل سکے۔ خط لکھنے سے رہ گئے۔ معلوم ہوا کہ ڈاک خانہ صبح دس بجے سے ایک بجے تک ہی کھلتا ہے۔

۱۳-۱۴-۱۵-۱۶ رمضان شریف کی تاریخوں میں کوئی خاص کام نہیں ہوا۔ حرم شریف کی حاضری ریاض الجنۃ میں تہجد۔ فجر۔ تلاوت۔ اشراق ادا کرتے ہیں۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ باب سعودی پر ادا کرتے ہیں۔ کہ یہاں سے گنبد خضر اصف سامنے نظر آتا ہے۔ بیٹھے ہوئے اسے تکتے رہتے ہیں۔ شعر

در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک

یاں کی خاک پاک سے مل جائے خاک

رمضان شریف میں یہاں تمام بازار و دفاتر، کاروبار بند رہتے ہیں تراویح کے بعد کھلتے ہیں۔ اس لیے ہم بھی دن میں ظہر تک سوتے ہی رہتے ہیں۔

## ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۲ فروری ۱۹۶۲ء یکشنبہ

پاکستان میں آج ۱۹ رمضان المبارک ہے یہاں ۱۹ تاریخ ہے حرم شریف میں باب حضرت عمر سے باب السعود تک ستونوں سے رسیاں باندھی گئی ہیں۔ اعتکاف کرنے والے حضرات اپنے لیے جگہ مخصوص کر رہے ہیں۔ میرا ارادہ بھی اعتکاف کا ہے بلکہ میں تو اس بار آیا ہی ہوں۔ اعتکاف کے لیے چونکہ پہلے کبھی میں نے اعتکاف نہیں کیا۔ یہ پہلا اعتکاف ہے۔ اس لئے بڑی فکر ہے۔ رب تعالیٰ آسان فرمادے آمین یہاں باب حضرت عمر پر بہت سی کاریں ہر وقت کھڑی رہتی ہیں۔ ہر نماز کے بعد پکار ہوتی ہے زیارت، زیارت، مگر ہم نے ارادہ کیا ہے انشاء اللہ بعد رمضان شریف کے زیارات پر حاضری دیں۔ کل الحاج میاں محمد صاحب سجادہ نشین دربار داتا صاحب بھی مدینہ شریف پہنچ گئے۔ سنا گیا ہے کہ سید نانگے شاہ صاحب بھی آگئے ہیں۔ مگر عمرہ کرنے مکہ معظمہ گئے ہوئے ہیں۔ غالباً وہ بھی یہاں اعتکاف کریں گے۔

الحمد للہ کہ نجدی حکومت کی طرف سے گنبد خضر مبارک پر آج سینرزنگ دروغن ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ دس سال بعد رنگ ہو رہا ہے۔ باب حریم خاص کے پردے پھٹ کر اتر گئے ہیں۔ کوئی پروا نہیں ہے۔ اندرونی دیوار کے پردے بہت شکستہ ہیں۔ رب تعالیٰ حکومت نجدی کو توفیق دے۔

## ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۳ فروری ۱۹۶۴ء دو شنبہ

چونکہ ماہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے جو بہت ہی مبارک ہے اسی عشرہ میں شب قدر ہے اس لیے مسجد نبوی شریف کی درو دیوار کی صفائی ہو رہی ہے۔ معتکفین نے باب مجیدی سے باب سیدنا عمر تک چادروں کنبلوں کے حجرے بنائے ہیں۔ آج عصر کے وقت سے اعتکاف شروع ہے۔ ہم بھی انشاء اللہ آج عصر سے اعتکاف میں بیٹھ رہے ہیں۔ مگر ہم نے کوئی چادر وغیرہ کے حجرے کا انتظام نہیں کیا ہے ارادہ ہے۔ شعر

گلیاں مدینے والی پھر بیٹے فقیر وانگوں

بوہے تے مصطفیٰ دے پڑ بیٹے فقیر وانگوں

مسجد نبوی شریف میں جہاں جگہ ملے گی۔ پڑھا کریں گے۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کی عبادت کو آسان فرمائے۔ قبول کرے۔ عمر میں یہ ہمارا پہلا اعتکاف ہے۔

## ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۴ فروری ۱۹۶۴ء سه شنبہ

الحمد للہ تعالیٰ ہم کل عصر کے وقت سے مسجد نبوی شریف میں اعتکاف بیٹھ گئے۔ باب سیدنا عمر سے ادھر باب السعود تک مغربی دیوار سے متصل اور باب مجیدی تک شمالی دیوار سے متصل معتکفین کا گاؤں سا بس گیا ہے۔ چادروں کے حجروں کی لائیں لگی ہوئی ہیں ہمارا خیال تھا کہ فقیری اعتکاف کریں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے مجھ فقیر کو شاہانہ اعتکاف کرا دیا۔ کہ جناب محترم غلام حسین صاحب بہاولپور سی جو حضرت

علاقہ احمد سعید صاحب کاظمی کے شاگرد ہیں یہاں بارہ چودہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ پاکستانی ہوٹل کے مالک ہیں انہوں نے حسب عادت قدیمہ باب سیدنا عمر سے بالکل قریب نہایت اعلیٰ درجہ کا حجرہ بنا لیا ہے۔ جس کے بہت سے حصے میں ایک حصہ میں ہم اور حضرت الحاج میاں محمد صاحب زیب سجادہ حضور داتا گنج بخش صاحب لاہوری ٹھہر گئے ہیں۔ جناب غلام حسین صاحب کی طرف سے اس حجرے کے معتکفین کے لیے لنگر اور سبیل لگے ہوئے ہیں۔ پانی مراھیوں کا اور نماز مغرب کے وقت افطار بعد مغرب کھانے نیز سحری کا بہت اعلیٰ انتظام ہے گیارہ بارہ آدمی کھاتے ہیں معتکفین کو کھانے پر مجبور فرماتے ہیں۔ جناب غلام حسین صاحب اور الحاج میاں محمد صاحب لاہوری و دیگر حجاج نے مجبور کیا کہ تم یہاں بعد نماز عصر قرآن مجید کا درس کیا کرو۔ جو گجرات میں دیتے تھے۔ چونکہ یہ درس اس اعتکاف کے حجرے میں ہوگا۔ اس لیے نجدی حکومت کو اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ آج ہم نے اس آیت کریمہ کا درس شروع کر دیا۔ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ انشاء اللہ اعتکاف کے دس دن اس ہی آیت کریمہ پر درس دیں گے۔ میری تقدیر کی یاد دہانی ہے کہ عمر میں پہلی بار مسجد نبوی شریف میں درس دے رہا ہوں۔ جو واقعہ نبوی بیان کرتا ہوں۔ تو حضور کے طرف اشارے کر کے بیان کرتا ہوں۔ الحمد للہ علی احسانہ

## ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۵ فروری ۱۹۶۲ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں بیسواں روزہ ہے۔ مگر ہمارے مدینہ شریف میں بائیسواں روزہ ہے۔ پورے گجرات کی ایک حاجن آمنہ بی بی ہماری بیوی کے ساتھ رباط میں رہتی ہیں۔ وہ ہم کو کھانا وغیرہ پہنچاتی ہیں۔ وہ کھانا ہم تمام معتکفین الحاج غلام حسین صاحب کے لنگر میں مل بانٹ کر کھاتے ہیں اس کھانے اور رہنے کی لذت نہ پوچھو یہ گھڑیاں عمر بھر یاد رہیں گی شعر۔

لذت بادہ عشقس ندمن مت پرس  
ذوق این مے تنہا سی بخداتا بخششی



ایک اور کرم خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر ہوا ہے۔ وہ یہ کہ مولانا محمد خاں صاحب ساکن ضلع جھنگ اور ان کے ساتھیوں نے ریاض الجنّت میں دیوارِ روضہ مطہرہ کے بالکل متصل جہاں سبز جالی ہے وہاں تین مصلے پچھا دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ ہر نماز افطار تراویح تلاوت قرآن مجید و تہجد یہاں ادا کیا کروں۔ الحمد للہ اب تو بڑی بہار ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ان کے خاص دامن کرم ریاض الجنّت میں یہ عبادات ہو رہی ہے۔ یہ اس شاہ کا صدقہ ہے۔ ورنہ ریاض الجنّت میں نماز جماعت کے جگہ ملنا آسان نہیں ہے۔ بہت پہلے سے وہاں بیٹھنا پڑتا ہے ہم نہایت آسانی سے یہاں اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

### ۲۳ رمضان شریف ۱۳۸۳ھ ۴ فروری ۱۹۶۲ء پنجشنبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ منورہ میں ہماری کتب جاء الحق تفسیر نعیمی وغیرہ بہت لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ مسجد نبوی شریف میں درس شروع کر دینے سے لوگوں کو ہماری یہاں کی حاضری معلوم ہو گئی۔ بہت لوگ ملنے آ رہے ہیں اعتکاف کے دن بڑے ہی بہار کے دن ہیں۔ آج بوقت شب بعد نماز تراویح جالی مبارک کا دروازہ شرقی کھلا۔ آٹھ آغا صاحبان اندرون روضہ مطہرہ بھاڑو دینے گئے۔ پولیس کا پہرہ باہر رہا۔ جالی مبارک کے باہر لوگ محو زیارت رہے۔ جو اس منظر کا نظارہ کر رہے تھے۔ آغا صاحبان نے فرش مبارک تو اور بھاڑو سے صاف کیا۔ اور اندرون دیوار شریف مور کے پردوں کی بھاڑو سے صاف کی۔ غلاف شریف جو پھٹا ہوا ہے۔ بھاڑا۔ باہر لوگ اپنے سینے کھولے کھڑے تھے۔ کہ غبار پڑے۔ آغا صاحبان نے بھاڑو دے کر غلاف شریف پکڑ کر دیوار پر ہاتھ رکھ کر دعائیں مانگیں۔ باہر سے ناٹرین آمین کہتے رہے۔ جب یہ آغا صاحبان باہر نکلے تو لوگ ان کے ہاتھوں کو لپٹ گئے کوئی چومتا تھا۔ کوئی اپنے منہ اور سر پر پھیرتا تھا۔ عجیب رقت آمیز نظارہ تھا۔ ہر جمعہ کی شب کو اندر کی صفائی ہوتی ہے۔ مگر مسجد بند ہو چکنے کے بعد چونکہ رمضان شریف میں مسجد

حرم بند نہیں ہوتی۔ اس لیے حجاج کو اس منظر کے دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے خوش قسمتی سے ہم کو بھی یہ نظارہ آج نصیب ہو گیا۔  
اندر کاگردوغبار آغا صاحبان آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ جو بعد میں حجاج بھاری قیمت پیران سے خرید لیتے ہیں۔

## ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ فروری ۱۹۶۲ء جمعہ

آج جمعۃ الوداع ہے یہ مبارک دن ہوا کی طرح اڑے جا رہے ہیں۔ پھر یہ ساعتیں کہاں نصیب ہونگی۔ اس دفعہ الحاج میاں محمد صاحب سجادہ نشین داتا صاحب کی ہمراہی سے بڑی برکتیں نصیب ہوئیں۔ رات اندر کی بھاڑ و شریف کا نظارہ انہیں کے ذریعہ نصیب ہوا۔ نماز جمعہ میں سارا حرم شریف نمازیوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ سلطان مراکش یعنی سلطان محمد ثانی مع اپنے وزرا کے زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں ان کے لیے ریاض الجنّت میں اگلی صف کا نصف حصہ اور محراب النبی خالی رکھی گئی ہیں۔ تمام حاضرین کو وہاں سے جبراً ہٹا دیا گیا۔ بعد نماز جمعہ ان کے لیے روضہ پاک کھولا گیا۔ وہ مع اپنے رفقاء کے اندر حاضر ہوئے پاکستان کے افسر حج محمد احسن خاں صاحب پشاور سی بھی آج کل مدینہ پاک حاضر ہیں۔ ہر نماز ریاض الجنّت میں پڑھتے ہیں۔ وہ بھی جالی پاک کے اندر حاضر ہوئے۔

الحمد للہ ہمارا درس روزانہ بعد نماز عصر برابر ہو رہا ہے۔ آج مجمع خوب اچھا ہے ہماری کتب خصوصاً جاء الحق مدینہ منورہ میں بہت لوگوں کے پاس ہے حاجی غلام یسین صاحب مدنی سے آج ملاقات ہوئی۔ وہ کہتے تھے کہ یہاں آپ کی کتب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے خاندانوں کو ہدایت دی ہے۔ کہ پہلے وہابی تھے۔ اب پختہ سنی ہو گئے۔ چنانچہ حافظ عبدالرشید صاحب خیاط پہلے پختہ وہابی تھے جاء الحق کے مطالعہ سے اب مع اپنے خاندان سنی ہیں۔ یہاں بہت لوگوں کو جاء الحق کے مضامین حفظ ہیں۔

## ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۸ فروری ۱۹۶۲ء شنبہ

آج کوئی خاص قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ اعتکاف کے دن بڑے مزے سے تیزی کے ساتھ گزر رہے ہیں۔ میاں محمد صاحب نے یہاں نجدیوں کی بے ادبیاں دیکھ کر ایک مفتی نجدی سے کہا کہ تم لوگ ایسے مردود ہو کہ تم میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے سردار کو بھیجا۔ مگر تم بے ایمان ہی رہے۔ ہم پاکستانیوں میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہ بھیجا۔ ویسوں سے کام چلایا۔ تو ہم لوگ ایماندار ہو گئے۔ نجدی بولا کہ تم نے ہماری بے ایمانی کیا دیکھی ہے میاں صاحب نے فرمایا۔ تمہاری بے ادبی کہ تم قرآن کے اوپر جوتے لئے پھرتے ہو۔ تم لوگوں نے سارا حرم شریف جوتوں سے بھر دیا ہے۔ جو کوئی جالی مبارک کو ہاتھ لگا دے تو تم اسکے پیچھے پڑ جاتے ہو۔ مگر لوگ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلائے پڑے رہتے ہیں۔ روضہ پاک کی طرف پیٹھ کر کے بلکہ پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں۔ تم منح نہیں کرتے نجدی لا جواب ہو گیا۔

## ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۹ فروری ۱۹۶۲ء یکشنبہ

حرم مدینہ کے متعلق ہم کو جناب الحاج غلام حسین صاحب سے عجیب باتیں معلوم ہوئیں۔ مثلاً یہ کہ یہاں کھجوروں کے موسم میں قطعاً بارش نہیں ہوتی۔ جس سے کھجوروں کو نقصان نہیں ہوتا۔ یہاں طوطے، کوسے اور موزی جانور کھجوروں پر نہیں پڑتے۔ کبھی کبھار وغیرہ نہیں لگتا۔ غرض کہ یہاں کے پھل ہر آفت سے محفوظ ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ ایک بدوی نے شکایت کی تھی۔ کہ بے وقت بارش نے کھجوریں برباد کر دیں۔ تو فرمایا کہ کھجوروں کا موسم کب ہوتا ہے۔ اس نے بتایا تو ارشاد ہوا کہ انشاء اللہ قیامت تک اس موسم میں یہاں بارش نہ ہو اگرے گی اب تک وہ ہی ہو رہا ہے نجدی حکومت نے مسجد نبوی شریف کے تین حصہ مشرقی، مغربی، شمالی۔ گرا دیئے ہیں صرف جنوبی حصہ باقی ہے۔ جس میں روضہ اطہر ہے۔ ان تینوں حصوں میں اپنی نئی عمارت بنائی ہے۔ جس پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا۔ اب بنتے ہی ساری عمارت پھٹ گئی ہے۔

پھت ٹپکتی ہے۔ جس میں ٹنگ ڈالا گیا۔ جو بہہ کر دیواروں پر آیا۔ اب بھی موجود ہے یہ عمارت بیس سال بھی نہ نکالے گی۔ پرانے حرم شریف کا ملبہ پاخانوں گھروں میں استعمال کیا گیا۔ چھ روپیہ ٹرک کے حساب سے فروخت ہوا۔ جو نجدیوں نے خرید کر اس سے اپنے پاخانے بنائے۔ باب سیدنا عمر کے پاس جو پاخانے و صنوف خانے بنے ہیں۔ اسی مسجد شریف کے بلے سے بنے ہیں۔ جس پر سینکڑوں سال سجدے ہوئے ہیں۔ نئی عمارت کی روشنی کا خرچ نجدی حکومت اٹھاتی ہے۔ پرانے حرم شریف کا سارا خرچ اور لوگ اٹھاتے ہیں چنانچہ اس کے بھاڑ فانوس ایک بھوپال کے مسلمان نے لگوائے ہیں۔ ان کی روشنی کا خرچ اس پر ہی ہے۔ باقی ٹیوبوں اور ان کی پاؤں کا خرچ ہماری فاطمہ جناح صاحبہ سے رہی ہیں۔ واللہ اعلم اب جو رنگ و روغن گنبد خضرا پر ہو رہا ہے۔ وہ ایک حبشی مسلمان نے کرایا ہے۔ مگر نیکہ نجدی حکومت پرانے حرم پر بہت کم خرچ کرتی ہے۔

## ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ۔ فروری ۱۹۶۲ء دو شنبہ

آج شب حرم شریف میں بڑی ہی رونق رہی۔ بہت سے حفاظ جو الگ الگ قرآن مجید سنا رہے تھے۔ ان کے قرآن مجید ختم ہوئے مدنی کھجوروں سے ہماری بھولی بھر گئی نجدی خطیب غالباً کل اکتیسویں شب کو ختم کرے گا۔ کیونکہ آج اس کے اٹھائیس پارے ہوئے ہیں۔ اکتیسویں شب سے حرم شریف میں تہجد کی جماعت نجدی امام کر رہا ہے۔ جس میں علیحدہ ختم قرآن ہو رہا ہے۔ صبح کی نماز چاشت و سلام سے فارغ ہو کر ہم آ رہے تھے۔ کہ الحاج میاں محمد صاحب گنبد خضرا کے سامنے کھڑے ہوئے۔ بولے مفتی صاحب اب سلام پڑھو۔ ہم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام اور اپنا ترانہ ولادت تحت ہے ان کا تاج ہے۔ ان کا پڑھا بڑی ہی رقت طاری رہی۔ اور حضرات بھی جمع ہو گئے آج کی یہ لذت عمر بھر یاد رہے گی۔

## ۲۸ رمضان شریف ۱۳۸۳ھ ۱۱ فروری ۱۹۶۲ء شنبہ

ستائیسویں رمضان شریف گزر جانے سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ماہ مبارک و اربع ہو گیا۔ کہ اگرچہ حرم شریف میں خلق کا ہجوم بہت ہے مگر اس کے باوجود رونق رمضان پہلی جیسی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمارے درس میں رونق بفضلہ تعالیٰ روزانہ بڑھ رہی ہے۔ مسئلہ حیات النبی پر تقریر ہوئی۔ الحمد للہ بہت لوگ مستفید ہوئے۔

## ۲۹ رمضان ۱۳۸۳ھ ۱۲ فروری ۱۹۶۲ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں ۲۷ رمضان المبارک ہے۔ ہمارے یہاں عرب میں ۲۹ ہے آج رات تراویح اور تہجد دونوں میں نجدی امام کا قرآن مجید ختم ہوا۔ یہاں ختم قرآن مجید میں چند چیزیں دیکھیں۔

(۱) ختم قرآن مجید پر کوئی اہتمام نہیں۔ نہ روشنی، نہ دعا، نہ فاتحہ و ختم شریف نہ مسجد نبوی کی کوئی سجاوٹ۔

۲۷ شرعی حکم ہے۔ ختم قرآن میں ایک بار بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے نجدی امام نے نہ پڑھی۔

۲۸ ختم قرآن مجید کے الم کا پہلا رکوع مفلحون تک پڑھنا چاہیے۔ مگر نجدی امام نے نہ پڑھا و الناس پر ختم کر دیا۔

۲۹ بعد ختم دعا مانگنی چاہیے۔ مگر کوئی نہ مانگی۔ سلام پھیر کر گھر چلے گئے۔

۳۰ بیسویں رکعت میں و الناس تک پڑھ کر بہت لمبی دعائیں قریباً آدھ گھنٹہ تک پڑھتے رہے۔ دعائیں بہت رقت آمیز تھیں۔ امام خود بھی روتا تھا۔ بہت سے مقتدیوں کی ہچکی بندھ گئی تھی۔ اس رکعت میں دونوں درود ابراہیمی جو قرآنی و ماثورہ وغیرہ ماثورہ دعائیں پڑھیں۔ یہ بالکل نئی چیزیں ہیں۔

۳۱ بعد نماز لوگوں نے امام کی پیشانی چومی۔ اس کے بیٹھے ہوئے بھی کھڑے



ہوئے بھی، چلتے ہوئے بھی، یہ امام آتے جاتے کسی وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جالی کے آگے نہ کھڑا ہوتا ہے۔ نہ سلام پڑھتا ہے۔ سیدھا گزر جاتا ہے۔ اس کا راستہ ہی جالی مبارک سے ہے۔ ہمارے میاں محمد صاحب اعتکاف کے ایام میں رات کو کبھی نہ سوئے۔ رات بھر قدم مبارک کی طرف بیٹھے رہے۔

کل بعد نماز عصر حرم شریف میں جالی مبارک کے سامنے ریاض الجنّت کے متصل ختم بخاری ہوا ایک ماہ میں بخاری ختم کی گئی۔ ہم بھی شریک رہے۔ بخاری مغربی مصری علماء کا اجتماع ہونا تھا۔ پاکستانیوں میں ہم تھے۔ بعد ختم حاضرین میں حلوے کی پٹریاں تقسیم کی گئیں دعا میں بہت ہی لطف آیا۔ اس ختم کی وجہ سے ان علماء سے خوب ملاقات ہوتی رہی۔ خصوصاً مولانا محمد علی حکیم جنہوں نے مجھے اپنا پتہ بھی دیا۔ شارع بیروت لاذقیہ ماسوریہ، قریب دمشق اور مجھے سخت تاکید فرمائی کہ دمشق پہنچ کر لاذقیہ ضرور آؤ۔ مجھ سے ضرور ملو لطف یہ ہے کہ یہاں حرم شریف میں تراویح بیس رکعت۔ ہوتی ہیں۔ بہت سے غیر مقدر صاحبان آٹھ رکعت پڑھ کر چلے جاتے تھے۔ مگر آج سب نے بیس رکعت پوری پڑھیں درمیان سے کوئی نہ گیا۔ حالانکہ یہ حضرات صرف آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں۔ ہم احناف اپنے وتروں کی جماعت الگ کرتے ہیں۔

## عید مدینہ

یکم شوال ۱۳۸۲ھ ۱۳ فروری ۱۹۶۲ء پنجشنبہ

یہاں عید کا چاند دیکھنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ تمام سعودی عرب میں ریاض کے حکم پر عید منائی جاتی ہے۔ کل سب لوگ کہتے تھے۔ کہ یہاں چالیس سال میں صرف ایک بار ۳۰ روزے ہوئے۔ ورنہ ہمیشہ انیس ہوتے ہیں اور کبھی پہلا روزہ تراویح سے نہ ہوا۔ اور کبھی عید بغیر تراویح کے نہ ہوئی۔ آخر شب یا صبح کو اعلان ہوتا ہے۔ کہ

آج عید ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی آزما لیا کہ ۲۹ رمضان بدھ کے دن باقاعدہ شب کو تراویح پڑھی گئی۔ جس میں امام نے پارہ الکرپورا پڑھا۔ ہم نے رات کا اکثر حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی میں گزارا۔ پھر سو گئے رات کو عربی سوانوبے کے یعنی پانچ بجے شہرے میں چلنا شروع ہو گئیں۔ تمام معتکفین کو حکم ملا۔ کہ فوراً اپنی جگہ خالی کریں۔ پندرہ منٹ میں سارا بسا ہوا چادروں کا گاؤں اجمٹ گیا۔ سامان باہر دروازہ حضرت عمر پر رکھ دیا گیا۔ اس علاقے میں جھاڑو لگا کر پھر حرم کے قالین بچھا دیئے گئے۔ ہم بھی الحمد للہ اعتکاف پورا کر کے اپنے گھر آئے۔ کچھ سوئے پھر غسل و تبدیل لباس کر کے بارہ بجے شب حرم شریف پہنچ گئے نماز فجر پڑھ کر لوگ اس ہی طرح بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر میں حرم شریف کھچا کھچ بھر گیا۔ بڑکیں بھی بھر گئیں۔ عرض کہ بجنیب پر لطف نظارہ ہے۔ اذکر وامت کا ہجوم ہے بیچ میں روضہ رسول ولہن کی طرح جلوہ گر ہے۔ حاضرین ملی گھر تیسرا کلمہ پڑھتے ہیں اور پھر یہ پڑھتے ہیں۔ اللہم صل علی سیدنا محمد واصحاب سیدنا محمد وانزلنا محمد وانزلنا محمد وبارک وسلم۔ اور ادھر بکتر لاؤ ڈسپیکر پر پڑھتے ہیں اور آدھی مل کر جواب میں تکبیر شریف کہتے ہیں۔ ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ سورج نکلنے ہی اشراق کے وقت نماز قائم ہو گئی۔ امام صاحب نے رکعت اول میں سات تکبیریں۔ اور رکعت دوم میں قبل قرأت پانچ تکبیریں کیں۔ بعد نماز بہت طویل خطبہ پڑھا۔ پھر لوگ جنت البقیع شریف کی زیارت کے لیے گئے۔ ہم بھی گئے۔ زائرین سے تمام جنت البقیع شریف بھرا ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ زہرہ، عثمان غنی اور جناب حلیمہ دانی کے مزارات پر بہت ہجوم تھا۔ پھر گھر واپس آئے خیمیاں رہے کہ خطبہ میں امام نے اولاً گیارہ بار اللہ اکبر کہہ کر پھر دوسرا مضمون شروع کیا۔ دوسرے خطبہ میں ۹ بار اللہ اکبر کہہ کر خطبہ پڑھا۔ مدینہ پاک میں چار دن عید منائی جاتی ہے۔ آج شام جناب محترم احمد بخش صاحب مہاجر سکند میر پور خاص سندھو حال مدینہ طیبہ نے ہم کو اپنی کار عنایت کی۔ ہم بمعہ اہلیہ والہاج میاں محمد صاحب احمد شریف کی زیارت کے لیے گئے۔ وہاں سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ومصعب بن عمیر کی زیارات کیں۔ پھر خاص پہاڑ پر گئے۔ راستہ میں دانت مبارک شہید ہوئے۔ اور زخم کے علاج کیے جانے کے مقامات کی زیارات

کیں۔ جہاں مسجدیں ہیں جو نجدیوں نے گرا دیں ہیں۔ شکستہ حالت میں ہیں۔ پھر خاص پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد واقعہ جنگ اُحد دو تین دن آرام فرمایا۔ پہاڑ میں شگاف ہے جس میں بمشکل دو آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ دو نقل ادا کئے۔ پھر حرم شریف آکر نماز عصر ادا کی۔ اُحد شریف سے مدینہ شہر اور وسط میں گنبدِ خضرا کا نظارہ ایسا دلکش و حسین ہے۔ جو بیان نہیں ہو سکتا۔ آج دو پہر الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں ہم لوگوں کی دعوت ہوئی۔ جہاں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی۔ مولانا حافظ الحاج محمد شفیع صاحب اکاڑوی کی تقریریں اور ہمارے حرم شریف کے درس ریکارڈ کئے ہوئے اور مستانہ صاحب گجراتی کی نعت اعظم صاحب کی نعت کے ریکارڈ سنے خوب لطف رہا بعد کھانے کے اُحد شریف گئے۔

## ۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۴ فروری ۱۹۶۴ء یوم جمعہ

اس سال کا رمضان ہمارا عجیب گذرا تین روزے گجرات ایک روزہ لاہور میں تین روزہ کراچی ایک روزہ جدہ دو روزے مکہ معظمہ اور باقی روزے مدینہ منورہ میں ہمارے روزے ۲۷ ہوئے۔

کیونکہ یہاں رمضان دو دن پہلے شروع ہوا تھا۔ یہاں بدھ کو پاکستان میں جمعہ کو اس لیے ہم نے دو روزے قضا کرے ایک آج کر لیا۔ ایک انشاء اللہ کل کریں گے۔

## ۴ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۶ فروری ۱۹۶۴ء اتوار

ریڈیو نے خبر دی ہے کہ پاکستان میں عید کل ۱۵ فروری ہفتے کے دن ہوئی باقی سب عرب ممالک میں ۱۴ فروری جمعہ کے دن ہوئی صرف حجاز مقدس میں ۱۳ فروری جمعرات کو نجدیوں نے عید کرائی۔ معلوم رہے کہ موجودہ خطیب مسجد نبوی شریف عبدالعزیز عالم بھی ہے۔ حافظ بھی ہے قاری بھی ہے۔ اور رئیس الادارۃ العدلیہ بھی قاضی القضاۃ یعنی سیشن جج بھی اسی کے حکم سے قتل کی سزا دی جاتی ہے اس کی تنخواہ پانچ ہزار

ویال ماہوار ہے سنیوں کے سوا ہر مذہب میں امام کی بڑی حیثیت ہے سنی ہی وہ جماعت ہے جس کے نزدیک جاہل بے شرع پیروں گانے بجانے والے قوالوں کی عزت ہے۔ رہے امام و خطباء وہ محض روٹی مانگ کر گزرا کرنے کے لئے ہیں۔ رب تعالیٰ ہم لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمادے۔ ہم نے موجودہ سنیوں کی حالت دو شعروں میں یوں عرض کی ہے شعر

اہل سنت بہر قوالی و عرس  
دیوبندی بہر تصنیفات و درس  
خروج سنی ہر قبور و خانقاہ  
خروج نجدی ہر علوم و درسگاہ

## ۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۸ فروری ۱۹۶۴ء بروز منگل

آج شب الحاج غلام حسین صاحب کے ہاں جلسہ عید میلاد النبی ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا لِلْحَقِّ**۔  
مقام نبوت کے موضوع پر تقریر ہوئی۔ الحمد للہ عام اہل مدینہ بڑے جذبہ کے لوگ ہیں۔ بہت شوق سے تقاریر سنتے ہیں۔ اور اردو خوب سمجھتے ہیں اردو نعت خواں بھی بہت کافی ہیں۔

الحاج حضرت محمد حسین صاحب رمز نے اردو میں بہت اعلیٰ درجہ کی جناب کیف کی نعت شریف پڑھی۔ دیگر نعت خوانوں نے بھی نعت شریف پڑھیں قیام و سلام پر میلاد شریف ختم ہوا۔ مکہ معظمہ سے بعض احباب تقریر میں شرکت کرنے آئے تھے۔ وہ ہماری تقریر ریکارڈ کر کے لے گئے۔ مدینہ منورہ کے احباب نے بھی تقریر ریکارڈ کی۔ حاجی غلام حسین صاحب نے دوران میلاد میں بار بار چائے تقسیم کی۔ بعد میں اعلیٰ درجہ کی مٹھائی اپنی دوکان کی اور کیلامدنی تقسیم فرمایا۔ وہاں ہی الحاج فیض محمد صاحب نے جو ہمارے میزبان ہیں۔ انہوں نے جلسہ میں اعلان فرمایا کہ شب جمعہ کو

مفتی صاحب کی تقریر مسجد اجابہ کے پاس جو ہم نے مسجد بنائی ہے وہاں ہوگی۔ اور جلسہ خیر و خوبی ختم ہوا۔

## شوال ۱۳۸۳ھ ۱۹ فروری ۱۹۶۴ء بروز بدھ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی جس میں تمام عربی حضرات نے باری باری سے نعت شریف پڑھی۔ حق یہ ہے کہ عربی کلام تمام کلاموں کا امام ہے۔ ایسی پرکیف نعتیں اس سے پہلے کم سننے میں آئی ہیں۔ بہت سلیقے سے نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ بار بار چاء پیش ہوتی تھی جناب الحاج محمد حسین صاف عرف رمزد کی نعت بہت ہی اعلیٰ رہی۔ سید السادات نقہی الغایات میں تعریف نہیں کر سکتا۔ مجمع۔ یا حبیبی، حلا وہ۔ سکر مَنْ لَمْ يَزُقْ لَمْ يَعْرِفْ، طیب کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ غرقہ عجیب پر کیف منظر تھا۔ آج ہم بیرون مدینہ کی زیارات کو حاضر ہوئے۔ بیر عثمان کو دیکھا۔ وہاں کی تو دنیا ہی بدل گئی ہے۔ وہاں حکومت نے گاندھی گارڈن کراچی کے مقابلہ کا باغ لگایا ہے۔ تالاب میں چڑیا گھر ہے جس میں ہر قسم کی مرغیاں، بطخ، ہنس وغیرہ جانور ہیں۔ صد ہا انڈے روز ہوتے ہیں۔ ہم گھنٹہ کے اندر بجلی کے ذریعہ بکے نکالے جاتے ہیں۔ بہت زیادہ دودھ دینے والی گاٹیں پرورش کی گئی ہیں ان کا سب سے علیحدہ محکمہ بنایا گیا ہے۔ جس میں انگریز بھی ملازم ہیں اور بیر عثمان سے قریب قمر الملک یعنی شاہی محل ہے۔ اسی سے متصل جامعہ اسلامیہ کے نام سے بڑا کالج ہے۔ جہاں ہر ملک کے طلبا پڑھتے ہیں۔ ہر طالب علم کو تین سو ریال ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ دو سال کے بعد انہیں دو ماہ کے لیے وطن بھیجا جاتا ہے۔ ہوائی جہاز کا ٹکٹ اور مصارف سفر بذمہ حکومت ہوتے ہیں پانچ سال کا کورس ہے مدرسین تمام بدترین قسم کے وہابی ہیں۔ آج کل جامعہ میں تعطیل ہے اس لیے ہم تعلیم نہ دیکھ سکے۔ اس کے بعد مسجد غنڈق مسجد فتح مسجد سلمان فارسی



مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد فاطمہؓ، غرضیکہ چھ مساجد کی زیارات کیں پھر مسجد قبلتین پھر مسجد قبا شریف کی زیارات کر کے قریباً گیارہ بجے پاکستان ٹائم سے واپس گھر آ گئے۔

## ۸ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۰ فروری ۱۹۶۴ء جمعرات

آج ہم مدینہ منورہ کے بازار میں گئے۔ ایک قیمتی گھڑی انجلس خریدی ہماری رباط میں ایک صاحب محمد مسلم خاں، سکند ڈھاکہ، مشرقی پاکستان کے مقیم ہیں وہ جامعہ اسلامیہ میں پڑھتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ جامعہ اسلامیہ میں پانچ سو طلبا ہیں۔ ۲۰ مدرسین ہیں۔ مدرس اعلیٰ کی تنخواہ نو ہزار ریال ماہوار ہے باقی کی تین ہزار کسی کی دو ہزار کسی کی ایک ہزار تین مدرسین پاکستانی ہیں۔ اور ۵۵ ملکوں کے طلباء ہیں جن میں امریکہ، روس، انگلینڈ کے طلباء بھی ہیں۔ ہر ایک ملک کا طالب علم اپنے ملک کے سعودی سفارتخانہ میں درخواست داخلہ دے۔ پھر کوئی بڑی سفارش ملے تب داخلہ ہوتا ہے۔ جامعہ میں بورڈنگ ہاؤس دارالاقامت بھی ہے جو وہاں رہنا چاہے اسے کمرہ مع درسی، میز، کرسی، روشنی، پانی، مفت ملتا ہے۔ کھانے کے لیے ہوٹل ہے۔ جو مدینہ منورہ میں رہنا چاہے۔ اس کے لیے سرکاری بس لانے پہنچانے کو مفت ہیں۔ مدرسین کے لیے کاریں مفت نو سال کا کورس ہے جامعہ کو قائم ہوئے ابھی دو سال ہوئے ہیں۔ اس جامعہ میں پندرہ رمضان سے پانچ شوال تک اور حج میں پندرہ روز کی باقی جمعہ کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ گرمی میں ساڑھے تین ماہ کی تعطیل ہوتی ہے۔

## ۹ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۱ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

آج شب کو مسجد اجابہ کے پاس جو مسجد ہمارے فیض محمد صاحب نے بنوائی ہے۔ وہاں میلاد شریف میں ہماری تقریر تھی۔ ہم نے رسالت کے مفہوم اور مقام

رسول پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ جو مولانا فضل الرحمن صاحب ابن مولانا ضیاء الدین صاحب نے ریکارڈ کی۔ پھر خود مولانا نے عربی میں بہت شاندار طریقہ سے میلاد شریف پڑھا۔ عربی سلام قیام کر کے بعد میں عربی قصائد نعتیہ پڑھے گئے۔ بہت لطف آیا۔ اعلیٰ درجہ کی مدنی چلے بعد میں مدنی لڈو تقسیم کئے گئے۔ تنہا فیض محمد نے شرح کیا ایک وہابی غلام رسول نے میلاد شریف کو بدعت کہا۔ تو ہم نے بدعت کے متعلق مفصل گفتگو کی۔ جس پر وہ خاموش ہو گیا۔

## ۱۰ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۲ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہم بعد نماز فجر سلام عرض کر کے غار سلج اور مسجد الوداع زیارات کے لیے حافظ غلام نبی صاحب کے ہمراہ پیدل گئے۔ غار سلج پر پہنچ کر نعت شریف اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سلام پڑھا۔ بہت رقت طاری ہوئی غار سلج جبل سلج میں ایک غار ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل کئی دن تک عبادت اور گریہ زاری کی جس کی وجہ سے آس پاس کے جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا۔ امت کی بخشش کی دعائیں فرمائیں۔ جانے آنے کے لیے نہایت تنگ سوراخ سا ہے ترکوں نے وہاں چھوٹا سا قبہ بنا دیا ہے۔ جواب تک بفضلہ تعالیٰ نجدیوں سے محفوظ ہے ہم بہ تکلف اس سوراخ میں اس لیے داخل ہوئے۔ کہ ان پتھروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے یقیناً مس ہوا ہے۔ مسجد الوداع وہ جگہ ہے۔ جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کرام کو پہنچانے پیدل آتے تھے۔ جن کو کسی جگہ کا حاکم مقرر فرما کر بھیجتے تھے۔ اسے شہیتہ الوداع کہتے تھے۔ اب اس مسجد سے متصل نکر می و کو علی کی منڈی ہے۔ اور بسوں کا اڈہ ہے۔ جہاں بسوں والے پکارتے ہیں۔ تبوک، تبوک، خیبر، خیبر ریاض، ریاض یہاں سے خیبر کا کراہہ ۱۵ ریال تبوک کا تیس ریال ایک طرف کالیتے ہیں۔ ان کے منہ سے خیبر اور تبوک کی آوازیں بہت پیاری معلوم ہوتی ہیں۔ اب تک ہم اڈوں پر گجرات لاہور کی آوازیں سنا کرتے تھے۔ آج ہمارے کانوں نے یہ

مبارک آوازیں پہلی بار سنی ہیں۔

## اشوال ۱۳۸۳ھ ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء یکشنبہ

آج نماز فجر و تلاوت سے فارغ ہوئے۔ الحاج میاں محمد صاحب لاہوری حرم شریف میں ملے کہنے لگے۔ چلو زیارات کرائیں۔ چنانچہ ہم چھ سات آدمی مسجد مباہلہ گئے۔ جسے اہل مدینہ مسجد بغلہ کہتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ فرمایا تھا۔ اور نجرانی عیسائی مباہلہ نہ کر سکے تھے۔ اسی جگہ ترکوں نے مسجد بنوائی تھی۔ جو نجدی حکومت نے گرا دی ہے گری ہوئی پڑی ہے۔ وہاں کئی جگہ پتھروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حجر کی ٹاپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف، کہنی مبارک سر شریف کے نشانات موجود ہیں۔ نجدیوں نے جبینی سے وہ نشانات مٹا دیے ہیں۔ مگر کثراب بھی موجود ہیں راہ میں ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصوا کی قبر ہے جس پر عمارت تھی مگر نجدیوں نے گرا دی ہے گری ہوئی عمارت موجود ہے پھر مسجد گئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے تین دعائیں فرمائیں تھیں۔ جن میں سے دو دعائیں قبول ہوئیں یہ مسجد مسجد مباہلہ اور جنت البقیع کے کچھ آگے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ آج بر خوردار مصطفیٰ میاں سلمہ کا خط گجرات سے اور بر خوردار سی نور جہاں بیگم کا خط کراچی سے آیا۔ نور جہاں کا خط آنسوؤں سے بھیگا ہوا ہے اور بہت ہی درد ناک مضمون بارگاہ رسالت میں تحریم کیا ہے کہ میرے پاس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے سوائے اشک عقیدت کے اور کچھ نہیں نہ حسن عمل ہے نہ قابل قدر عقیدت ہی ہے۔ یہ فقیر فی شاہ کو نین کی بارگاہ میں کیا پیش کر سکتی ہے۔ اس خط کے الفاظ دل کے جوش عقیدت کی غماضی کرتے ہیں یہ خط ہم نے بار بار پڑھا۔ اور بارگاہ رسالت میں اس کا مضمون پیش کیا خدا کرے قبول ہو جائے۔

## ۱۳ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۴ فروری ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج رات جناب الحاج خدا بخش صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی۔ شاہد اُکے معنی پر تقریر تھی۔ آج کے جلسہ میں مجمع بہت تھا۔ بہت لطف آیا۔ اعلیٰ درجہ کی بالوشاہیان تقسیم ہوئیں۔ بہت نفیس چائے بار بار پلائی گئی۔

## ۱۳ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح ہم حافظ غلام نبی صاحب و احمد دین صاحب کے ہمراہ پھر مسجد قبا کی زیارات کے لیے گئے۔ مسجد قبا میں حکومت کی طرف سے وضو استنجا کا یورپین طرز کا نہایت شاندار انتظام ہے۔ مدرسے سے بھی قائم ہیں۔ مسجد قبا سے قریباً دو فرلانگ جانب مشرق مسجد شمس ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ڈوبا ہوا سورج واپس فرمایا تھا۔ واللہ اعلم یہ مسجد بھی نجدیوں کے ہاتھوں اب ٹوٹی پڑی ہے۔ اس سے ایک فرلانگ پر بئر عرس ہے جو خشک کر دیا گیا ہے۔ اس کنوئیں کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رغبت سے پیتے تھے۔ اسی کنوئیں کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات غسل دیا گیا۔ ان مقامات کی زیارات کیلئے گئے۔ قبا میں کھجوروں کے باغ انگوروں کے کھیت دیکھے۔ تا حد نظر انگور کے کھیت تھے۔ ابھی نہ کھجوروں کا موسم ہے نہ انگور کا۔ پھر ہم قبا سے جانب مدینہ منورہ پیدل واپس ہوئے۔ راستہ میں مسجد جمعہ میں نوافل پڑھے۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ پہلے یہ ٹوٹی پڑی تھی۔ اب کسی شخص نے یہاں نہایت شاندار کوٹھی بنائی ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ مسجد بھی بنا دی ہے پھر اس کے قریب ہی مسجد بنی نجار میں نوافل پڑھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر قبیلہ بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا کر استقبال کیا۔ گائے تھے پہلے یہ مسجد ٹوٹی پڑی تھی۔ مگر اب بنا دی گئی ہے پھر وہاں سے پیدل مدینہ منورہ آئے۔

قبا شریف میں پیدل جانے سے بہت زیادہ زیارات ملتے ہو جاتی ہیں۔

## ۱۴ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۶ فروری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

ہم روزانہ نماز تہجد صبح کے سامنے والی جگہ جہاں تھوٹی سی محراب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تہجد ہے۔ وہاں پڑھا کرتے تھے۔ لوگ بہت شوق سے وہاں جمع ہو جاتے تھے۔ مگر آج وہاں نجدی سپاہی کا پہرہ تھا۔ کسی کو وہاں نفل نہ پڑھنے دیئے۔ سپاہی نے اس جگہ نماز پڑھنے کو ممنوع و حرام کہہ کر ہم لوگوں کو روک دیا۔

## ۱۵ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

لیجے آج اس جگہ نماز تہجد جائز ہو گئی۔ آج وہاں پولیس کا پہرہ نہیں ہم لوگوں نے نکلہ تعالیٰ وہاں ہی تہجد ادا کی۔ حکومت کا کوئی قائدہ مقرر نہیں آج ایک چیز حرام و ممنوع ہے۔ کل وہی چیز حلال و مباح۔

## ۱۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

یہاں حضرت امیر حمزہ کی شہادت ۱۶ شوال کو مانی جاتی ہے کتب میں جنگ احد ۲ شوال ہے۔ چنانچہ آج بہت لوگ جبل احد حضرت حمزہ کی زیارات کرنے گئے۔ مگر پولیس نے وہاں قفل لگا کر کسی کو زیارت نہ کرنے دیں کہ کہیں عرس میں شمار نہ ہو جائے۔ آج شب مدینہ منورہ میں جگہ جگہ جلسے و مجلسیں منعقد ہوئیں خدا بخش صحابہ کے ہاں فضائل صحابہ، فضائل صدیق اکبر و امیر حمزہ کے موضوع پر ہماری تقریر رکھی گئی۔ جس میں بہت بڑا مجمع تھا۔ ہم نے دوران تقریر میں عرض کیا کہ جیسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوق ہیں۔ ویسے ہی حضور سے نسبت رکھنے والی ہر چیز افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ و مکہ تمام نلیوں کے شہروں



سے افضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن تمام نبیوں کی کتابوں سے افضل حضور کے صحابہ و اہل بیت تمام نبیوں کے صحابہ و اہل بیت سے افضل ہیں۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تمام نبیوں کے زمانوں سے افضل ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور کے زمانہ حضور کے شہر حتیٰ کہ حضور کے صحابہ کی قبروں کی خاک کی قسم ارشاد فرمائی، فرمایا لا اقسم بهذا البلد اور فرمایا والعص اور فرمایا۔ فلا اقسم بمواقع النجوم۔ دیکھو مواقع النجوم، یعنی تاروں کے عزوب ہونے کی جگہ کیا ہے صحابہ کرام کی قبریں ہیں۔ صحابہ کرام تارے ہیں۔ ان کی قبریں ان کے عزوب ہونے کی جگہ اور عرض کیا کہ حضرات انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ ان میں رسول تین سوتیرہ اور ان میں مرسل چار، پھر ان چار میں افضل المرسلین ایک اس طرح صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ ان میں اصحاب بدر تین سوتیرہ ان میں خلفاء راشدین چار ان چار میں افضل المخلوق بعد الرسل حضرت صدیق ایک اور عرض کیا کہ خیر القرون قرنی میں ق سے صدیق کی طرف سے عمر کی جانب ن سے عثمان کی طرف سی سے حضرت علی کی طرف اشارہ ہے اور عرض کیا کہ دیگر کتب یکدم لکھی لکھائی انبیاء کرام کو ملیں یگر آیات قرآنیہ اکثر صحابہ کرام کے واقعات پر نازل ہوئیں چنانچہ آیت تیمم حضرت صدیقہ کے ہارگم جانے پر آئی۔ اور رمضان میں سحری تک کھانے کی اجازت حضرت ابو کے واقعہ پر رمضان کی رات میں بیویوں سے صحبت کی اجازت حضرت عمر کے واقعہ پر نازل ہوئی تاکہ صحابہ کا احسان تاقیامت مسلمانوں پر ہے۔ نیز جمع قرآن کا کام صحابہ سے لیا گیا۔ قرآن بھیننے والا رب لانے والا جبرائیل، لینے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت تک پہنچانے والے صحابہ ہیں اگر ان میں سے کسی میں شک ہو جاوے۔ تو قرآن مشکوک ہو جاوے گا۔ پھر حضرت صدیق و امیر حمزہ کے فضائل حضرت بلال کی آزادی پر گفتگو کی۔ سید الشہداء کا ایسا فیض ہوا کہ رنگ جم گیا۔ لوگوں کی ہچکیاں بند ہو گئیں۔ بہت لطف رہا۔

صادق و صدیق کے فرق بیان کرنے میں بہت لطف آیا۔ کہ صادق وہ جو

جھوٹ نہ بولے۔ صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے۔ صادق وہ جو کلام کا سچا صدیق وہ جو کلام کا کام سچا ہو۔ صادق وہ کہ جیسا واقعہ ہو۔ وہ کہے۔ صدیق وہ جو کہ وہ کہہ دے۔ واقعہ ایسا ہی ہو جاوے۔ اس پر قرآن و حدیث گواہ ہیں دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کی رہائی۔ اور دوسرے قیدی کو سولی کی خبر دے دی۔ ایسا ہی ہوا۔ اس لیے اس قیدی نے کہا۔ یوسف ایہا الصدیق یوں ہی حضرت ابو بکرؓ نے مالک بن سنان جو شہید ہو چکے تھے۔ انکی زندگی کی خبر دے دی تو رب نے انہیں زندہ کر کے بھیج دیا۔ دیکھو ان کی قبر مدینہ پاک میں ہے جس کی زیارت ہوتی ہے۔

## ۱۷ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۹ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہمارے محترم دوست صالح سعید صاحب ہم کو بدر شریف کی زیارات کے لیے لے گئے۔ نہایت نفیس کار صبح ہی کمر کے آگے۔ اپنے ساتھ بیوی ساس پانچ بچے ایک لڑکا فہد اور چار لڑکیاں، مریم، آمنہ، یسلیٰ وغیرہ کو ہمراہ لیا۔ ایک بکری بہت سے فروٹ کھانے کے لیے روٹیاں راہ میں غرباء میں تقسیم کرنے کے لیے روٹیوں کی بوری اور باورچی ہمراہ لیا۔ روانہ ہو گئے۔ راہ میں بیر عروہ، بیر علی القریش منزل براچی وغیرہ منزل پڑیں۔ قریباً بارہ بجے پاکستانی ٹائم سے ہم بدر شریف پہنچ گئے۔

آج ہم پہلی بار اپنی عمر میں اس وادی مقدس میں آئے جاتے ہی بکرا ذبح ہوا۔ کھانا تیار ہونے لگا۔ راہ میں بدڑوں کی جھونپڑیاں نظر آئیں جن کے بچے عورتیں لب شرک، بکریاں چراتے۔ ملے۔ صالح صاحب ان کی طرف روٹیاں پھینکتے رہے۔ تین گھنٹے میں ہم بدر پہنچے۔

## بدر شریف کے حالات

مقام بدر کی اہمیت تمام اہل اسلام، خصوصاً علماء اسلام سے مخفی نہیں۔ یہاں ہی اسلام کا پہلا جہاد ہوا۔ یہاں ہی ابو جہل ملعون، دو مسلم بچوں معاذ ابن عفرہ اور معاذ ابن عمرو کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا۔ یہاں ہی چوٹی کے سرداران کفار قریشی مارے گئے۔ گویا یہاں اسلام کی جبراً قائم ہوئی۔ یہاں کا ہر ذرہ مومن کی آنکھ کا سرمہ ہے۔ بہت عرصہ سے یہاں کی زیارت کی تمنا تھی۔ جو رب تعالیٰ نے آج پوری فرمائی۔

عابد شریف مکہ معظمہ کے راستہ پر ہے اب بدر اس راستہ کی ایک منزل ہے۔

۲۷ بدر شریف مدینہ منورہ سے ایک سو اڑتالیس کلو ہے۔ ایک سو کلو کے پچھتر پاکستانی میل ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ اور بدر کے درمیان کل چند منزلیں ہیں آج کل چونکہ حجاج نہیں آتے ہیں۔ اس لئے منزلوں پر سنسان ہے۔

۲۸ اب بدر شریف میں اچھی خاصی آبادی ہے۔ وہاں پانی کے چشمے بہت ہیں۔ چشمے کیا ہیں۔ زمین دوز نہر ہے۔ جو جگہ جگہ سے کھول لی گئی ہے۔ سرکاری اسکول ہے۔ جس پر لکھا ہے۔ المدرستہ السعودیہ فی البدر۔ لب سڑک نئی مسجد بنائی گئی ہے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ تک لک کی بہت چوڑی سڑک ہے جو پاکستانی جرنیلی سڑک کی طرح پختہ صاف و ستھری ہے جیسے پشاور و کراچی کے درمیان کی سڑک۔

۲۹ بدر سے آگے مستوردہ منزل ہے۔ جہاں سے مقام البواء ہے صرف تیس کلو۔ جانب شمال ہے البواء میں ایک پہاڑی پر حضرت آمنہ خاتون والدہ ماجدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور ہے وہاں کی حاضری کی تمنا ہے رب تعالیٰ وہاں کی حاضری نصیب فرمائے اب البواء کا نام حریبہ ہے دونوں نام مشہور ہیں

۵۵ خود بدر اور بدر کے راستہ میں کھجوروں کے باغات اور باغوں کے درمیان گندم وغیرہ کے کھیت بہت ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں یہ ہرے بھرے باغ بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں پٹرول پمپ بھی ہے۔ یہاں موٹریں ٹھہر کر پٹرول لیتی ہیں۔

۵۶ بدر میں حسب ذیل زیارات گاہیں ہیں۔ مسجد طریش جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت صحابہ کرام کو سلا کر اسلام کی فتح و نصرت کی دعا کی۔ اب اس جگہ حکومت نے جامع مسجد بنا دی ہے۔ یہ جگہ سڑک سے کچھ دور ہے دوسری وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد سے کچھ پہلے سجدہ فرما کر دعاء نصرت فرمائی۔ جناب صدیق نے آپ کو سجدے سے اٹھایا۔ پھر اپنے منٹھی بھر کنکر کفار کی طرف پھینکے۔ جوان سب کی آنکھوں میں پڑے۔ اس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا۔ **وَمَا مِنْ مَّيْتَةٍ إِذْ نَسَّ مَيِّتٌ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَمْعٌ**۔ یہاں بھی مسجد ہے اور گنج شہیدان جہان ۱۳ شہید دفن ہیں۔ چودھویں غازی جو زخمی تھے مدینہ منورہ پہنچائے جا رہے تھے۔ مقام حمراء میں ان کا وصال ہو گیا۔ وہیں دفن کئے گئے حمراء مدینہ پاک و بدر کے درمیان ہے۔ یہ گنج شہیدان بالکل ڈھا دیا گیا ہے اس پاس چھوٹی سی چار دیواری بہت شکستہ حالت میں ہے۔ تمام قبریں نجدیوں نے کھود ڈالی ہیں۔ اس چار دیواری میں ریت بھری ہوئی ہے۔ مگر زائرین اسی ریت کے ڈھیر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ یہ گنج شہیدان سڑک سے قریب ایک میل جانب جنوب ہے۔ اس گنج شہیدان سے متصل ایک بہت اونچا ٹیلہ ہے۔ غالباً یہ مسجد ہے۔ جو نجدیوں نے ڈھا کر برباد کر دی۔ بڑے بڑے پتھر بکھرے پڑے ہیں۔ ہم نے اسی ناہموار زمین پر پتھروں کے درمیان بمشکل دو رکعت نفل پڑھے۔ تمنا تھی۔ وہاں بیٹھ کر تلاوت و ذکر کرتے مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ نجدیوں کی جانوں کو دُعا دیتے چلے آئے۔ اس وقت بدر میں کل تین مسجدیں ہیں۔ مسجد طریش، مسجد راحۃ، مسجد سعودا، جوب سڑک

ہے۔ کنواں بدر جس کے نام سے اس میدان کا نام بدر ہے۔ وہ بالکل لاپتہ ہو چکا ہے۔ گنج شہیداں کے پاس جو شکستہ اونچی مسجد ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین کفار بدر کے ہلاک ہونے کی جگہ ایک دن پہلے بتا دی تھی۔ کہ کل یہاں ابو جہل مرے گا۔ یہاں ابو لہب، یہاں امیہ بن خلف۔ ہم نے آج کی نماز ظہر اور نماز عصر بدر میں پڑھی۔ اور نماز مغرب راستہ میں قریشہ منزل میں باجماعت ادا کی۔ واپسی میں راستہ میں کار کا پنچر ہو گیا۔ کچھ دیر اس کی درستی میں لگی۔ عشاء کے وقت مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ حرم شریف سے لوگ نماز پڑھ کر نکل رہے تھے۔ کہ ہم پہنچ گئے۔

## ۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ یکم مارچ ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج شب کو ہماری تقریر الحاج غلام حسین صاحب کے مکان پر ہے۔ بڑا اہتمام فرما رہے ہیں۔ آج ہم کو ہمارے معلم غلام حیدر صاحب حیدری اپنی کار میں اپنا باغ دکھانے بعد عصر لگے۔ معلم صاحب کے دو باغ نہایت شاندار ہیں۔ یہ باغ جبل احد پر حضرت امیر حمزہ کے مزار شریف کے پاس ہے۔ باغ میں مسجد بنوار ہے ہیں۔ قریباً آٹھ بیگہ میں کھجور کا باغ ہے۔ درمیان میں سبزیاں ہیں۔ کنواں درمیان میں ہے جس میں ثیوب ویل لگا ہے۔ نہانے کے لیے حوض ہے۔ یہ نظارہ بہت روز تک یاد رہے گا۔ اس باغ کا پودینہ اور سبز مرچیں معلم صاحب نے ہم کو مرحمت فرمائیں۔ پودینہ بہت خوشبودار ہے۔

## ۲۱ شوال ۱۳۸۳ھ ۴ مارچ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج میاں الحاج محمد صاحب نے ہم کو مدینہ پاک کے عوالی کی ایسی زیارات کرائیں۔ جو اس سے پہلے تین حجوں میں ہم کو نہ ملیں ہو تھیں۔ اور عوام حجاج کو ملیں نہیں ہوتیں۔ چنانچہ ہم نے مدینہ منورہ کے جنوبی جانب شہر سے متصل ایک



باغ میں بیر عریش کی زیارت کی۔ یہ کنواں ایک سرسبز باغ میں ہے جسے نجدی حکومت نے خشک کر دیا ہے۔ اور اس کی بجائے قریب ہی دوسرا کنواں کھدوا دیا ہے۔ جس میں ثیوب دیل لگا ہوا ہے۔ اس کنوٹیں کے متعلق یہاں روایت سنی کہ اس کنوٹیں کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ اور بعد وفات اس کے پانی سے غسل دیا گیا۔ اس کے آگے وہ میدان ہے۔ جہاں کی مٹی کی خاک سے شفا کی ٹکیاں بنائی جاتی ہیں یہ مٹی سفید ہے اب وہاں حکومت نجدی اس میدان میں مدینہ شہر کا سارا کوڑا پھنکواتی ہے۔ کہ کوئی شخص یہ مٹی نہ اٹھا سکے۔ ہم نے اس میدان میں گندگی کے ڈھیر دیکھے۔ اس میدان میں متصل ایک چبوترہ ہے لوگ یہاں سے تبرکاً مٹی لے جاتے ہیں۔ ہم بھی وہاں سے سفید مٹی تبرک کے لئے لائے۔ اس کے متعلق یہاں مشہور یہ ہے۔ کہ غزوہ بدر کے کچھ زخمی صحابہ اس میدان میں واپسی کے وقت لوٹے تھے۔ تو فی الفور انہیں شفاء ہو گئی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر دعا فرمائی تھی۔ یہاں سے قریباً نصف میل فاصلے پر بیر عریش ہے۔ جو نجدیوں نے خشک کر دیا ہے۔ ترکوں نے اس کنوٹیں میں سیڑھیاں بنا دی ہیں۔ اس میں کچھ پانی ایک گوشہ میں ہے۔ کنوٹیں کے ارد گرد بہت بیریاں ہیں اس سے متصل ترکوں کی بنائی مسجد ہے جسے مسجد امام زین العابدین کہتے ہیں۔ اس کے متعلق یہاں سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں تشریف لاتے۔ پانی سے وضو کرتے۔ مسجد کی جگہ آرام فرماتے تھے۔ ہم کنوٹیں میں اتر گئے۔ پانی پیا کچھ کچے بیر کھائے۔ مسجد میں نوافل پڑھے۔ یہاں سے قریباً تین فرلانگ پر باغ سلمان ہے جس میں کھجور کے دو درخت وہ ہیں۔ جن کا تخم خود حضور نے بویا تھا۔ یہ دو درخت تمام باغ میں شکل و صورت میں ممتاز ہیں۔ اس کے پھل فی ریاں ایک کھجور بکتی ہے۔ ہم کو آٹھ پھل ملے۔ اس باغ کے متعلق ہم نے یہاں یہ روایت سنی کہ حضرت غلام فارسی کسی یہودی کے غلام تھے۔ جب مسلمان ہو گئے تو اس یہودی کو اپنے دعوت اسلام دی وہ بولا۔ میں حضور کا یہ معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ میرے اس

باغ میں کھجوریں بوئیں اور ایک ماہ میں درخت تیار ہو کر بار آور ہو جائیں تب میں ایمان لاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معجزہ دکھا دیا۔ وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور یہ باغ حضرت سلمان کو دے دیا۔ اور انہیں آزاد کر دیا۔ حضرت سلمان نے یہ باغ وقف کر دیا۔ یہ درخت تین تھے۔ جن میں سے اب دو ہیں۔ اس باغ کے قریب ہی مسجد فضیخ ہے۔ کہ جب شراب حرام ہوئی تو صحابہ کرام کی ایک جماعت شراب نوشی میں مصروف تھی۔ انہوں نے حرمت کا اعلان سنتے ہی تمام گھڑے شراب کے توڑ دیئے۔ سب سے پہلے شراب کے برتن یہاں توڑے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوشخبری دی۔ اس مسجد کے محراب میں ایک سیاہ پتھر لگا ہوا ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو مٹھی شریف میں لے کر چوڑا۔ تو اس سے پانی ٹپکا۔ پتھر کی شکل بھی بتا رہی ہے۔ کہ اسے مٹھی سے چوڑا گیا۔ ہم نے یہاں نفل پڑھے۔ اس سے دو فرلانگ فاصلے پر مسجد ام ابراہیم ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم ایک دائی کے ہاں پرورش پاتے تھے۔ حضور اکثر انہیں دیکھنے یہاں تشریف لاتے تھے۔ یہاں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ان کا انتقال ہوا۔ یہاں ترکوں نے مسجد عالی شان بنوادی ہے۔ نجدی حکومت نے وہ مسجد گرائی تو نہیں۔ مگر اس کے گرد دیوار کھینچ دی ہے۔ تاکہ کوئی وہاں نماز نہ پڑھے سکے ہم اس مسجد کی زیارت کر کے آگئے۔ اس علاقہ کو عوالی مدینہ کہتے ہیں۔ اس سارے علاقہ میں ایسے سرسبز باغ نہیں۔ کہ سبحان اللہ کھجوروں کے گھنے باغ درمیان میں سبزہ زار بیچ میں کنواں کہیں تا حد نظر انار کے باغ کہیں انگور کے کھیت واپس آتے ہوئے ہم نے ایک جگہ پرانی مسجد نبوی کے ستون پڑے ہوئے دیکھے جو توڑ کر پھینکے ہوئے ہیں۔ نجدیوں نے مسجد نبوی شریف کے عین حصے مشرقی، غربی، شمالی، منہدم کر کے نئی مسجد بنائی ہے۔ اس کا ملبہ ان استنباء خانوں میں لگایا ہے۔ جو باب عمر کے پاس ہیں۔ اور لوگوں کو چھ روپیہ ٹرک کے حساب سے فروخت کر دیئے۔

۲۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۵ مارچ ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

## ایک بے مثال واقعہ

آج ہم نے ایک نہایت ہی عجیب بات دیکھی۔ وہ یہ کہ ہم نے بیس دن پہلے باب الرحمۃ کے سامنے ایک دوکان سے ایک گھڑی انجلس، ایک سو چالیس ریال میں خریدی تھی۔ آج ہم کو صاحب دوکان بازار میں ملے۔ فرمانے لگے کہ انجلس گھڑی کی قیمت بیس ریال گر گئی ہے۔ آپ اپنے بیس ریال واپس لے جانا۔ ہم بعد عصر دوکان پر گئے۔ انہوں نے بیس ریال واپس کر دیئے۔ یعنی چالیس روپیہ ہم نے ان کا نام پوچھا۔ بولے کیوں پوچھتے ہو۔ ہم نے کہا۔ ہم پاکستانی اخبارات میں یہ مضمون دیں گے تاکہ معلوم ہو کہ اہل مدینہ کیسے ایماندار اور دیانتدار ہیں۔ انہوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا۔ آخر ان کی دوکان کا پیڈ حاصل کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کا پتہ یہ ہے۔ عطا اللہ ساعاتی باب الرحمۃ مدینہ منورہ ٹیلی فون سر ص ب ۵۵۔

ہم لوگ امریکہ انگلینڈ کے لوگوں کی ایمانداری کے ڈھول بجاتے ہیں ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کی خوش معاملگی اور ایمانداری ملاحظہ کرو۔ کہ ہماری خرید کے وقت اس گھڑی کی قیمت ایک سو چالیس ریال تھی۔ بعد میں قیمت گری۔ انہوں نے خود ملاقات کر کے ہم کو اپنی دوکان پر بلا کر بیس ریال یعنی چالیس روپیہ واپس کیئے۔

۲۳ شوال ۱۳۸۳ھ ۶ مارچ ۱۹۶۴ء جمعہ

## مدینہ پاک کے موجودہ حالات

مدینہ پاک کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔ ہم نے دس سال پہلے جو

مدینہ دیکھا تھا۔ اس کا رنگ و روپ، شکل و شباهت ہی کچھ اور تھی۔ اور اب کچھ اور ہے۔ حرم شریف کی تبدیلی تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ شہر کی تبدیلیاں ملاحظہ فرماؤ۔ عذاب مدینہ پاک پیرس کا نمونہ بن چکا ہے۔ پرانی عمارت گرا کر شاندار بلڈنگیں دس دس منزل تک کی تیار ہو چکی ہیں۔ اور سو رہی ہیں۔ جن میں بجائے زینہ کے لفٹ ہے۔ بہت اعلیٰ درجے کے ہوٹل ہو گئے ہیں۔ جن کے ایک کمرے کا کرایہ دس ریال، یعنی بیس روپیہ یومیہ ہے۔ کھانا وغیرہ علاوہ خندق قصر المدینہ، خندق بہاؤ الدین، خندق التیسیر یہ تینوں ہوٹل حرم شریف کے قریب ہیں۔ وہاں ہوٹل کو خندق کہتے ہیں، خندق قصر المدینہ تو باب مجیدی کے سامنے ہے۔ اور خندق بہاؤ الدین باب عثمانی کی کروٹ میں۔

۲۶ اب مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز و نجد میں دولت کی بہت فراوانی ہے تیل نکل آنے کی وجہ سے مال کی بہت کثرت ہو گئی ہے۔ یہاں درمیانہ راج کی اجرت بیس ریال یومیہ ہے۔ مزدور کی اجرت آٹھ ریال روزیہ حال تمام مزدوریوں کا ہے۔ اب یہاں بھکاری بہت کم ہیں۔ جو ہیں وہ بھی باہر کے ہیں۔ عرب بھکاری قریباً نہیں ہیں۔

۳ حکومت کا انتظام قابل تعریف ہے۔ ہر شخص پر حکومت کا کنٹرول بہت سخت ہے۔ کسی کو قانون شکنی کی جرأت نہیں۔

۴ یہاں جرم بہت کم بلکہ یوں کہو کہ قریباً بالکل نہیں۔ نماز کے وقت بڑی قیمتی دوکانیں بغیر قفل رہتی ہیں۔ مالک حرم شریف پہنچ جاتے ہیں۔ کیل کا کھٹکا نہیں۔

۵ کوئی شخص کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔ صاف گوسچے لوگ ہیں۔ میں ایک بیگ کی دوکان پر گیا۔ مجھے بیگ بہت ہی پسند آئے۔ ہوائی جہاز کے لیے خریدنے کا ارادہ کر لیا۔ میں نے پوچھا کیا یہ بیگ مضبوط بھی ہیں۔ تاجر بولا نہیں صرف ایک سفر کرا دے وہ بھی شاید پوچھا کیا چمڑے کے ہیں۔ بولا نہیں۔ یہاں زنا کبھی نہیں ہوا۔ مدینہ منورہ کی تاریخ اس جرم سے خالی نظر آتی ہے۔ جرائم کی کمی کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں مقدمہ بازیاں نہیں۔ کسی کی سفارش نہیں مافی جاتی۔ بہت جلد فیصلہ اور بغیر رور عایت فوراً سزا دے

دی جاتی ہے لوگ حکومت سے بہت ہی ڈرتے ہیں حکومت کا رعب بہت ہے  
وکیل مختار بالکل نہیں۔

۷۶ یہاں امیر طبقہ میں انگریزیت بہت تیزی سے آرہی ہے۔ یہاں بھی میٹرک  
بی اے وغیرہ کی لعنت آچکی ہے۔ لڑکیاں، لڑکے عموماً اسکولوں میں جانے لگے  
ہیں۔ جن کو لے جانے واپس لانے کے لئے حکومت کی بسیں مقرر ہیں صبح ہی لے جاتی  
ہیں شام کو چھوڑ جاتی ہیں۔ عورتوں میں نیم عریاں انگریزی لباس مرد ج ہو چکا ہے۔  
حرم شریف میں کچھ عورتیں سلام کے وقت اس لباس میں دیکھی گئیں۔ کہ پنڈلیاں کھلی  
ہوئیں ننگے سر سلام پڑھ رہی ہیں۔ مرد بھی انگریزی لباس میں ننگے سر دیکھے جاتے ہیں۔  
مگر ابھی ابتدا ہے۔ ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔

۷۷ ریڈیو کی وجہ سے گانا عام ہو چکا ہے۔ دوکانوں، گھروں، بلکہ راستہ چلتے  
لوگوں کی بغلوں جیبوں بسوں کاروں سے ریڈیو کے گانے سننے میں آتے ہیں۔ بلکہ  
اب بغیر ریڈیو کے گانے کے ڈرائیور بسیں کاریں چلاتے نہیں۔

۷۸ دوکانوں رہبری والوں کے پاس جاندار چیزوں کے محبتے۔ بندر۔ سنگور۔ بارہ سنگا  
ہرن وغیرہ عام فروخت ہو رہے ہیں۔ یہ سب دلایتی ہیں۔ بت فردشی کا بازار گرم ہے  
بازار مدینہ بت خانہ بن چکا ہے۔ جو دلایتی چیز بازار سے خریدو۔ اس پر بے حیائی واپس  
فوٹو موجود ہیں۔ ہم نے یہاں سے ایک آئینہ خرید عورت کے فوٹو والا ہی ملا۔

۷۹ یہاں کے لوگوں کے دلوں میں بمقابلہ پاکستان کے ہندوستان سے محبت  
زیادہ ہے۔ بعض دیہاتیوں نے اپنے بچوں کے نام جواہر مبارک رکھے ہیں جواہر سے نسبت  
جواہر لعل نہرو کی طرف ہے۔ انڈیا کا پروپیگنڈا بہت ہے نہ معلوم پاکستان کا پروپیگنڈا  
کم کیوں ہے۔

۸۰ یہاں بے ادبی حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔ حرم شریف جوتوں سے بھرا  
ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ بغل میں جوتے دباٹے سلام پڑھتے ہیں نمازیوں کے آگے  
سے گذرنے میں کوئی عار نہیں۔ قرآن مجید نیچے رکھا ہوتا ہے۔ جوتے لٹے ہوئے اوپر



سے گزر جاتے ہیں۔ کعبہ معظمہ، بلکہ روضہ مطہرہ کے طرف پاؤں پھیلائے بیٹھے لیٹے رہتے ہیں۔ پولیس وائے جالی مبارک کو ہاتھ لگانے اُدھر منہ کرنے سے روکتے ہیں لیکن ادھر پشت کرنے پاؤں پھیلانے سے بالکل منع نہیں کرتے۔ بلکہ خود جالی شریف سے پیٹھ لگائے کھڑے رہتے ہیں۔

علاحدہ مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز میں سینما و فلم کبھی نہیں دیکھنے گئے تھے۔ مگر اب خاص مدینہ منورہ کے امیر لوگوں نے اپنے گھروں میں فلم رکھی ہیں۔ اور امریکہ کی طرف سے خاص حرم شریف کے سامنے یعنی باب عبدالعزیز سے صرف ۱۳۰ قدم کے فاصلے پر جنت البقیع شریف سے متصل بہت بڑے میدان میں سفری سینما لگا دیا گیا ہے جس میں دن کے وقت عام نمائش لگی رہتی ہے۔ لوگ جا کر تیل کے چشموں وغیرہ کی نمائش دیکھتے ہیں۔ رات کو لب سٹرک فلم دکھائی جاتی ہے۔ کل رات بعد آخری سلام ہمارا گذر وہاں سے ہوا۔ دیکھا کہ وہاں قریباً دو ہزار آدمی فلم کے آگے بیٹھے ہوئے تھے باقی پانچ چھ سو آدمی ارد گرد کھڑے تھے۔ باہر گیر بھی کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ نہایت گندے نلچ خوردوں و مردوں کا اختلاط جو ان لڑکیوں کی فحش حرکتیں فلم پر دکھائی جا رہی تھیں فلمی گانے عربی و انگریزی میں ہو رہے تھے۔ لوگ خوشی میں تالیاں بجا رہے تھے آواز کس رہے تھے بغرضیکہ جو کچھ ہمارے ہاں فلموں میں ہوتا ہے۔ اس سے بدتر ہو رہا تھا۔ اس وقت میاں محمد صاحب سجادہ نشین حضور داتا صاحب اور بوستان خاں راولپنڈی وائے ہمارے ہمراہ تھے۔ یہ دیکھ کر ہم لوگوں نے سر پکڑنے کے حرم شریف کے سامنے یہ حرکتیں ہو رہی ہیں۔ آج ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی سے یہ ذکر کیا۔ تو فرمانے لگے ابھی کیا ہے آگے دیکھنا۔ آج ہی اخبار میں تھا کہ سابق شاہ نجد عبدالعزیز کی زندگی کی فلم تیار ہو رہی ہے۔ جس پر آسنی لاکھ ریاں خرچ ہوں گے میں نے یہ دلہ روز واقعہ ایک عربی صاحب سے بیان کیا۔ کہ نجدی حکومت یہ کیا کر رہی ہے۔ وہ بولے آپ کے پاکستانی علماء نے سینما و فلم کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس پر ہماری حکومت نے یہ کیا ہے میں نے پوچھا کون عالم بولے مولانا مودودی اچھرہ لاہور والے

غرضیکہ اب حالات اچھے نہیں۔

۱۲۷۱ھ میں حرم شریف میں تبلیغ و ہدایت کا بہت زور ہے۔ بعد مغرب سے عشاء تک الگ الگ ٹولیوں کے ہجوم ہوتے ہیں۔ عربی بنگلہ، اردو۔ بخاری زبانوں میں وہابی علماء کے وعظ بڑے زور و شور سے جاری رہتے ہیں۔ یہاں سنی مسلمانوں کو ایمان بچانا مشکل ہو گیا ہے۔ مجھ سے کل ضلع گجرات کے شاہ صاحب کہنے لگے۔ کہ ایک مولوی صاحب کل وعظ کہہ رہے تھے۔ کہ جو لوگ یہاں سے خاک شفا لے جاتے ہیں۔ انہیں خاک ہی ملتی ہے۔ یہ لے جانا حرام ہے۔ روحہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا شرک ہے میں نے عرض کیا کہ شاہ صاحب بڑے خزانے پر چور بھی بڑا ہی پڑتا ہے بازار کے شیاطین سے مسجد کے شیاطین و لہاں اور حنظل کرے۔ زیادہ خطرناک اگر ایمان بچانا ہے تو کسی وعظ میں نہ شریک ہوں۔ ہم یہاں کی مٹی ہی دیکھنے لینے آئے ہیں۔ کپڑا، سونا، چاندی تو ہمارے ہاں بھی ہوتے ہیں۔ یہ مٹی وہاں نہیں ہوتی۔ جب یہاں سے ہم لوگ کھجوریں تسبیح، کپڑے لے جاتے ہیں۔ اور مشرک نہیں ہوتے۔ تو خاک شریف لے جانے سے مشرک کیسے ہوں گے۔ یہاں کی خاک شفا ہے۔ جیسے زمزم کا پانی شفا ہے۔ وہ پانی جناب اسمعیل کے پاؤں کا دھو دن ہے۔ یہ مٹی جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم چوم چکی ہے حضور کا معجزہ یہ ہے کہ وہابی مولوی دن رات لوگوں کو اسلام اور تعظیم سے روکتے ہیں مگر لوگ جالی شریف کے سامنے پہنچ کر ان کے سارے وعظ بھول جاتے ہیں۔ وہاں دیوانہ وار سلام پڑھتے ہیں۔ روتے ہیں۔ ابو جہل کی ساری کوششیں حضور علیہ السلام کے چہرے کی ایک جھلک سے ختم ہو جاتی تھیں۔ وہ ہی نقشہ اب بھی ہے۔

۱۳۷۱ھ میں موٹر کار میں بہت ہی ہیں چار چار آنے میں قبا شریف وہ کار میں لے جاتی ہیں۔ جو ہمارے ہاں وزیروں کو بھی نصیب نہ ہوتی ہوں گی۔ بہت نفیس کار تھوڑے کرایہ سے مل جاتی ہے۔

۱۳۷۱ھ اس دفعہ حکومت اور پولیس کا رویہ حجاج کے ساتھ بہت شریفانہ ہے۔ کسی کو مارتے پٹتے برا بھلا نہیں کہتے ہیں نرمی و محبت سے بات کرتے ہیں کسی عورت

کو ہاتھ سے نہیں چھوتے۔ زبان سے سمجھاتے ہیں۔ ہم اپنی جماعت کہتے ہیں۔ کچھ نہیں کہتے  
ہاں پاکستانی دہائی مجریوں کی نمک حلائی میں چڑچڑاتے ہیں۔ مگر نجدی کچھ نہیں کہتے  
۱۳۷۰ھ حافظ احمد دین صاحب بواب نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اس قدر وہابیت کی تبلیغ  
کے باوجود کہ حکومت اس پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ مگر مدینہ منورہ میں اسی فیصد  
سنی ہیں۔ خلام حرم جن کی تعداد تین سو نفر ہے۔ ان میں مدیر حرم یعنی صدر سے لے  
کر کنسی یعنی جھاڑو والوں تک سب سنی حنفی ہیں۔ بجز امام کے اور ایک بواب کے جو  
باب النساء پر بیٹھا ہے۔ اور ان تمام کے ہاں دلائل الخیرات قصیدہ بردہ شریف کے ختم  
پر فاتحہ میلاد شریف وغیرہ سب ہوتے ہیں۔ جن میں سب کا اجتماع ہوتا ہے۔

۲۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۹ مارچ ۱۹۶۴ء دو شنبہ

## عطیہ خسروانہ

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھ فقیر بے نوا کو ایسے شاندار عطیات  
بخشنے گئے۔ جو شاید ہی کسی کو ملے ہوں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جناب الحاج غلام  
حسین صاحب مظفر گڑھی مالک پاکستانی ہوٹل نے مجھ فقیر کو دو جوڑے نہایت اعلیٰ  
اور چار ٹوپیاں میرے لیے دو ٹوپیاں میرے لڑکوں محمد میاں مصطفیٰ میاں کے لیے عطا  
فرمائیں۔ جب میں نے اس کے قبول میں حجاب سا محسوس کیا۔ تو فرمایا یہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی طرف سے عطیہ خسروانہ ہے۔ ہم لوگ تو ان کے نوکر اور کارندے ہیں اس پر  
میں رو پڑا۔ یہ عطیہ سر پر رکھا۔ آنکھوں سے لگایا۔ اس کے علاوہ انہیں حاجی غلام حسین  
صاحب اور الحاج محمد یار صاحب فریدی نے حضرت آغا احمد عبدالرحمن صاحب خادم حجرہ  
نبویہ شریف سے ان کا وہ جبہ حاصل کیا۔ جسے پہن کر وہ روضہ مبارک کے اندر کی جھاڑو  
دیتے ہیں۔ یہ جبہ شریف پچیس بار روضہ مبارک کے اندر گیا ہے اور اس نے وہاں کی

گرد شریف چاٹی ہے۔ اس کے علاوہ گنبد خضرا کے زیریں حصے کا چونا کا وہ ٹکڑا کی سے حاصل کیا جو اس سال گنبد خضرا کی مرمت کے وقت علیحدہ کیا گیا۔ قریباً چالیس سال وہاں لگا رہا ہوگا۔ یہ نعمتیں حاصل کر کے مجھ گنہگار کا رسیاہ کار کو عطا فرمائیں میں بخرد عا اور کیا شکر یہ ادا کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں صاحبوں کا بھلا کرے میں اپنے نصیب پر جس قدر ناز کروں کم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ میرے لیے میری قبر کا سامان بھیج دیا ہے میں اپنے وارثوں کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس جبہ شریف میں کفن دیں۔ اور یہ چوٹے کا ٹکڑا میری قبر میں میرے سینے پر رکھ دیں۔ بے اختیار یہ شعر زبان پر جاری ہے۔

تجھ سے سخی کو مانگ کر مانگ لی دو جہاں کی خیر

مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

نیزان ہی الحاج محمد یار صاحب فریدی نے جن کی دوکان باب جبریل کے سامنے ہے مجھے اٹھ سرمہ کی ایک شیشی ایک مدینہ پاک کی سلاٹی عنایت فرمائی اٹھ سرمہ کے بہت فضائل حدیث پاک میں ارشاد ہوئے ہیں حضور صلی علیہ وسلم نے ہمیشہ شب کو سوتے وقت یہ سرمہ لگایا۔ ہر آنکھ شریف میں تین تین سلاٹیاں پھرتے۔ ان کے فرزند حافظ رحمت علی صاحب سے چھ شیشیاں اور بھی حاصل کیں۔ یہ سرمہ سنہری رنگ کا ہے۔ شاید اسے سرمہ اصفہانی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے لگانا نصیب فرماوے اس کے متعلق حدیث پاک میں وارد ہے۔ کہ تم اٹھ لگایا کرو۔ یہ روشنی چشم تیز کرتا ہے پلک اگاتا ہے مگر جسے موافق آجاوے۔ اس کے لیے یہ حدیث ہے۔ خدا کرے مجھے موافق آجاوے۔

۲۹ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء جمعرات

آج بوقت شب الحاج سیٹھ محمد حسین صاحب عرف رضو صاحب کے ہاں ختم دلائل الخیرات شریف کے جلسہ میں گئے۔ وہاں ہر جمعرات کو یہ مبارک مجلس ہوتی ہے ہم جب دوسرے وقتیں چچ کو آئے تھے تب بھی اس محفل میں شریک ہوئے تھے۔

بڑی نورانی مجلس تھی ختم دلائل کے بعد حاجی رضو صاحب نے عربی میں میلاد شریف پڑھا پھر قیام میں عربی اردو میں سلام پڑھا۔ بہت ہی لطف رہا۔ انشاء اللہ عنقریب حاجی صاحب کے ہاں پھر میلاد شریف ہوگا جس میں ہماری تقریر بھی ہوگی۔ آج ہی طے ہو گیا ہے۔ آج یہاں چاند نظر تو نہ آیا۔ مگر یہاں چاند آسمان پر نہیں ہوتا۔ بلکہ ریاض میں ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے بذریعہ ریڈیو بتایا جاتا ہے۔

## ۸ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء شنبہ

اس ہفتہ میں بجز نماز پڑھ لینے آقا کے آستانہ عالیہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کر لینے کے کوئی نیا کام نہ ہوا۔ البتہ ایک دن بعد نماز عصر مولانا عبدالغفور صاحب کے ہاں مجلس ذکر و حلقہ مراقبہ میں شرکت کی۔ آپ کے ہاں روزانہ بعد عصر یہ حلقہ ہوتا ہے۔ ہم سے فرمانے لگے۔

### وتشبهوا ان لم تکنوا مثلہم ان التثبہ بالکوام فلاح

یہ حلقہ وغیرہ اچھوں سے مشابہت ہے۔ ہم اچھے نہیں صرف اچھوں سے مشابہت کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مشابہت کے صدقہ ہم پر رحم فرماوے۔ جمعرات کے دن حاجی رضو صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی۔ سنا ہے کہ یہ چاند تیس دن کا ہوا ہفتہ کے دن پہلی ذیقعدہ ہوئی۔ آج آٹھ ذیقعدہ ہے۔ انشاء اللہ ہم ذی الحجہ کا چاند ہر جانہ کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ حج کے لیے روانہ ہوں گے۔ مدینہ منورہ کے اس زمانہ قیام میں ہم نے دیکھا کہ عصر سے عشاء تک وہابی مولویوں کے وعظوں کا شور مچا ہوتا ہے بعد مغرب سے حرم شریف میں قریباً گیارہ جگہ وعظ ہوتے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ گستاخ ایک شخص بدر دین درحقیقت بدر دین بہت ہی منہ پھٹ ہے۔ اسکے وعظوں کا خلاصہ یہ ہے کہ روضہ مظہرہ کے سامنے مجمع لگانا، کھڑے ہونا، ہاتھ باندھنا حرام ہے۔ شرک ہے کفر ہے مگر حالت یہ ہے کہ یہ ہی سامعین جب یہاں سے اٹھ کر سلام کرنے پہنچتے ہیں تو یہ سارے وعظ بھول جاتے ہیں وہاں پہنچتے ہی ہاتھ بھی



بندھ جاتے۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بھی بہنے لگتے ہیں۔ اور سلام میں ایسا مجمع ہوتا ہے۔ کہ سبحان اللہ میں نے کہا کہ ابو جہل وغیرہ بھی اپنا زور لگا چکے اب تم بھی زور لگا کر دیکھ لو۔ انشاء اللہ ان کا ذکر کبھی نہ فرزند ہوا ہے نہ ہو۔ تم تو خدا سے لڑائی لیتے ہو۔ میں حجاج کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر اپنے ایمان کی سلامتی چاہیے ہو۔ تو حرمین شریفین میں کسی دہابی کے وعظ میں شرکت نہ کرو۔ حرم شریف دریا ہے اس دریا سے ادب کے موتی لو۔ یہاں ایمان نہ گنواؤ۔

## ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۳ مارچ ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج شب کو جناب ڈویرے صاحب الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں میلاد شریف ہوا۔ جس میں تقریر کے لیے ہم اور مولانا الحافظ الحاج محمد شفیع صاحب اور کارڈی مقیم کراچی مدعو تھے۔ بفضلہ تعالیٰ اچھا مجمع تھا۔ مدینہ دارے اور بیرونی حجاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات سننے کے لیے ترسے ہوئے ہیں۔ حرم شریف میں دہابیوں کی تقریریں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں۔ چنانچہ اس میلاد شریف میں لوگوں کے اندر عجیب دلورہ، شوق و ذوق محسوس کیا گیا۔ ہم نے دوران تقریر میں عرض کیا۔ کہ مسلمانو! اپنے سارے اعمال حضورؐ کی بارگاہ میں پیش کر دو۔ انشاء اللہ ان اعمال کے سارے عیب چھپ جائیں گے۔ شاہی مال کی چیکنگ نہیں ہوتی۔ جن اعمال صالحہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی مہر لگ گئی۔ بارگاہ الہی میں ان کی تحقیقات نہ ہوں گی۔ انشاء اللہ قبول ہی ہوں گے نیز دیوالیہ والا قرتی سے پہلے اپنا مال دوسروں کے گھر رکھ دیتا ہے۔ تاکہ قرتی سے بچ جائے قیامت میں ہمارا دیوالیہ ہونے والا ہے کہ اہل حقوق ہماری عبادات لے لیں گے لہذا اپنے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لگا دو۔ کہ قرتی سے بچ جاویں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخی داتا ہیں نہ معلوم اس حقیر نذرانہ پر کیا عطیہ شاہانہ اور انعام خسروانہ عطا فرمائیں گے۔ نیاز فاتحہ کا یہ ہی مقصد ہوتا ہے نیز عرض کیا کہ جب بھی بارگاہ رسالت میں سلام کے لیے حاضر می دو تو عرض کرو۔ کہ یا رسول اللہ جس لائق

ہم تھے۔ وہ ہم نے کر لیا۔ جو تمہاری شان عالی کے شایان ہے وہ تم کر دو۔ جرم ہم نے کر لیا۔  
بخشوا تم دو سیاہ کاری ہم نے کر لی۔ پردہ پوشی تم فرما دو۔ نیز عرض کیا کہ اگر جرم کر کے ملزم  
خود کریم حاکم کی عدالت میں حاضر ہو جاوے۔ تو کریم حاکم پکڑتے نہیں بخش دیتے ہیں۔ ہم  
جرم خود عدالت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ معافی دے دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت  
میں ابوسفیان، صندہ، وحشی، عکرمہ رضی اللہ عنہم حاضر ہو گئے۔ حضور نے انہیں معافی  
دے دی۔ اب ہم مجرمین حاضر ہو گئے ہیں۔ ہم کو بھی معافی دے دو۔ اسی پر حضرت شاہ سید  
نانکے شاہ صاحب گجراتی کو وجد آ گیا۔ بہت روئے۔ پھر حضرت الحاج مولانا محمد شفیع صاحب  
ادکاروی ثم کراچوی نے مولانا حسن رضا خاں صاحب کی مشہور نعت شریف بہت  
عمدہ طریقہ سے پڑھی۔

ہمارے دست تمنا کی لاج رکھ لینا۔ تیرے فقیروں میں اے شہزادہ ہم بھی ہیں  
یہ کس شہد الا کا حدیث ہے۔ کہ خسرووں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں۔ بہت نورانی  
مخفل رہی۔

## ابو شریف کی حاضری

جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے آستانہ قدسیہ پر جبین فرسائی  
میری زندگی میں آج کا دن، آج کی ساعت بہت ہی مبارک ہے۔ کہ آج میری  
بڑی پرانی امید بر آئی۔ کل میں حرم شریف ریاض الجننت میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا  
کہ الحاج عبدالغنی صاحب سکندہ ملک وال ضلع گجرات میرے پاس تشریف لائے فرمایا  
ہم نے ایک سو دس ریال میں آٹھ آدمیوں کی کاہ ابو شریف، کے لئے کرایہ پر لے لی ہے۔  
آپ بھی معہ اپنی اہلیہ کے چلو۔ میں اس خبر سے ادھیل پڑا۔ صبح سویرے ہی وہاں کے  
لئے کھانے کا انتظام کیا۔ بعد نماز ظہر سلام عرض کر کے مواجہہ شریف میں درود پڑھ رہا تھا  
کہ حضرت صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نواسہ حضرت امیر ملت محدث علی  
پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ اور فرماتے لگے۔ کہ آپ اگر حضرت مولانا فضل الرحمن

صاحب، صاحبزادہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی بلا رہے ہیں ہم نے ایک کار  
کر لی ہے۔ ابواہ کے لئے آپ بھی چلے میں نے کہا کہ میں تو حاجی عبدالغنی صاحب کے  
ساتھ ہو چکا ہوں۔ بہر حال میں مولانا فضل الرحمن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور طے کیا  
کہ ہم اور وہ دونوں ہی اس سفر میں ہمراہ رہیں۔ خیر پانی کھانے وغیرہ کا انتظام کر کے  
بعد نماز عصر ابوا شریف روانہ ہو گئے۔ باب العنبری پر صالح سعید صاحب کی ڈیوٹی تھی انہوں  
نے غلام حیدر الحیدری صاحب معلم کے دیئے ہوئے اجازت نامہ پر اپنا اجازت نامہ بھی  
لکھ دیا۔ اور ہم روانہ ہو گئے۔ میر علی کے آگے میر ارار چا پر نجدی حاکم نے ہم کو روک لیا اور  
کہا کہ تم نہیں جا سکتے۔ تا وقتیکہ ادارۃ الحج کا اجازت نامہ نہ لاؤ۔ سخت مایوسی ہوئی۔ پھر  
مدینہ پاک واپس ہوئے۔ ہم نے تو باب عنبری پر نماز مغرب پڑھی۔ اور مولانا فضل الرحمن  
صاحب ادارۃ الحج کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ قریباً آدھ گھنٹہ میں اجازت نامہ لے کر  
تشریف لے آئے۔ اور ہماری دونوں کاریں روانہ ہو گئیں۔ پر دو گرام یہ بنایا کہ آج شب  
ابوا شریف میں گزاریں۔ اس دھن میں کسی منزل پر نہ ٹھہرے حتیٰ کہ بدر شریف راستہ میں  
آیا۔ وہاں بھی نہ ٹھہرے۔ واپسی پر ٹھہرے کا ارادہ کر لیا۔ اور قریباً ساڑھے بارہ بجے شب مستورہ  
منزل پر پہنچ گئے۔ وہاں سے ایک رہبر ساتھ لیا۔ بیس ریال اجرت پر پھر چار کلور (عربی میل)  
واپس لوٹے۔ اور اللہ کا نام لے کر ریگستان میں داخل ہو گئے۔ چونکہ ابواء میں پانی نہیں۔  
اس لیے پانی کے ٹین بھی ہمراہ ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں رہبر کی غلطی سے ہم خوفی ریتہ  
میں پھنس گئے۔ کسی صورت سے کار ریتہ سے نکلتی ہی نہ تھی۔ خدا خدا کر کے چار گھنٹہ  
کی محنت سے ہماری کار ریت سے نکلی اور ہم ابوا شریف روانہ ہو گئے۔ اور رات کے  
آخر میں ابوا پہنچے۔ جس پہاڑی پر جناب آمنہ خاتون دائمی نیند سو رہی ہیں اس پہاڑ  
کے دامن میں اتر پڑے۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔ اور پتھر یلے میدان میں لیٹ رہے۔  
دل چاہتا تھا۔ کہ اس جنگل اور یہاں کے پتھروں کو سینہ میں رکھ لیں۔ آنکھوں میں  
بسائیں۔

## اذی قعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۴ مارچ ۱۹۶۴ء منگل

آج رات یوں ہی معمولی سی نیند آئی۔ صبح تڑکے اٹھ بچے ہی آنکھ کھل گئی۔ چاروں طرف پہاڑی زیچ میں حضرت آمنہ کا یہ پہاڑ ہے اس جنگل میں جیسا نور دیکھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نورانی تڑکانہ دیکھا تھا۔ باجماعت نماز پڑھ کر پہاڑ پر روانہ ہو گئے۔ پندرہ بیس منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے۔ اب آپ کا مزار پر نور ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس قبر شریف پر قبہ بنا ہوا تھا۔ برابر میں مسجد شریف تھی۔ مگر نجدیوں نے قبہ شریف اور مسجد دونوں گرا دی ہیں۔ قبر شریف بھی اکھڑی پڑی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس قبر انور اس پہاڑ اس جنگل پر انوار کی ایسی بارش ہے کہ آج تک ایسے انوار میں نے کہیں نہیں دیکھے۔ وہاں پہنچتے ہی حجاج قبر انور سے لپٹ گئے سب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ حجاج کے آنسوؤں سے قبر شریف کے پتھر بھیگ گئے۔ ارے پیارے نبی کی ماں، ارے پیارے رسول کو گود میں کھلانے والی کا شور مچ گیا۔

صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نے گلاب کے پھولوں کی قبر انوار پر بارش کر دی، پتھروں پر عطر ملا۔ اگر بتیوں کے بیڈل سلگائے پھر سب نے فاتحہ شریف پڑھی۔ پھر میلاد شریف قیام سلام ادا کیا۔ مزار شریف پر مجھے ایک تسبیح ملی۔ جو یہاں حاضری کے وقت نہ تھی۔ اب نظر آئی میں نے سمجھا۔ کہ یہ عطیہ شاہانہ ہے۔ جو مجھے دیا گیا۔ وہ تسبیح میرے پاس ہے۔ اس غرصہ میں سورج بہت اونچا ہو گیا۔ دھوپ خوب تیز ہو گئی کوئی جگہ سایہ کی نہ تھی۔ اس لیے مجبوراً واپس لوٹے۔ واپسی میں کچھ تکلیف نہ ہوئی اگر ابوا شریف میں سایہ کی جگہ ہوتی تو آج کا دن ہم لوگ یہاں ہی گزارتے۔ رات کو مزار اقدس کے ارد گرد نوافل پڑھتے۔ اور اگلی صبح کا نظارہ کر کے واپس آتے کڑا کے کی دھوپ نے یہاں ٹھہرنے نہ دیا آج معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر عمارات کیوں بنائی جاتی ہیں۔ ان عمارات سے مقصود ہے۔ زائرین کو راحت پہنچانی۔ وہاں حاضری قیام، تلاوت میں آسانیاں کرنا مگر افسوس ہے۔ کہ نجدی حکومت نے ان تمام حکمتوں سے آنکھ بند کر کے ہر جگہ توڑ پھوڑ کر ڈالی ہے۔

خیر ہم ابواء کی زیارت سے فارغ ہو کر آگے بڑھے۔

راستہ میں ایک چوکی پر دوپہر کا کھانا کھایا اور قریباً ساڑھے بارہ بجے دوپہر بدر شریف پہنچ گئے۔ وہاں مسجد عریش میں قیام کیا۔ سامنے آب رواں کا چشمہ ہے وہاں خوب نہائے پھر شہدا بدر کی زیارات کیں۔ پھر وہاں سے واپس روانہ ہوئے۔

بدر سے آگے مدینہ پاک کی جانب اگلی منزل ہے جس کا نام ہے جنیف البراعی یہاں چائے پانی وغیرہ پیا۔ یہ منزل ایک پہاڑ کے دامن میں ہے اس پہاڑ پر مشہور عاشق رسول حضرت عبدالرحیم براعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ ہم اس پہاڑ پر گئے۔ مزار شریف پر پہنچے۔ صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب نے اس مزار پر بھی گلاب کی پتیاں برسائیں۔ عطر لگایا۔ اگر بتیاں جلاٹیں پھر سب نے فاتحہ پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے اور عصر کے وقت واپس مدینہ پاک پہنچ گئے۔ فی الحال بدر شریف بہت پر رونق بستی ہے ہم ابوا جاتے وقت رات کو وہاں سے گزرے۔ تو وہاں برقی روشنی ایسی بے نظیر دیکھی۔ کہ سبحان اللہ واپسی میں دوپہری میں شہداء بدر کے مزارات پر حاضری دی۔ سلام عرض کیا فاتحہ پڑھی۔ وہاں مزار صاحب سے معلوم ہوا کہ تیرہ شہید یہاں مدفون ہیں۔ اور چودھویں شہید مقام حمیرا میں ہیں۔ ان شہداء کے نام یہ ہیں۔ عمرو ابن ابی وقاص۔ سعد ابن خشیم، صفوان ابن وہب، حارث ابن سراقہ، بشر ابن عبدالمنذر۔ ذوالشمالین ابن عمرو۔ محمد ابن صالح۔ عاقل ابن بکیر۔ رافع ابن لیلیٰ، عمیر ابن عمام۔ یزید ابن حارث عوف ابن حارث۔ معوذ ابن حارث اور چودھویں شہید عبید ابن حارث مقام حمیرا میں مدفون ہیں۔ آپ زخمی تھے۔ راہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے۔

## ابواء شریف کے حالات

مدینہ منورہ سے ۲.۸ کلو فاصلہ پر جانب مکہ معظمہ مستورہ منزل ہے وہاں سے ایک رہبر لینا پڑتا ہے۔ پھر مدینہ پاک کی طرف چار کلو واپس آکر ابواء کی طرف ریگستان میں چل پڑتے ہیں جو بالکل مشرق کی طرف ہے۔ ابواء یہاں سے تیس کلو (عربی میل) فاصلہ پر ہے اس خاص



جگہ بہت ہی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ بالکل سامنے والی پہاڑی کی چوٹی پر حضرت طیبہ طاہرہ آمنہ خاتون کا مزار پرانور ہے۔ پہاڑی بہت اونچی نہیں۔ دس پندرہ منٹ میں اوپر پہنچ جاتے ہیں اس مزار شریف میں نہایت شاندار قبہ اور برابر میں مسجد تھی۔ یہ دونوں عمارتیں نجدیوں نے گرا دیں۔ پھر اہل مکہ نے وہاں بنوادیں۔ پھر نجدیوں نے گرا دیں۔ قبر شریف بھی اکھڑ دی ہے اب لوگوں نے قبر شریف پر پتھر چھن دیئے ہیں ارد گرد پتھروں کی چہار دیواری بنا دی ہے اس علاقہ میں پانی قطعاً نہیں۔ لوگ پانی کا انتظام کر کے جاتے ہیں۔ اس جگہ انوار کی بارشیں اور رونق اس قدر ہے۔ کہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ قبر انور میں ایسی کشش ہے کہ سبحان اللہ سخت سے سخت دل بھی وہاں جھین مار کر رونے لگتا ہے۔ یہاں سے قریباً تین میل فاصلہ پر بستی ابواء ہے جہاں بکثرت سبزیاں باغات ہیں یہاں کی سبزیاں مدینہ منورہ ٹرک کے ذریعہ روزانہ آتی ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے۔ جہاں جناب آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اپنے ننہال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جا رہی تھیں۔ کہ یہاں پہنچ کر سخت بیمار ہو گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پانچ سالہ نونہال تھے۔ آپ ساتھ تھے۔ مدہوش والدہ کا سر شریف حضور اپنے دست اقدس سے دباتے جاتے تھے۔ اور روتے جاتے تھے جناب آمنہ کے رخسار پر آپ کے آنسو گہرے آنکھیں کھول دیں اپنے دوپٹے کے گوشہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں پونچھیں۔ اور چند اشعار حسرت آمیز فرمائے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری بے کسی پر بہت افسوس کا اظہار فرمایا کہ آپ کے سر یتیمی کا سہرا تو پیدائش سے پہلے بندھ چکا تھا۔ اب میری گود بھی ان سے چھوٹ رہی ہے اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اور اس جگہ دفن کر دی گئیں اس خطہ زمین پر ہماری جانیں فدا، دل قربان، فقیر نے آپ کی قبر انور کی خاک آنکھوں میں چہرے پر خوب لگائی۔ دل چاہتا تھا۔ اسی آستانہ پر مجاور فقیر بن کر بیٹھ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ پھر حاضر ہی نصیب کرے میں ہر حاجی کو وصیت کرتا ہوں کہ اس جگہ شریف کی زیارت ضرور کرے۔ کچھ خرچ اور تکلیف کی بالکل پرواہ نہ کرے۔

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۶ مارچ ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

## خیبر کی حاضری

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج ہم زیارات کے لیے خیبر جا رہے ہیں۔ صبح اشراق و سلام سے فارغ ہوئے تھے۔ کہ حرم شریف میں ہی جناب حاجی عبدالغنی صاحب ملک وال ضلع گجرات واسے مل گئے۔ فرمایا موٹر دروازہ حرم پر کھڑی ہے ساٹھ ریال میں کر لی ہے چلئے خیبر چنانچہ ہم نے مع اپنی اہلیہ کے جناب الحاج غلام حسین صاحب کے ہوٹل میں ہی تاشتہ کر لیا اور وہاں سے ہی روانہ ہو گئے۔ حاجی صاحب بے آدمی تھے۔ اور ہم دو کل نو آدمی کار میں سوار ہو کر براستہ احد شریف دہوائی اڈہ مدینہ منورہ سے خیبر کی طرف چلے۔ اللہ اکبر بالکل پتھیر بلا علاقہ ہے۔ جو دو طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ سڑک پختہ ہے جو مکہ معظمہ سے آتی ہے۔ اور تبوک کو جاتی ہے ایک سو بیس کلو (عربی میل) تک کوئی منزل یا پانی یا آبادی نہ ملی۔ ایک سو بیس کلو پہنچنے پر ایک منزل ملی۔ جس کا نام ہے سلسلہ یہاں کچھ گھروں کی معمولی سی آبادی ہے اور چاء کا ہوٹل ہے۔ یہاں سے خیبر چالیس کلو ہے یہاں پانی کے سرکاری نل لگے ہوئے ہیں۔ پانی نہایت شیریں و لذیذ ہے۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے یہاں سے بارہ میل نکل کر ہماری کار خراب ہو گئی۔ گذرتے ہوئے ڈرائیوروں نے بہت کوشش سے کار ٹھیک کی کچھ چلی پھر بالکل ہی بیکار ہو گئی۔ سلسلہ کے آگے پہاڑ تو نہیں ہیں مگر تمام علاقہ پتھیر بلا ہے۔ سیاہ چکنے پتھروں سے تمام زمین ڈھکی ہوئی ہے اس لوقہ جنگل میں دوپہر کے وقت ہم سب لوگ بیٹھ گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ایک ٹرک بھیج دیا۔ اس میں سوار ہو کر ہم قریباً ایک بجے دوپہر خیبر پہنچ گئے۔ اور وہاں کی تمام زیارات کیں۔ ہماری کار راستہ میں ہی چھوڑ دی گئی۔ اس کا مالک عبدالعزیز بھی خیبر آ گیا۔ زیارات سے قریباً چار گھنٹہ میں فارغ ہوئے۔ مسجد علی میں نماز ظہر پڑھی۔ وادی صحباء میں مسجد شمس میں نوافل پڑھ کر دوسری کار سے ہم دونوں واپس مدینہ منورہ رواہ ہوئے۔ ہمارے باقی ساتھی خیبر میں ہی رہ گئے۔ جب کہیں تبوک سے آتی ہوئی کوئی بس وغیرہ ملے گی۔ تب واپس

ہوں گے۔ ہم رات کو جب عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔ مدینہ پاک پہنچ گئے۔ نماز عشاء حرم شریف میں ادا کی۔ بعد نماز الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں جلسہ میلاد شریف میں وعظ کیا پھر سو رہے۔

## خیبر کے حالات و زیارات

خیبر پہاڑوں کے درمیان، کھجوروں اور انار کے گھنے خوشنما باغات سے گھری ہوئی چھوٹی سی پرانی بستی ہے۔ اس بستی کے تین نام ہیں۔ خیبر، قرینہ، بشر، مکیدہ اسے قرینہ بشر اس لیے کہتے ہیں۔ کہ یہاں براء ابن بشر صحابی شہید کا مزار شریف ہے۔ اور مکیدہ اس لیے کہتے ہیں۔ کہ اسی خیبر میں یہودیوں نے مکہ و فریب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت میں زہر دیا تھا۔ جس کا واقعہ مشہور ہے۔ خیبر مدینہ منورہ سے جانب شمال تبوک جاتے والی سڑک کے کنارے ایک سو ساٹھ کلو کے فاصلہ پر ہے۔ بستی کے کنارہ پر پولیس کی چوکی ہے خیبر کے متصل پہاڑوں کے دامنوں میں یہ بہت سی بستیاں ہیں۔ جو اس طرح باغوں کے سایہ میں واقع ہیں۔ یہاں سات قلعے ہیں۔ سب سے بڑا قلعہ وہ ہے۔ جو اس بڑی بستی میں ہے۔ جو حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فتح فرمایا۔ یہاں سے جانب جنوب مدینہ منورہ ایک سو ساٹھ کلو فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہاں سے تبوک پانچ سو کلو جانب شمال ہے۔ پھر تبوک سے عمان وہاں سے بیت المقدس کو سڑک نکل جاتی ہے خیبر میں حسب ذیل زیارات ہیں۔ جو وہاں کے مزدور نے ہم کو کرائیں۔

عائین حضرت علی یہ خیبر کے مغربی جانب واقع ہے۔ چھوٹا سا چشمہ ہے پانی ابلتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے متعلق وہاں یہ معلوم ہوا کہ اس جگہ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مرحب پہلوان کو اس طرح مارا۔ کہ آپ کی تلوار اس کی کھوپڑی پر پڑی جس کی دوقاشیں گر گئی۔ گھوڑے کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین کو چیر گئی۔ اس سے چشمہ ابل آیا۔ جو اب تک جاری ہے۔ واللہ اعلم۔

مسجد علی۔ یہ مسجد عین علی سے بالکل قریب ہے۔ حضرت علی نے خیبر فتح فرما کر

یہاں نماز شکرادا کی۔ کافی وسیع ہے۔

۳۰ قلعہ خیبر۔ اگرچہ خیبر میں سات قلعے ہیں جو مختلف پہاڑیوں پر واقع ہیں مگر یہ قلعہ سب سے اونچا اور سب سے زیادہ بڑا زیادہ پختہ ہے۔ اب یہاں سرکاری دفاتر ہیں یہ قلعہ مسجد علی سے قریب ہی ہے۔ اس کے آس پاس گول خندق ہے۔ جو اگرچہ اب بند ہو چکی ہے۔ مگر کہیں کہیں اس کے نشانات محسوس ہوتے ہیں۔ قلعہ کا دروازہ جو حضرت علی نے اکھیرا تھا۔ اس کی جگہ اب تک موجود ہے۔ دروازہ صاف محسوس ہوتا ہے اس قلعہ کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت کا پتہ لگتا ہے۔ قلعہ کیا ہے۔ پورا پہاڑ ہے۔ اب بھی بہت مضبوط ہے۔ مجھے وہ قلعہ دیکھ کر اپنا یہ شعر یاد آیا۔

تعالیٰ اللہ تیری شوکت تیری صولت کا گیا کہنا  
کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہرزہ

۳۱ مزارات شہداء یہ گنج شہیدیاں، خیبر کے مغربی جانب تبوک کی سڑک پار کر کے کنارہ سڑک پر ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اس جگہ سترہ شہداء صحابہ مدفون ہیں۔ جن میں سے صرف حضرت سلمہ ابن اکوع اور براء ابن بشر کے نام معلوم ہو سکے۔ باقی شہیدوں کے نام ہمارے مزرور کو بھی معلوم نہ تھے۔

۳۲ مسجد شمس۔ یہ جگہ خیبر سے لوٹتے ہوئے مدینہ منورہ کی راہ میں خیبر سے تین میل فاصلہ پر دو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے اس جگہ کا نام وادی صحباء ہے۔ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی نماز عصر قضا ہو جانے پر سورج واپس لوٹایا۔ اور حضرت علیؓ کو عصر ادا کرادی۔ گنج شہیدیاں اور یہ مسجد نجدیوں نے توڑ پھوڑ کر برباد کر دی ہے لوگوں نے نشان باقی رکھنے کے لیے پتھروں سے اس کے حدود قائم کر لئے ہیں۔ اور خاص سورج لوٹانے کی جگہ پر محراب نما جگہ بنا دی ہے۔ وہاں ہم نے نوافل پڑھے۔

۳۳ باغ فدک۔ ہم کو اس کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ مگر یہ شوق پورا نہ ہو سکا۔ کیوں کہ باغ فدک خیبر سے تیس میل دور ہے۔ مزرور نے بتایا۔ کہ اب وہاں باغ نہیں ہے۔ خالی زمین ہے۔ یہ باغ دو میل مربع میں تھا۔ جس کے نشان تک نہ رہے۔

اہل مدینہ سیر و تفریح کے لئے خیبر جایا کرتے ہیں وہاں باغوں میں بکرے ذبح کر کے کھانے پکاتے ہیں۔ دو چار دن وہاں ہی رہتے ہیں۔ ہم نے بھی آج کا کھانا دوپہر کو ایک باغ میں کھجوروں کے سایہ میں کھایا۔ یہاں کے باغ بہت ہی سایہ دار گھنے اور خوشنما ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ گھنے درختوں کے سایہ میں کھیت بھی ہیں۔ اور سرسبز ہیں۔ جسے خدا تعالیٰ مدینہ پاک کی حاضری نصیب کرے۔ وہ ضرور خیبر حاضری دے۔

## ۷ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ بموافق ۳ مارچ ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج ہم نے مدینہ منورہ کی بارش دیکھی۔ ہم صفہ شریف میں تہجد ادا کر رہے تھے۔ کہ کہ تیز بارش شروع ہو گئی۔ پرانے حرم شریف کا پہلا پرنا لہ جس کے نیچے در کے اندر لکھا ہوا ہے۔ علی یہ وہ پرنا لہ ہے۔ جہاں گنبد خضرا کا پانی آتا ہے۔ اس پرنا لہ کے نیچے لوگوں کا ہجوم لگ گیا۔ ہم بہت ہجوم کی وجہ سے وہاں نہ جاسکے۔ نماز فجر بلکہ اشراق سے فراغت ہوئی مگر بارش موسلا دھار برس رہی ہے پرنا لہ خوب چل رہے ہیں۔ اب ہم بھی اس پرنا لہ کے نیچے پہنچ گئے۔ لوگ یہاں نہا رہے ہیں۔ بالٹیاں بھر رہے ہیں۔ ہم نے بھی یہ پانی خوب سیر ہو کر پیا۔ جسم پر ڈالا۔ سر اور آنکھوں پر ملا۔ کپڑے بھگو لیے۔ پانی بہت ہی ٹھنڈا ہے سردی بھی خوب ہو گئی۔ پھر اس بارش میں ہم بازار گئے۔ دودھ وغیرہ خرید کر پھر حرم شریف میں آئے۔ اور پھر پانی پیا۔ اسی بارش میں گھر آئے۔ ایک جگہ ناشتہ کی دعوت ہے وہاں حضرت قاسم صاحب مشوری مع مریدین کے اور حضرت منظور حسین صاحب سندھی ثم مدنی بھی مدعو ہیں۔ ناشتہ کے بعد پھر گھر آ گئے۔

## ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

اس سال حجاج کی ایسی کثرت ہے۔ کہ سبحان اللہ مسجد نبوی شریف نئی اور پرانی نمازوں کے وقت کچھ بھری ہوئی ہے دروازوں کے باہر کی زمین پر بھی تل دھرتے کی جگہ نہیں ہوتی۔ ہرانچ پر نمازیوں کے سر ہوتے ہیں۔ شہر مدینہ منورہ کے کوچہ و بازار



بالکل بھرے ہیں۔ چلنے پھرنے کو بمشکل جگہ ملتی ہے۔ نامعلوم شکل انسانی میں فرشتے آتے ہیں۔ مدینہ پاک میں حجاج کو صرف آٹھ دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔ تب یہ حال ہے اس سال ایران سے شیعہ بہت آئے ہیں۔ جن کے معلم عجیب قسم کا سلام پڑھواتے ہیں۔ کبوتروں کو دانہ اس کثرت سے پڑ رہا ہے۔ کہ روزانہ پولیس واسے دس بارہ بوریاں گندم کی۔ دو تین بوریاں جواری کی بھر کر علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ باب مجیدی کے متصل اس بنا ہے۔ جہاں بوریوں کی چوڑی دیوار بن گئی ہے۔ سنا ہے کہ یہ گندم خود انسان کھاٹے گئے۔ کبوتروں کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا۔ ہمارے پاس دانہ کے کچھ روپے تھے۔ ہم نے دانہ ڈالنا بند کر دیا۔ اور وہ روپیہ بشیر اور عبید اللہ بواب باب عمر کو دے دیا کہ بیع سے دانہ ڈالنا شروع کریں۔ الحاج فیض احمد صاحب وزیر آبادی کو بھی ہم نے یہ ہی مشورہ دیا۔ انہوں نے تین بوری دانہ پچاس ریال بشیر بواب کے حوالہ کر دئے۔ معلوم ہوا ہے۔ بعد موسم حج حرم شریف کے کبوتر بھوک پیاس سے تڑپ کر مر جاتے ہیں۔ حرم شریف نہیں چھوڑتے۔ حکومت کی طرف سے دانہ پانی کا کوئی انتظام نہیں۔

## ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج شب حضرت خواجہ عبدالمجید صاحب پیر دیول شریف مع اپنے ۲۵ ہمراہ بیول کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جو باب عمر کے سامنے خندق قصر المدینہ ہوٹل میں مقیم ہیں اور آج ہی حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب پیر گولڑہ شریف کے مدینہ منورہ پہنچ جانے کی خبر ہے۔ یہاں تبلیغی جماعت یعنی الیاسی پارٹی کی تبلیغ کا بہت زور ہے ان کی تبلیغ کا واحد مقصد مسلمانوں کو سلام شریف سے روکنا ہے بہت سے حجاج کو تبلیغی اجتماع سے بہانہ سے اپنی خود ساختہ مسجد نور میں لے جاتے ہیں۔ وہاں ہی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اور بعد مغرب و بعد فجر حرم شریف میں اپنی تبلیغی تقریریں شروع کر دیتے ہیں۔ ایک شخص تقریر شروع کر دیتا ہے۔ دوسرے بہت سے لوگ حجاج میں پھیل کر کہتے ہیں۔ آؤ غلط سنو۔ بڑا اچھا و غلط ہو رہا ہے۔ چنانچہ ان کے تین آدمی میرے پاس آئے اور

کیے نہایت اعلیٰ و عظیم سننے میں نے کہا ہم یہاں مدینہ منورہ میں آپ کے وعظ سننے نہیں آئے۔ ہم تو حضور کو سلام کرنے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کے وعظ پاکستان میں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں۔ کچھ حجاج سے بولے۔ کہ تم لوگ مدینہ میں پڑے پڑے کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ مکہ معظمہ جاؤ۔ وہاں ایک عبادت کا ثواب ایک لاکھ ہے وہ حاجی صاحب بولے۔ کہ آپ لوگ اب تک مدینہ میں کیوں پڑے ہو آپ مکہ معظمہ کیوں نہ گئے۔ اپنے قول پر خود عمل کیوں نہیں کرتے۔ وہ بولا۔ کہ ہم ایک خاص وجہ سے یہاں ہی مہرے ہوئے ہیں بجای صاحب بولے ہم بھی ایک خاص وجہ سے یہاں ہی مہرے ہوئے ہیں۔ بڑے خزانہ پر چور بھی پڑتے ہیں۔ مدینہ پاک میں گمراہ کن بڑے خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمارے ایمان بچائے۔ مگر الحمد للہ آج کل سلام اس دھوم سے ہو رہا ہے۔ کہ سبحان اللہ مواجہہ شریف تک پہنچنا مشکل ہے ایسا سلام ہے کہ اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔

## ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج نماز جمعہ میں اتنا ہجوم رہا کہ یہاں کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ کئی سال سے اتنا بڑا ہجوم نہ ہوا۔ حرم شریف کے باہر کی تمام سڑکیں بازار نمازیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ آج ہم نے خارجی فرقے کے لوگ بھی دیکھے جو مستقط اور زنجبار سے آئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے بعد نماز جمعہ اپنی جماعت الگ کی۔ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ محراب دارپیشیا نیاں لمبی گاڑھیاں آدھی پنڈلی تک تہ بند بہت دراز نماز داے ہیں۔ ایسے خشوع سے نمازیں پڑھتے ہیں کہ بڑے دیندار معلوم ہوتے ہیں۔ احادیث کی بتائی ہوئی ساری علامات ان میں موجود ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت امیر معاویہؓ، امام حسنینؓ، فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہم کے بدترین دشمن ہیں۔ ان حضرات پر تبرے کا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ مولانا احمد صاحب نورانی میاں نے بتایا کہ دیکھو خواجہ یہ ہیں سلام کے لیے مواجہہ شریف میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس سے پہلے یہ فرقہ نہ دیکھا تھا۔

## ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۱ اپریل ۱۹۶۳ء شنبہ

آج دوپہر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے ہاں ہم چند حجاج کی دعوت طلوع ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ایک عجیب مکالمہ سنایا۔ کہ کسی نے کہا۔ کہ اب تو مدینہ شریف میں ہمارا جی گھبرا گیا۔ مولانا نورانی نے فرمایا کیوں بولا۔ یہاں نیکیوں کا ثواب صرف پچاس ہزار ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک لاکھ تو ہم کیوں ایک لاکھ نہ لیں وہ ہی کلمہ پارٹی کا پڑھایا ہوا سبق مولانا نورانی نے فرمایا۔ کہ مکہ معظمہ میں اگر نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ تو ہر گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ ہے۔ مگر مدینہ مطہرہ میں ہر نیکی کا ثواب تو پچاس ہزار ہے۔ مگر گناہ کا عذاب صرف ایک وہ بولا۔ کہ مکہ معظمہ میں رہ کر عمرے کرنا ممکن ہے۔ جو یہاں ناممکن ہے۔ مولانا نورانی نے فرمایا۔ یہاں بغیر محنت کا عمرہ ہے۔ آپ ہفتہ کے دن مدینہ پاک سے وضو کر کے جاؤں۔ مسجد قبا میں دو نفل ادا کریں۔ عمرہ کا ثواب پائیں گے۔ اس بیوقوف کو یہ بھی پتہ نہ تھا۔ کہ حج کے مہینوں میں یعنی شوال سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ تک مکی کو عمرہ کرنا ممنوع ہے۔ اور جو باہر سے آکر مکہ معظمہ میں ٹھہر گیا۔ وہ بھی مکی بن گیا۔ اسے بھی سوا پہلے عمرہ کے اور عمرے کرنا ممنوع ہیں۔ ۱۳ ذی الحجہ کے بعد عمرے کرنے چاہئیں۔ آج کل حرم شریف میں بعد نماز فجر روزانہ خطیب حرم عبدالعزیز صاحب پندرہ بیس منٹ لاؤڈ سپیکر میں وعظ کرتے ہیں۔ جس میں حج و عمرہ کے مسائل اور مختلف احکام بیان کرتے ہیں۔

## ۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء جمعہ

آج مدینہ منورہ سے ہمارا کوچ ہے ۲ ماہ ۲۳ دن یہاں حاضری دی۔ مگر یہ زمانہ چشم زدن میں گذر گیا۔ شعر  
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد  
سیر گل سیر نہ کر دیم بہار آخر شد  
اس وقت مدینہ پاک کا عجب نظارہ ہے زمانہ حج بالکل قریب ہے۔ صرف تین دن درمیان

میں ہیں۔ حجاج کی ٹولیاں مواجہ شریف میں حاضر ہو کر الوداعی سلام عرض کر رہی ہیں مرد عورتیں حرم شریف کی در دیوار سے لپٹ کر روتے آہ و زاری کرتے ہیں۔ ان کی آہ و بکا سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہم نے بھی احرام کی تیاری کر لی ہے۔ بعد نماز جمعہ ہمارا بھی کونج ہے۔ ہم اپنا سارا سامان مدینہ پاک میں ہی چھوڑ کر حج و عمرہ کو جا رہے ہیں۔ کیوں کہ بعد حج انشاء اللہ پھر یہاں آنا ہے۔ اور یہاں سے شام و عراق وغیرہ کے سفر کو جانا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہندوستان پاکستان کی طرح یہاں بھی اتنے زیادہ حجاج کو سواریاں مشکل سے ملیں گی۔ کیونکہ آج اور کل دیر سوں تین دن میں قریباً ایک لاکھ حجاج کو یہاں سے مکہ معظمہ پہنچنا ہے۔ مگر ہم جب مدینہ منورہ کے بسوں کے اڈہ پر پہنچے۔ جو باب الشامیہ میں مسجد الوداع کے متصل ہے۔ تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ہم نے دیکھا۔ کاروں، بسوں، ٹرکوں والے مکہ کی آوازیں دے کر بنا رہے ہیں۔ اور رکاب یعنی سواریوں کا انتظار کر رہے ہیں نماز جمعہ کے بعد ہم مع اپنی اہلیہ اور ہمارے میزبان فیض محمد صاحب، خیاط، مولانا نور اللہ صاحب بصیر پوری مع اپنے دو ہمراہیوں کے مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی مع اپنے ایک ہمراہی کے کل آٹھ آدمیوں کا قافلہ بن گیا۔ ہم نے الوداعی سلام عرض کیا۔ مولانا نور اللہ صاحب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مواجہ شریف سے باہر آ گئے۔ پھر گنبد خضراء کو حسرت بھری نگاہوں سے ہم لوگ تکتے رہے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے تار بندھے رہے بعد عصر حرم شریف سے روانہ ہوئے۔ باب الشامیہ پہنچ کر فی کس تیرہ ریال کے حساب سے نہایت نفیس کار کرایہ پر کی بعد مغرب روانہ ہوئے۔ بیر علی پر بعض احباب نے احرام باندھا عشا پر بھی۔ صرف رابع میں آدھ گھنٹہ ٹھہرے۔ اور رات کو تین بجے پاکستانی ٹائم سے جدہ پہنچ گئے۔ جدہ کے اڈہ پر مکہ معظمہ کے لیے بہت کاریں، بسیں، ٹرک تیار کھڑے تھے بڑک کار کرایہ صرف ایک ریال ہے۔ بسوں کا دو ریال کار کاتین ریال۔ ہم نے بہت اعلیٰ درجہ کی کار تین ریال فی کس کرایہ پر لی۔ بعد نماز فجر جدہ کے اڈہ سے روانہ ہوئے۔ دو بجے چیکنگ ہوئی۔ اور قریباً بجے صبح ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

## ۶ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

آج صبح ہم اہل مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ حرم شریف کے باب ابراہیم کے سامنے بلکہ باب ابراہیم کے بالکل قریب سندھی رباط ہے۔ ہمارے میزبان فیض محمد صاحب خیاط ہم کو وہاں لے گئے۔ وہاں اپنے دوست محمد دین صاحب کے ہاں ٹھہرایا۔ وہ اور ان کی زوجہ فاطمہ بہت محبت سے پیش آئے۔ اور ہم کو ایک حجرہ دے دیا۔ اب ہم تین ساتھی رہ گئے ہیں ہم مع اہلیہ کے اور فیض محمد صاحب خیاط و ضوکیا۔ حرم شریف میں آئے۔ اللہ اکبر میاں مطاف میں طواف ہو رہا ہے۔ آدمیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ ہم نے مسجد نبوی شریف سے قرآن کا احرام باندھا ہے ہماری اہلیہ اور فیض محمد صاحب نے افراد کا ہم عمرہ کا طواف کرتے اور یہ دونوں طواف قدم کے لیے۔ جسے اللہ کہہ کر مطاف میں داخل ہو گئے۔ اور آدمیوں کے اس سمندر میں ہم بھی تیرنے لگے۔ اگرچہ بہت بھیڑ تھی۔ مگر اللہ کے فضل سے طواف کر لیا بعد طواف زمزم کے کنوئیں پر پہنچے۔ آب زمزم زمین دوز کر دیا گیا ہے۔ بہت سی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچتے ہیں۔ اس جگہ بجلی کے پنکھوں برقی روشنی کا بہت اعلیٰ انتظام ہے آب زمزم بذریعہ پائپ لائن اوپر آ رہا ہے۔ مگر ٹوٹیوں پر اتنی بھیڑ ہے۔ کہ ہم وہاں پہنچ نہ سکے۔ خرید کر زمزم پیا۔ اور باب الصفا سے صفا پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر دیکھا۔ اللہ اکبر صفا سے مردہ تک انسانی دریا رواں ہے۔ اب صفا مردہ حرم شریف میں داخل کر لیا گیا ہے۔ بہت وسیع جگہ سعی کے لیے ہے۔ جانے کا راستہ اور ہے۔ آنے کا اور تمام رقبہ پر تھپت ہے جہاں برقی روشنی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ ہم تینوں نے سعی کی۔ پھر قیام گاہ میں آ گئے۔ یہ دونوں توفارغ ہو گئے۔ ہم کو طواف قدم اور سعی اور کرنا ہے۔ کیونکہ ہم نے قرآن کا احرام باندھا ہے۔ چنانچہ بعد عصر الحمد للہ ہم نے طواف قدم مع رمل اور سعی کر لی۔ اس وقت ہجوم صبح سے بھی زیادہ تھا۔ مگر شکر ہے رب کا کہ بخیریت یہ دونوں کام ہو گئے۔

## ۷ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج ۷ ذی الحجہ ہے۔ خانہ کعبہ کا غسل ہے۔ اور کعبہ کو احرام پہنانا ہے۔ صبح سات بجے سے ہی پولیس اور فوج باوردی مسلح حرم شریف میں آگئی۔ جبے ایک دروازہ پر مکمل پہلے ہو گیا۔ ابجے شاہ فیصل مع اپنے بہت سے ساتھیوں دیگر محالک کے ذرا سفراء کے ہمراہ قریباً دو سو آدمی حرم شریف میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ خاص زینہ لکڑی کا لگا دیا گیا۔ طواف روک دیا گیا۔ مطاف خالی کر لیا گیا۔ یہ لوگ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ چھوٹی چھوٹی جھاڑو بھی ہاتھوں میں پکڑیں۔ آب زمزم میں عرق کیوڑہ و گلاب ملا ہوا تھا۔ اس کی بالٹیاں۔ خدام کعبہ نے اندر پہنچائیں۔ اور ان بادشاہ و زرانے فرش کعبہ دھویا۔ لوگ مطاف کے باہر باب کعبہ کے سامنے یہ نظارہ توراہی دیکھ رہے تھے۔ اس غسل سے فارغ ہونے پر اندر سے ان لوگوں لے باہر سے حجاج نے نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں۔ لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر یہ غسل کا پانی جھاڑوؤں کی تیلیاں حجاج میں قیمتاً فروخت کر دی گئیں جنہیں حجاج نے بہت رغبت سے خریدا۔ پھر طواف شروع ہو گیا۔ خدام کعبہ نے کعبہ معظمہ کی دیواروں کے نچلے حصہ پر سفید کپڑے کے تھمان پہنا دیئے۔ یہ کعبہ کا احرام کہلاتا ہے۔

## ۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج حجاج منیٰ شریف کو روانہ ہو رہے ہیں۔ بعض جاہل معلموں نے کل ہی اپنے حاجیوں کو منیٰ پہنچا دیا ہے۔ محض سہولت کے لیے۔ ہمارے معلم محمد عبداللہ رمضان کے بہت سے حجاج کل ہی منیٰ پہنچ گئے۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ ۸ ذی الحجہ کو اشراق کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی ہو۔ آج ہم معلم سے آزاد ہو کر پانچ آدمیوں کا قافلہ بن گیا ہے۔ ہم مع اپنی اہلیہ کے ہمارے میزبان فیض محمد صاحب خیاط۔ مدنی۔ الحاج مستری محمد رفیق صاحب کی مع لہنی اہلیہ زلیخا کے مکہ معظمہ میں۔ بسوں، کاروں، ٹرکوں، پیدل لوگوں کا اس قدر ہجوم



ہے۔ کہ سڑکوں پر تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ ہم نے ٹیکسی یعنی چاہی۔ نہ ملی۔ آخر کار کچھ سامان سڑوں پر لاد کر فقیری بھیس میں جنت معلیٰ پہنچے۔ وہاں ٹرک ایک ایک ریال میں منی لے جا رہے ہیں۔ ہم نے اعلیٰ درجہ کی کار چار ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی۔ اور قریباً دس بجے صبح منی شریف پہنچ گئے۔ الحاج مستری محمد رفیق صاحب۔ اپنے ہم راہ ہلکا سا ٹھکانہ صبح سامان ہاتھ لائے ہیں۔ لب سڑک کنارہ پر دو طرفہ حجاج نے ساٹھان کی لائن بنا رکھی ہے۔ ہم نے بھی ایک جگہ ساٹھان ڈال دیا۔ آرام سے بیٹھ گئے۔ آج منی شریف بمبئی یا کراچی ہے۔ سائنس حکومت کا مسافر خانہ ہے۔ جو حجاج کے لیے بنایا گیا ہے۔ مگر بند ہے۔ مخصوص صاحبان وہاں ٹھہرے ہیں۔ جن کی حکومت تک پہنچ ہے۔ باقی تمام حجاج باہر ٹھہرے ہیں۔

## منی کی ترقیاتی تبدیلیاں

اب منی شریف بالکل ہی بدل چکا ہے۔ یہاں ایسی عالی شان عمارتیں بن گئی ہیں۔ کہ پتہ نہیں چلتا کہ ہم منی میں ہیں یا کراچی میں۔  
۴۰ قصر شاہی بہت شاندار ہے۔ جو مسجد خیف سے جانب مشرق قریباً نصف میل دور ہے۔

۴۱ جگہ جگہ حکومت نے بہت سے مسافر خانے بنوادیئے ہیں۔ جن میں بہت سے کمروں کی لائنیں متعدد پاخانے، غسل خانے بھی بہت نفیس ہیں۔

۴۲ مسافر خانے میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلانات ہو رہے ہیں کہ فلاں معلم کے حجاج راہ بھول گئے ہیں۔ یہاں موجود ہیں۔ معلم صاحب آکر لے جائیں۔

۴۳ مسجد خیف بہت وسیع کر دی گئی ہے۔ متعدد دروازے بنا دیئے گئے ہیں۔ صحن مسجد میں دو جگہ کپڑے کے تھانوں سے سایہ کر دیا گیا ہے۔ اور کئی جگہ برآمدے بڑے وسیع بنا دیئے گئے ہیں۔

۴۴ بہت جگہ سوسو پائخانوں کی لائنیں بنا دی گئی ہیں۔ جو چھتی ہوئی ہیں۔ ان میں پانی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ چنانچہ مسجد خیف کے شرقی دروازے سے متصل بھی یہ پائخانہ

موجود ہیں۔

۷۱ منی میں پانی کے نل قدم قدم پر لگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ پانی کی ٹنکیاں لگے ہوئے موٹریں گشت کر رہی ہیں۔ مگر چونکہ وہ منی جہاں پانی کم یا اب بلکہ نایاب ہوتا تھا۔ اب وہاں پانی کی کوئی ٹنکی نہیں۔

۷۲ مکہ معظمہ سے منی کو قریباً پندرہ سولہ اعلیٰ درجہ کی پختہ سڑکیں ہیں۔ حجاج کی موٹریں ان سڑکوں پر تقسیم ہو کر سفر کرتی ہیں۔ جس سے راہ میں بہت بھیڑ نہیں۔ نہایت آرام سے ہم لوگ منی پہنچ گئے۔

۷۳ شفا خانہ کی بسیں عام طور پر چکر لگا رہی ہیں۔ جو مریضوں کو دوائیں دیتی ہیں زیادہ بیمار کو اٹھا کر سفری ہسپتال میں پہنچا دیتی ہیں۔ بہت سے ملکوں کی یہ بسیں ہیں بے علم اور بے پردا معلم صاحبان کی مہربانی سے بہت حجاج آج ۸ ذی الحجہ کو ہی منی میں بغیر ٹھہرے یا کچھ ساعات ٹھہر کر عرفات چل دیئے۔ تاکہ وہاں آرام دہ جگہ پر قبضہ کر لیں۔ اور عرفات میں آرام کریں۔ الحمد للہ کہ اس بار منی کی پانچویں نمازیں ہم نے مسجد خیف میں اپنی جماعت سے ادا کیں۔ کیونکہ اس بار ہم کو جاء قیام بالکل مسجد شریف کے متصل نصیب ہوئی۔ یہ سب برکتیں ہمارے رفیق الحاج مستری محمد رفیق صاحب مہاجر ملک پانی پتی۔ اور فیض محمد صاحب خیاط کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ آج رات ہم نے جو نظارہ منی اور خصوصاً جبل شبر کا دیکھا وہ عمر بھر یاد رہے گا۔ آج بھی بعد نماز عشاہ نجدی علماء مسجد خیف میں حجاج کو جمع کر کے مختلف جگہ وعظ کرتے ہوئے تعلیم حج کے بہانہ سے شرک و کفر کی ہی تقسیم کرتے رہے۔

## ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۱ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

آج حج کا دن ہے ہم خوب آرام سے سوئے تہجد کے وقت آنکھ کھلی ضروریات سے فارغ ہو کر ڈیرے پر ہی نفل پڑھے۔ پھر مسجد خیف میں خاص اس گول قبہ کے اندر نماز فجر کی جماعت کرائی۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے عبادت کی ہے۔ اور جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں قیام فرمایا ہے۔ یہ قبہ مسجد خیف کے وسط سخن میں ہے

بہت رقت طاری رہی۔ بہت سے لوگ نماز پڑھتے ہی عرفات چل دیے۔ مگر ہم نے قیام کیا۔ سورج نکلنے ہی پہاڑ چکنے کے بعد سفر کیا۔ آج بھی یہ معجزہ دیکھا کہ بادِ جو دیہ کہ لاکھوں حجاج بیک وقت اس گھڑی عرفات کو جا رہے ہیں۔ مگر موٹریں خالی کھڑی ہیں۔ صرف ایک ریال کرایہ پر منی سے عرفات لے جانے کے لیے پکار پڑی ہے۔ ہم نہایت آسانی سے اعلیٰ درجہ کی بس میں سوار ہو کر قریباً ۸ بجے عرفات شریف پہنچ گئے۔ منی سے ہم بجائے پانچ کے چھ ساتھی ہو گئے ہیں۔ مولوی محمد منظر حق صاحب پشاوری بھی محض ہماری محبت میں ہمارے ہمراہ ہو گئے۔ ہم تو بہت ہار کر مسجد نمبرہ کے پاس ہی ٹھہرنے پر تیار ہو گئے۔ مگر ہمارے رفیق حج حاجی محمد رفیق پانی پتی مہاجر ملی کی ہمت سے ہم خاص جبل رحمت پر پہنچ گئے۔ وہاں چوٹی کے پاس صحراتِ فخر یعنی بڑے پتھروں کے پاس چیمہ لگا دیا۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ شام کے وقت ساتھیوں کے اسرار پر ہم جبل رحمت کی خاص چوٹی پر پہنچے۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کی جگہ ہے۔ وہاں ایک ستونِ نمادِ یوار ہے اس پاس مربع زمین ہے۔ جس پر بجزی ہے لوگ اس ستون سے لپٹے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے۔ جبل رحمت کے پیچھے بادشاہ اور ان کے اسٹاف کے ڈیرے تھے۔ تمام میدان ان سے بھرا ہوا تھا۔ مغرب سے پہلے ہی پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ آفتاب ڈوبنے کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ پیدل ہی مزولفہ پہنچے۔ عرفات سے مزولفہ تک بہت سی سڑکیں ہیں یہ سڑک بسوں سے بھری ہوئی ہے۔ ترکی، الجیریا، لیبیا، مغرب (مراکش)، الجزائر، مصر، بغداد، کربلا، نجف، ایران، کویت، قطر، دمام، دھران، نجران وغیرہ بہت ممالک کی اعلیٰ درجہ کی بسوں کی قطاریں بندھی ہیں۔ ہم قریباً چار گھنٹہ میں مزولفہ پہنچ گئے۔ وہاں مغرب عشاء جمع کمرے ادا کریں۔ اس طرح کہ پہلے مغرب کے فرض پڑھے۔ پھر عشاء کے پھر مغرب کی سنتیں پھر عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کئے۔ عجیب و دلکش نظارہ ہے۔ چاندنی رات مزولفہ کا میدان سامنے قصر شاہی جو ہزار ہا بلبوں سے جگمگا رہا ہے۔ لاکھوں حجاج کا اجتماع بیک الہم بیک کی دلکش صدائیں سامنے مشعر حرام جو دولہا کی طرح اس برات سے متصل

کھڑا ہے سبحان اللہ اس لطف کا بیان نہیں ہو سکتا۔ بعد نماز فیض محمد صاحب کچھ چاول لائے۔ کھاپی کر سوراہے۔ آج سخت سردی ہے۔ فجر کے لیے اول وقت اٹھ بیٹھے۔ نماز فجر بہت اندھیرے میں پڑھی کنکر جمع کئے۔ اور منیٰ کو چل دیئے۔

## ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۲ اپریل ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح ہم ۳ ریال فی کس کے حساب بس میں مزولفہ سے منیٰ روانہ ہوئے۔ مگر ایک میل چلے ہوں گے۔ کہ آگے کو سٹرک پر بسوں کا رول ٹرکوں کی پانچ پانچ لائنیں جو کئی کئی میل لمبی ہیں۔ کھڑی تھیں۔ جگہ کوئی نہیں ہمارے ڈرائیور نے بہت سٹرکوں پر بس دوڑائی مگر ہر جگہ ان لائنوں کا سلسلہ پایا۔ آخر کار ہم پیدل ہوئے۔ منیٰ پہنچ گئے۔ اولاً مسافر خانہ سعودیہ میں اپنے قیام کا انتظام کیا۔ پھر جمرہ عقبہ کی رمی کی۔ آج جمرہ عقبہ کی رمی خلاف امید بہت آرام سے ہوئی۔ ہم نے اور مستورات نے نہایت سہولت سے کر لی۔ ہجوم بہت کم تھا۔ ورنہ یہاں توجان کے لائے پڑ جاتے تھے۔ الحمد للہ۔ غالباً اس کمی ہجوم کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم نے بہت دیر کے بعد رمی کی زوال سے کچھ پہلے کی لوگ صبح ہی رمی کر کے قربانی کے لیے چلے گئے۔ بعد رمی ہم نے ایک گائے میں حصہ لیا۔ اس گائے میں ہمارا حصہ جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہے مستری محمد رفیق صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی حصہ ڈالا۔ اس لیے یہ گائے بڑی مبارک ہوئی بعد قربانی ہم مکہ معظمہ طواف زیارت کے لیے گئے۔ اللہ اکبر آج طواف میں ایسا ہجوم ہے۔ کہ سبحان اللہ بہت گھسان میں طواف کیا بعد مغرب مکہ معظمہ سے واپسی ہوئی بہت مشکل سے منیٰ پہنچے۔ کیونکہ ہر سٹرک پر بسوں کی صف ہا قطاریں میلوں تک لگی ہوئی ہیں۔ تین گھنٹہ میں مکہ معظمہ سے منیٰ تک ہماری بس پہنچی۔ راہ میں قربانی گاہ پڑی تا حد نظر ذبح شدہ جانوروں کے پستے لگے ہیں۔ غالباً اسی نوے ہزار جانور پڑے ہیں۔ جو بعد قربانی وہاں ہی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اگر حکومت چاہے تو ان قربانیوں کی کھال گوشت کے ذریعہ کروڑوں روپیہ کمائے حرمین طیبین میں چمڑہ کے کارخانے جاری کر کے لوگوں کو کام میں لگا دے چمڑے کی پیشیاں

بکس وغیرہ بنائے۔ گوشت ڈبوں میں پیک کر کے تمام اسلامی ممالک میں اس کی تجارت کرے اب تو یہ ہوتا ہے۔ کہ بذریعہ مشین یہ جانور ایک گہرے غار میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی جاتی ہے۔

### ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء پنجشنبہ

آج بعد ظہر تینوں جمروں کی رمی کی اس قدر ہجوم تھا کہ سبحان اللہ بڑی مشکل سے رمی ہوئی عورتوں کو رمی بہت ہی دشواری سے کرائی گئی حالانکہ ہم نے بعد عصر رمی کی اس خیال سے کہ کل کی طرح آج بھی دیر لگانے سے بھیڑ کم ہو جاوے۔ مگر آج معاملہ برعکس گیا۔ خدا خدا کر کے مغرب تک گھر واپس ہوئے۔

### ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۴ اپریل ۱۹۴۴ء جمعہ

آج شب حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب مدظلہ زیب سجادہ گولڑہ شریف سے بعد نماز عشا اسی مسافر خانہ میں ملاقات ہو گئی۔ بہت اخلاق سے ملے۔ ان سے معلوم ہوا کہ مولانا الحافظ محمد بشیر صاحب، خطیب حافظ آباد نذیر عمر ہم واقباہم بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور سراج قصاص معلم کے ہاں قیام پذیر ہیں۔ آج صبح ان سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج جمعہ ہے۔ مگر نجدی امام نے جمعہ نہ پڑھایا صرف ظہر پڑھائی۔ وہ بھی قصران کا عقیدہ ہے کہ وطن سے دو میل نکل جانے پر بھی انسان مسافر ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنی ظہر علیحدہ جماعت سے پڑھی۔ معلم صاحبان نے اپنے اکثر حجاج کو آج صبح ہی رمی کرا کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ حالانکہ آج رمی کا وقت بعد زوال شروع ہوتا ہے مگر ان حضرات کو اس سے کیا تعلق اس لئے فقیر نے معلم صاحب سے علیحدہ رہ کر آزاد حج کیا۔

### ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۵ اپریل ۱۹۴۴ء شنبہ

ہم اس بار بارہویں ذی الحجہ کو منی سے نہ گئے۔ بلکہ تیرھویں کی رمی کرنے کے

یہ منی میں ہی ٹھہرے رہے۔ دونی صدی حجاج رہ گئے ہیں۔ باقی سارے مکہ معظمہ چلے گئے منی میں بہت سکون ہے۔ جمرہ عقبہ سے نصف فرلانگ دور مکہ معظمہ کی طرف پہاڑوں کے درمیان مسجد عقبہ ہے۔ جس کی چھت نہیں ہے۔ مگر دیواریں وغیرہ مضبوط ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں انصار نے دو دفعہ حضور سے بیعت کی۔ بیعت عقبہ یہ بیعت ہی آئندہ ہجرت کا ذریعہ بنی۔ پہلے سال ۱۲ انصار نے بیت کی۔ دوسرے سال ستر انصار نے آج رمی نہایت آسانی سے ہو گئی۔ ہم رمی کر کے مکہ معظمہ آئے۔ آج شب کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب۔ زینب سجادہ تونسہ شریف سے ملاقات مسجد الحنیف میں ہوئی بہت اخلاق سے پیش آئے۔ یہاں ہمارا عرفات کے بعد کا قیام منی میں سعودی مسافر خانہ میں رہا۔ یہ مسافر خانہ مسجد الحنیف کے مشرقی دروازے سے جانب مشرقی قریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر ہے اس مسافر خانہ کے دروازے پر مدیران لچ کا دفتر ہے یہاں سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر گمشدہ حجاج و معلمین کا اعلان ہوتا رہتا ہے یہاں سرکاری ہسپتال بھی ہے۔ یہاں روزانہ چار دیگ پلاؤ حجاج کو کھلایا جاتا ہے۔ چودہ پاخانہ ہیں۔ دو لائٹوں میں سات سات فی لائن۔ واپسی میں بہت بسیں منی میں موجود تھیں۔ جو ایک ریال بلکہ نصف ریال فی کس کرایہ پر مکہ معظمہ لے جا رہی ہیں۔ سواری میں کوئی دشواری نہیں۔

## ۶ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۸ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

آج شب حضرت مولانا محمد خلیل صاحب لاہوری کے ذریعہ سیٹھ احمد صاحب مہین بیرسٹر کاٹھیاواڑی مقیم کراچی اور مولانا سالم میاں صاحب ابن حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے حرم شریف میں ملاقات ہوئی بہت مسرت ہوئی۔ سالم میاں صاحب زینب سجادہ قادریہ بدایونی سے تشریف لائے ہیں۔ نہایت بزرگ سیرت پر نور نوجوان ہیں۔ پھر آج صبح سیٹھ احمد صاحب بیرسٹر کے ساتھ اندرون مکہ معظمہ کی زیارات نصیب ہوئیں بیت ارقم جو اب مسعی میں داخل ہو چکا ہے۔ صفا کے قریب جگہ ہے یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ جاٹے ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو باب الصفا



سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ یہاں اب لاٹبریری بنی ہوئی ہے۔ مکان حضرت خدیجہؓ یہاں حضورؐ کا نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا۔ یہاں ہی حضرت فاطمہ زہراؓ کی ولادت شریف ہوئی۔ اب مدد سے ہے جہاں ولادت حضرت علیؓ اب یہاں ایک معلم کا مکان ہے۔ یہ تمام مقامات حرم شریف سے قریب ہی ہیں۔ مسجد جن جہاں جنات نے حضورؐ کا قرآن سنا۔ اود ایمان لاکر بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہ جگہ قبرستان جنت معلیٰ کے قریب ہے۔ ایک سبز مینارہ کی مسجد بھی ہے مگر دوسری مسجد، مسجد جن ہے۔ پہلی مسجد کا منارہ بھی سبز ہے۔ مگر وہ مسجد جن نہیں۔ مزار حضرت خدیجہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا یہ جنت معلیٰ کے دوسرے حصے میں ہے۔ جنت معلیٰ کا پہلا حصہ اب خوبصورت کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں حصوں میں مردوں کو جانے کی اجازت ہے۔ عورتوں کو نہیں۔ جنت معلیٰ میں حضرت عبداللہ ابن عمر۔ عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق حضورؐ کے دادا ابن زبیر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق حضورؐ کے دادا عبدالطلب۔ ہاشم عبد مناف رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ مگر بے نشان، حضرت خدیجہؓ کی قبر بھی اکھڑی ہوئی ہے۔ مگر نشان ہے۔

## ۷ اذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۹ اپریل ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج صبح حسن اتفاق سے اصحاب عبدالغفور صاحب سکنہ کوٹ سرور تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کی ہمراہی میں وادی محصب اور جبل نور غار حراء کی زیارات میسر ہوئیں۔ ہم صبح فجر پڑھتے ہی حرم شریف سے پیدل روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ آٹھ مرد عورتیں اور بھی تھے۔ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد جن جنت معلیٰ شریف ہوتے ہوئے منیٰ کی طرف چل پڑے۔ مکہ معظمہ اور منیٰ کے درمیان یعنی مکہ شریف سے دو میل فاصلہ پر جاتے ہوئے داہنے ہاتھ کو یہ وادی محصب ہے۔ راستہ میں سڑک کے درمیان شاہی باغیچے نہایت خوبصورت اور شاہی محل پڑے۔ ہم ان سب کو طے کرتے ہوئے وہاں اشراق کے وقت پہنچے۔ وادی محصب وہ مقام ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر منیٰ سے واپس ہوتے ہوئے قیام فرمایا۔ رات یہاں ہی آرام کیا۔ اب بھی سنت یہی ہے۔

کہ حاجی منی سے واپسی پر یہاں آرام کر کے بلکہ شب گزار کر تیرھویں یا چودھویں بقر عید کو مکہ معظمہ آئے۔ اس وادی کے کنارے پر ایک پختہ کنواں ہے جس پر پانی کھینچنے کی مشین لگی ہے جس سے قصر شاہی اور سٹرک کے درمیانی باغیچوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ لوہے کی سیڑھی بھی کنوئیں میں لگی ہے۔ اس وادی میں نیم کے درخت کثرت سے ہیں۔ بہت پر فضا جگہ ہے ہم یہاں بعداً شراق کچھ ویرلیٹ گئے۔ تاکہ اس جنگل کے درے بدن کو لگ جاویں۔ سامنے پولیس چوکی ہے۔ اس میدان میں سرکاری نل پانی کا ہے۔ اس وادی کے سامنے قریباً ایک سو میل پر جبل نور شریف ہے۔ جو یہاں سے نظر آتا ہے ہم لوگ یہاں سے فارغ ہو کر سورج بلند ہو جانے پر جبل نور کی طرف چل دیئے چوکی والے سپاہیوں سے پانی مانگا۔ کہ چھاگل ہی بھر لیں۔ وہ ہماری زیارت کا نام سن کر چل گئے۔ پانی دینے سے انکار کر دیا اور بولے کہ سامنے نل سے لو۔ ہم نے کہا۔ وہ پانی گرم ہے۔ بہر حال جبراً پانی لیا۔ منی کی سٹرک پار کی۔ اور بائیں ہاتھ کچی سٹرک پر چل دیئے۔ قریباً بیس منٹ میں پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر بڑا اونچا پہاڑ ہے سینکڑوں زائرین کا ماننا بندھا ہوا ہے بوڑھی عورتیں کمزور مرد شوق میں کھچے چلے جا رہے دھوپ بھی کرا کے کی ہے۔ تپش بھی بہت ہے۔ چڑھائی بھی بہت ہے۔ مگر عشق رسول کے جذبے نے سب کچھ آسان کر دیا ہے۔ یہاں دامن پہاڑ میں ایک بدو نے پانی کی دوکان لگا رکھی ہے۔ ہم لوگوں نے یہاں کچھ معمولی سانا شتہ کیا۔ جو حاجی عبدالغفور صاحب کی والدہ نے ساتھ لیا ہوا تھا۔ اور پھر بسم اللہ کہہ کر روانہ ہو گئے۔ قریباً ڈیڑھ میل چڑھائی ہے۔ بعض جگہ راستہ خطرناک ہے۔ پتھر چکے۔ راستہ بہت تنگ کنارہ پر روک کوئی نہیں سیدھی اونچائی پر چڑھائی ذرا پاؤں پھسلے تو نیچے جائیں۔ ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلے۔ الحمد للہ کہ ہم ۵۵ منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے۔ راہ میں صرف دو جگہ بیٹھ کر سانس لی مشق الصلہ غار حرا پر کافی حجاج موجود تھے۔ جو نوافل پڑھ رہے تھے۔ ایسا نورانی غار ہے۔ کہ سبحان اللہ لوگ اس غار کے پتھروں سے چمٹتے چومتے تھے۔ ہم سب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مصری۔ تکرونی۔ ترک۔ افغانی، ہندوستانی، پاکستانی وغیرہ تمام حجاج جمع تھے۔ سب کی آنکھوں کے آنسوؤں سے پتھر تر ہو رہے تھے۔ درود شریف، نعت شریف،

کی صداؤں سے پہاڑ گونج رہا تھا۔ قریباً ۵۰ منٹ ٹھہرے۔ تین جگہ نوافل پڑھے۔ شوق الصدق حضور کی آرام گاہ۔ اور غار حرا وہاں سے سٹپنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ دوپہا ابھی اس بزم سے اٹھ کر گیا ہے۔ محفل کی رونق ویسی ہی باقی ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے راہ میں دو جگہ سانس لیا۔ اور ۵ منٹ میں زمین پر آگئے قریب ہی ہوٹل ہیں۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ منی اور طائف سے آنے والی بسوں کا سلسلہ بندھا ہوا دیکھا۔ ایک بس میں چار قریشی کس دے کر حرم شریف اتر پڑے دوپہر تک گھر پہنچ گئے۔

## غار حرا شریف کے فضائل اور حالات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل ظہور نبوت چھ ماہ غار حرا شریف میں چلہ و اعتکاف کیا۔ ہفتہ میں ایک دن مکہ معظمہ شریف لاتے۔ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کچھ کھانا پانی ساتھ فرمادیتیں۔ آپ پھر اس غار میں آجاتے۔ اور ہفتہ بھر اسی پر گزارہ فرماتے۔ عبادت الہی کرتے رہتے۔ چھ ماہ بعد اسی غار میں جبریل علیہ السلام پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے اور سورۃ اقرآ شریف عالم یعلم تک نازل ہوئی۔ بڑی عظمت والا غار ہے۔ حضور کا چلہ گاہ نزول قرآن کی پہلی جگہ یہ ہی غار ہے۔ گویا اسلام کے سورج کی پہلی کرن یہاں ہی پڑی۔ حضرت جبریل پہلی بار یہاں ہی آئے۔ وحی لائے۔ اس پہاڑ کے راستہ میں کسی آدمی نے جگہ جگہ سُرخ رنگ کے تیر کے شکل نشان لگا دیے ہیں۔ جو زائر کو راستے کی رہبری کرتے ہیں۔ راہ میں ایک حوض ہے۔ جو ترکوں نے پانی کے لیے بنایا تھا۔ کافی گہرا ہے۔ بعض لوگ اسے بھی متبرک سمجھ کر یہاں کود جاتے ہیں۔ نوافل پڑھتے ہیں۔ پھر بڑی مشکل سے اوپر آتے ہیں۔ اس حوض سے اوپر جا کر پہاڑ کے اندر ایک چھوٹا سا سرنگ کی شکل کا ایک غار ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ اعتکاف میں کبھی آرام فرماتے تھے۔ یہاں بیٹھ کر بمشکل نقل پڑھے جاتے ہیں۔ دو آدمی بیک وقت نقل پڑھ سکتے ہیں۔ بالکل چوٹی پر معمولی سی ہموار زمین ہے جہاں ترکوں نے مسجد بنائی تھی۔ نجدیوں نے توڑ دی۔ مگر دیواریں قائم ہیں۔ اس مسجد کے داہنے چبوترے کے نیچے ایک تنگ سا شکاف ہے۔ اس شکاف کے نیچے حضور کو لٹا کر سینہ مبارک شوق فرمایا گیا۔ شوق الصدق تین یا چار

بارہوا ہے۔ دوسرا شق الصد اس جگہ ہوا۔ ہم لوگوں نے اس شگاف میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہو سکے۔ آخر اسی شگاف کے منہ پر لیٹ کر پتھروں سے جسم کو مس کیا یہ شگاف لمبائی میں قد آدم ہے۔ اندر ایک آدمی کے لیٹنے کی جگہ ہے۔ مگر اس کا منہ بہت تنگ ہے یہاں سے پہاڑ کی دوسری جانب کچھ نیچے اتر کر غار حرا تک پہنچتے ہیں۔ غار حرا ایک عجیب نوعیت کا غار ہے۔ ایک بڑا سا پتھر اوپر سے چھت کا کام دے رہا ہے۔ اس کے نیچے چند پتھر اس طرح لگے ہیں۔ کہ ستون سے معلوم ہوتے ہیں۔ جن سے بہت تنگ سا حجرہ سا بن گیا ہے۔ یہاں دو آدمی بمشکل کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے برابر میں داہنے ہاتھ پر ایک اور غار ہے۔ اس غار میں ایسی کشش ہے کہ یہاں پہنچ کر آدمی کا دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ لوگ ان پتھروں سے جسم رگڑتے آنکھیں ملتے ہیں۔

## ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ بم ۱۲ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

حاجی عبدالغفور صاحب نے کل وعدہ کیا تھا۔ کہ بعد فجر فوراً غار ثور پر چل پڑیں گے۔ آج صبح ہم نے حرم شریف میں ان کا بہت انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آئے۔ ان کی والدہ کو کل ہی تھکن سے بخار آگیا۔ اور زائچرین بھی کل کے تھکے ہوئے تھے۔ غالباً اس لئے وہ نہ آ سکے حسن اتفاق سے آج حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب خطیب المدینہ سنی جامع مسجد ماڈل ٹاؤن کراچی سے حرم شریف میں ہی ملاقات ہوئی۔ مولانا فرمانے لگے۔ کہ کیا آپ نے حرم شریف کی بالائی منزل دیکھی ہے ہم نے کہا نہیں فرمایا۔ ابھی چلو وہ دیکھنے کے قابل جگہ ہے چنانچہ ہم تینوں باب السعود سے سیڑھیوں پر چڑھ گئے۔ وہاں پہنچے تو وہ حصہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اوپر بھی پورا حرم شریف بن رہا ہے۔ صفا سے مروہ تک اور کچھ اس کے علاوہ تو مکمل ہو چکا ہے۔ باقی تین سمتوں کے حصے بن رہے ہیں، ہم اس حصہ کی تعریف نہیں کر سکتے۔ ناظرین اگر یہاں پہنچیں تو ضرور اس جگہ کو دیکھیں۔ پھر ہم باب الجیاد سے نکل کر پہاڑ صفا پر چڑھ گئے۔ وہاں مسجد حضرت بلال اور مقام شوق القمر کی زیارات کیں۔ اشراق کے نفل مقام شوق القمر پر پڑھے وہاں بھی زائچرین کا تانا بندھا ہوا تھا۔ مسجد بلال کوہ صفا کی چوٹی پر ہے۔ جو حرم شریف سے نظر

آتی ہے۔ اس کے متعلق یہاں تین روایات مشہور ہیں۔  
 ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ بنا کر اس جگہ کھڑے ہوئے اور ہر چار  
 طرف چار آوازیں دیں **تعالوا عباد اللہ الی بیت اللہ** یہ آواز تا قیامت پیدا ہونے والی  
 روتوں نے سنی، جس نے لبیک کہا وہ ضرور حج کرے گا۔ جتنی بار لبیک کہا۔ اتنے حج کرے گا۔  
 جو خاموش رہا۔ وہ حج نہ کر سکے گا۔ اس ندا کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے **وَنَادِ فِي النَّاسِ لِلْحَجِّ  
 يَا قَوْمِ ۝**

دوسری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر ہی اہل مکہ کو آوازیں دیں۔  
 اور پہلی تبلیغ فرمائی جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ **وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝**  
 تیسری روایت یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان یہاں دی۔ جس  
 سے سارا مکہ گونج گیا۔ اس لئے اس کو مسجد بلال کہتے ہیں۔ غرض کہ یہ مسجد شریف بہت ہی  
 تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ مسجد سواؤ وقت نماز کے ہر وقت بند رہتی ہے چنانچہ ہم جس  
 وقت یہاں پہنچے۔ تو مسجد بند تھی۔ پولیس کا پہرہ تھا۔ اس مسجد سے مشرقی جانب پچاس قدم  
 پر شق القمر ہے۔ جہاں کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند چیرا تھا جس کا ذکر قرآن مجید  
 میں یوں ہے۔ **اَقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشَّقَقُ الْقَمَرُ**۔ یہاں پہلے پھوٹی سی مسجد تھی۔ اب  
 نجدی حکومت نے گرا دی ہے مگر دیواریں کھڑی ہیں۔ یہاں بھی نوافل پڑھے دونوں جگہ بہت  
 مخلوق تھی۔ پھر نیچے اتر آئے۔ حضرت مفتی غلام قادر صاحب نے انناس اور آم کے رس سے  
 ناشتہ کرایا۔ مفتی صاحب جوان صالح نہایت دیندار ہیں۔ **سَلَامٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا**

سرزمین حجاز میں سفر قلم۔ زبان کوئی چیز آزاد نہیں۔ ہر چیز پر نہایت پابندیاں ہیں۔ ہم  
 حجاج جس شہر میں پہنچ جاویں۔ وہاں قیدی بن کر رہتے ہیں۔ کہ بغیر تنازل کے وہاں سے ہل  
 نہیں سکتے۔ نہ مکہ معظمہ سے جدہ جاسکتے ہیں۔ نہ جدہ سے مکہ معظمہ حتیٰ کہ طائف جانے کے  
 لئے تصویر لگا کر درخواست دینی پڑتی ہے۔ جس پر ویزا ملتا ہے۔ تب طائف جاتے ہیں۔  
 ہر جگہ راستہ میں چوکیاں ہیں۔ جن پر سخت تفتیش کی جاتی ہے۔ بہت روپیہ دے کر تنازل  
 ملتا ہے۔ چنانچہ ہم کو جدہ میں ساڑھے بائیس ریال دینے پر مکہ معظمہ کا تنازل یعنی راہ داری

ملی۔ اور اب کل مکہ معظمہ سے جدہ جانے کے لیے بائیس ریال دے کر تنازل ملا ہم تو حجاج ہیں۔ یہاں کے باشندوں کو اقامہ یا تابعیہ دکھائے بغیر سفر کی اجازت نہیں زبان و قلم پر تو پابندی کا یہ حال ہے کہ وہابیوں کے سوا کوئی شخص تقریر نہیں کر سکتا۔ اور وہابیوں کے سوا کسی کی کتاب نہ چھپ سکتی ہے نہ فروخت ہو سکتی ہے حجاج تنازل کے مسئلہ میں سخت پریشان ہیں حجاز مقدس میں حاضری دینے سے پہلے ہی ہم سے ڈھائی سو روپیہ کراچی میں حکومت سعودیہ نے داخلہ کی فیس وصول کر لی تھی۔ پھر جدہ میں اترتے ہی ۷۰ ریال وصول کئے۔ فیس معلمی اور فیس مکہ وصول کی۔ آج ہم سے مکہ معظمہ سے نکلنے کی فیس ۲۲ ریال وصول کئے۔ صرف جدہ جانے کی اجازت دی۔ دیکھیے ابھی کیا کچھ وصول کرتے ہیں۔

## ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ یکم مئی ۱۹۶۲ء جمعہ

آج ہمارے وداع کا دن ہے یعنی ہم آج مکہ معظمہ اور کعبہ شریف سے رخصت ہو رہے ہیں۔ نماز فجر حرم شریف میں اپنی جماعت سے پڑھی نماز کے بعد حرم شریف میں ہی الحجاج عبدالغفور صاحب تشریف لے آئے کہنے لگے چلے غار ثور کی حاضری کوئی آسان کام نہیں ہے اس لئے انشاء اللہ آئندہ حج میں یہ حاضری دیں گے۔ آج تو ہمت نہیں پڑتی ہے۔ کہنے لگے کہ زندگی کا بھروسہ نہیں یہ موقع بار بار نہیں ملے۔ ہمت کیجئے۔ ہمارے سارے ساتھی آگئے ہیں۔ ناشتہ پانی ہمراہ لے لیا ہے۔ اٹھنے میں نے خیال کیا کہ رب تعالیٰ کی مہربانی ہے جو اس نے اسباب مہیا کر دیئے۔ چنانچہ بسم اللہ کہہ کر ہم مع مولانا محمد صادق صاحب جہلمی کل تیرہ ساتھی۔ حاجی عبدالغفور کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ باب السعود سے فی نفر ۲ ریال کرایہ پر ٹیکسی لی چل دیئے۔ محلہ مسفلہ سے گذرتے ہوئے جبل ثور پر ۵۵ منٹ میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر پہاڑ کی بلندی اور دشوار راہ دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی۔ بے ساختہ سب کے منہ سے نکلا کہ اے صدیق اکبر تمہاری شان کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر لے کر اس پہاڑ پر چڑھے تھے۔ گیارہ بج کر بیس منٹ صبح کو ہم نے چڑھائی شروع کی اور عربی بارہ بج کر بیس منٹ پر پہاڑ کی چوٹی پر غار شریف میں پہنچ گئے۔ راہ میں چار جگہ سانس لی۔ راستہ



پچیدہ اور دشوار ہے۔ اکثر جگہ خاردار درخت اور پاؤں میں چبھنے والے پتھر ہیں بہت احتیاط سے قدم رکھنا پڑھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہمارے ساتھ بوڑھی عورتیں کمزور مرد ہیں جو شوق میں چڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ کسی نے کہہ دیا۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق اس پہاڑ پر ننگے پاؤں چڑھتے تھے۔ یہ سنتے ہی اکثر ساتھیوں نے جوتے اتار لئے۔ حاجی عبدالغفور مجھ سے کہنے لگے۔ کہ مفتی صاحب آپ میرے کندھے پر آجا دیں تاکہ یہ سنت صدیق بھی مجھ سے ادا ہو جائے۔ کہ نائب رسول کو کندھے پرے کر ننگے پاؤں جبل ثور پر چڑھوں یہ کہتے تھے اور آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے میرے منع کرنے پر انہوں نے اتنا ضرور کیا کہ میرا بازو پکڑ کر یہ سفر طے کرایا۔ اگر میں کسی جگہ پھسلتا۔ تو وہ مجھے روک لیتے۔ جَزَاءُ اللّٰهِ خَيْرٌ اَلْجَزَاءِ ہمارے کچھ ساتھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم لوگ ایک ایک کر کے لیٹ کر غار ثور میں داخل ہوئے اندر کا نظارہ دیکھ کر سب رونے لگے۔ اس پتھر اور فرش پر سینہ ملتے منہ رگڑتے اور روتے ہیں۔ دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ پھر ہم سب نے بل کر اعلیٰ حضرت کا مشہور سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام!

پڑھا۔ لطف آگیا۔ اس غار کی نورانیت اور وہاں پہنچنے پر قلب کی کیفیت الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتی۔ سخت سے سخت دل والا بھی وہاں پہنچ کر آنکھوں سے بھڑی لگا دیتا ہے اور حضرت ابو بکر صدیق کے نام پاک کے نعرے لگانے لگتا ہے۔ اس جگہ عبدالطیف افضل صاحب کا قصیدہ پڑھا گیا۔ جو انہوں نے واقعہ ہجرت کے متعلق لکھا ہے۔

اوہ دسدانغوار بنی دا اور دسدان

غار دے اندر یار نبی دا اوہ دسدان

ڈاچی لے کے آیا درتے ہجرت دی تیار می کر کے

چھڈ کے دیس ہوا پر دیسی بن کے خدمتگار نبی دا اوہ دسدان

اوہ دسدانغوار بنی دا اوہ دسدان

پہاں بھار قدم نہیں لاندان ٹور پہاڑتے چڑھا جاندا

صدقہ ہو ہو پیا ٹھاندا پشتتے بھارا بار نبی دا اوہ دسدان

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کیتا فضل خداوند باری یار نے خوب نبھائی باری

دے کے پلکاں نال بہاری صاف چاکیتا غار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

عشق نے کیتا حال فقیراں کپڑے کر کے لیراں لیراں

بند سوراخ چا غار دے کیتے نہیں منظور آزار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ڈنگ گیا جاں ناگ تلی نوں ورد ہو پاتاں جاں جلی نوں

اتھرواں دا قطرہ ٹٹھا گرم ہو یار خسار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کافر تک کے غار کنارے یانہی صدیق پکارے

نہ ڈرنہ یار پیارے کہنا نال پیار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

حضر داسا تھی، سفر داسا تھی خندق، احد، بدر داسا تھی

قبر داسا تھی، حشر داسا تھی کون نکھیڑے یار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ثانی کہہ کے رب وڈھیا یا! لقب اصحاب خدا تھیں پایا

ذکر قرآن دے اندر آیا صاف اس یار غار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

افضل ہے اس غار تے جاواں میں نیناں دا فرس پھاواں

جس جا بیٹھے نبی پیارے نالے عاشق زار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

اس قصیدہ پر جو لطف آیا، جو رقت طاری ہوئی وہ عمر بھر یاد رہے گی اتنے میں

مولانا محمد صادق صاحب خطیب جہلم جو پیچھے رہ گئے تھے پہنچ گئے۔ بولے غار ثور یہ نہیں ہے۔ کچھ آگے ہے۔ حالانکہ اس غار کے منہ پر لکھا ہے۔ ہذا غار الثور اور ہرے تیر کے نشان جو راستہ میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ یہاں ہی بند کیے گئے ہیں۔ اور یہاں نورانیت دلوں کی کشش کہہ رہی تھی۔ کہ محبوب کی جلوہ گاہ یہ ہی ہے۔ مگر مولانا کے اس ارشاد پر ہم لوگ بادل ناخواستہ وہاں سے ان کے ساتھ ہوئے۔ قریباً بیس قدم دور دوسری جانب نیچے اترے ایک اور غار دیکھا۔ مولانا بولے غار یہ ہے وہاں بھی داخل ہو کر نفل ادا کئے۔ مگر وہاں گھستے ہی گھبرا گئے۔ یہاں وہ بات ہی نہ تھی۔ آخر مولانا نے بھی مان لیا۔ کہ واقعی غار ثور یہ ہے۔ اس جگہ حاجی عبدالغفور صاحب کالایا ہوا ناشتہ کیا۔ پانی پیا۔ پر لٹھے اور چنے کی وال نہایت ہی لذیز، چھاگل کا ٹھنڈا پانی بہا دے رہا تھا۔

پھر وہاں سے چلے پہلے ولے غار پر لوٹے۔ اب جو آئے تو یہاں افغانی حبشی تکرونی پاکستانی، ہندوستانی، حجاج کامیلہ لگ چکا تھا۔ اب ہم اندر داخل نہ ہو سکے۔ باہر سے ہی درود شریف وغیرہ پڑھتے رہے۔ غرضیکہ ایک گھنٹہ قیام کر کے سو ایک بجے واپس ہوئے۔ راہ میں دو جگہ آرام کیا۔ اور سوادو بجے (عربی ٹائم) سے نیچے پہنچ گئے۔ ہم میں سے بعض احباب کا یہ حال تھا کہ جاتے آتے وقت راستے کے پتھروں کو مد لگا کر چومتے تھے۔ کہ غالباً حضرت ابو بکر صدیق کے قدم ان ہی پتھروں سے لگے ہوں گے جناب صدیق کو برا کہنے والے ذرا اس پہاڑ، اس کے نوکیلے پتھروں، خاردار درختوں کو دیکھیں۔ پھر پتہ لگائیں کہ حضرت صدیق پروانہ شمع رسالت نے کیسی قربانی پیش کی۔ رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس غار کا اور حضرت صدیق یار غار کا ذکر بلاوجہ نہیں فرماتا۔ اس کی بہت اہمیت بارگاہ الہی میں ہے۔

## غار ثور کے فضائل و حالات

غار ثور بہت اہم تاریخی مقام ہے اللہ تعالیٰ نے یا اصحاب کہف کے غار کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یا غار ثور کا فرماتا ہے۔ ثانی اثنین ذہانی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا یہ غار وہی ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات حضرت

ابوبکر صدیق کے کندھے پر سوار ہو کر یہاں پہنچے۔ یہاں ہی تین دن قیام فرمایا۔ اس ہی غار میں یار غار اور مار غار کا مقابلہ ہوا، آخر کار یار غار اس مار غار پر غالب آیا۔ نجدی حکومت نے جو محلہ مسفلہ کی طرف سے منیٰ و عرفات کو نئی سڑک نکالی ہے۔ یہ سڑک مکہ شریف سے مشرقی جنوبی جانب ہے اس سڑک پر یہ پہاڑ واقع ہے۔ مکہ معظہ سے سات میل چل کر یہ سڑک چھوڑ دی جاتی ہے۔ قریباً ایک میل کچی سڑک پر چل کر اس پہاڑ پر پہنچتے ہیں۔ چڑھائی قریباً تین میل ہے۔ اس پہاڑ کا راستہ جبل ثور کی طرح تنگ اور پھسلن والا نہیں ہے۔ بلکہ قدرے وسیع ہے۔ اکثر جگہ دو طرفہ اور کہیں ایک طرفہ پتھر ہموار کر کے دیوار ویٹریاں بنا دی گئی ہیں۔ اس دیوار پر جگہ جگہ سبز رنگ کے تیر بنا دیئے گئے ہیں۔ جو رہبر کا کام دیتے ہیں۔ اکثر جگہ پتھر نہایت کھردرے ہیں نو کیلے ہیں جہاں احتیاط سے قدم رکھنا پڑتے ہیں۔ اترتے وقت تنگے پاؤں اترنا بہتر ہے ہم بحمد اللہ تنگے پاؤں ہی چڑھے اترے۔ چار جگہ غار ملتے ہیں۔ جن سے دھوکہ لگ جاتا ہے تیسرا غار اصلی ہے یہاں عربی میں ہذا غار ثور اور انگریزی میں دی ہولی لکھا ہوا ہے۔ ایک بہت بڑا پتھر کمرے کے برابر ہے۔ جس میں پھوٹا سا سوراخ ہے۔ لیٹ کر اندر جاتے ہیں۔ اندر چار پانچ آدمیوں بمشکل بیٹھنے کی جگہ ہے۔ دوسری طرف اور سوراخ ہے۔ مگر جانا آنا اس ہی پہلے سوراخ سے ہوتا ہے۔ اس غار سے قریب مختلف جگہ پر خار دار درخت ہیں۔ جن پر جاہل لوگوں نے یہ چیزیں باندھی ہوئی ہیں۔ یہاں زائٹرن ہمیشہ جاتے آتے رہتے ہیں۔ اللہ توفیق دے۔ تو حاجی یہاں ضرور حاضری دے۔ اس غار کے اندر کی زمین ہموار نہیں بلکہ ابھری ہوئی ہے۔

ہم دو بجے کے بعد اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ آج جمعہ کا دن ہے نماز جمعہ کا وقت قریب ہے۔ کچھ دیر آرام کیا۔ نماز جمعہ کے لیے گئے۔ اللہ اکبر انسانوں کا ایسا ہجوم دیکھنے میں کم آیا۔ بعد نماز مستری حاجی محمد رفیق صاحب کے ہاں دعوت کھائی۔ عصر سے پہلے طواف وداع کیا۔ زمزم پیا۔ کچھ جدہ کے احباب کے لیے زمزم لیا۔ عصر کی نماز پڑھی۔ حضرت مولانا شاہ سالم میاں صاحب بدایونی سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت مولانا نورانی میاں

سے وعدہ ہمارا ہی تھا۔ مگر وہ نہ مل سکے۔ حضرت سالم میاں صاحب کی ہمراہی نصیب ہوئی۔ بعد نماز عصر باب السعود سے سواری لی۔ اور جدہ کو روانہ ہو گئے۔ پانچ میل ناصلاً پر پوسٹ نے چوکی پر تحقیقات کی ہمارے پاسپورٹ اور تنازل دیکھے۔ دو شخصوں کے پاس تنازل نہ تھے۔ بس واپس کر دی گئی۔ بس ان دونوں کو حرم شریف اتار کر پھر واپس گئی۔ پھر اس چوکی پر تحقیقات ہوئی۔ نماز مغرب ہم نے اور حضرت سالم میاں نے یہاں ادا کی پھر جدہ روانہ ہوئے۔ راہ میں دو جگہ اور تحقیقات ہوئی۔ تب کہیں جدہ دیکھنے کو ملا۔ یہاں موقوف السیارات یعنی بسوں کے اڈے پر اترے۔ ٹیکسی کرایہ پر لے کر مدینہ الحجاج پہنچے۔ یہاں خالد بسیونی صاحب سے ملاقات کی۔ جو ہمارے معلم محمد رضانی صاحب کے وکیل ہیں معلم صاحب نے ان کے نام ایک خط بھی ہم کو دیا ہے۔ مگر ان بزرگ نے نہ تو وہ خط پڑھا۔ نہ ہماری طرف التفاف فرمایا۔ نہ ہم سے کلام کرنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ ہمارا سامان سڑک پر رکھا رہا۔ عرض بھی کیا۔ مگر التفات نہ کیا۔ آخر حضرت مولانا سالم میاں صاحب قاری بدایونی کے ذریعہ شاہد حسین صاحب لکھنوی سے ملاقات ہوئی۔ جو معلم شاکر سکندر صاحب کے معاون ہیں اور جدہ میں اپنے حجاج کو رخصت کرنے آتے ہیں۔ وہ ہم کو محترم عبدالحمید صاحب قریشی کے مکان پر پہنچا آئے۔ جہاں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب بھی پہنچ چکے تھے یہ حضرات بہت محبت سے ملے۔ اور قریشی صاحب فوراً کارے کر مدینہ الحجاج پہنچے۔ اور ہماری اہلیہ اور سامان کو لائے۔ بہت آرام سے ہم ان کے مہمان رہے۔ انہوں نے ہماری بڑی خدمت کی۔

## ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲ مئی ۱۹۶۴ء شنبہ

آج مولانا احمد نورانی صاحب مدظلہ نے بہت کوشش سے ہمارے ویزے بنوائے۔ بیت المقدس کا ویزہ تو نہایت آسانی سے بن گیا۔ مگر عراقی سفارت خانہ نے ہمارا پاسپورٹ لے لیا۔ اور کہا کہ بعد مغرب ویزہ لے جانا وہاں سے ہم مدینہ الحجاج پہنچے۔ اور مدیر الحج کے دفتر سے نوے ریال میں مدینہ پاک کا تنازل حاصل کیا۔ پھر شام کو بعد نماز مغرب عراقی سفارت خانے گئے۔ ویزا حاصل کیا۔ آج دن بھر اس میں گزر گیا۔ اور کوئی خاص بات نہ

ہوئی۔ بیت المقدس کا ویزا مفت میں حاصل ہوا۔ عراقی ویزا چھ روپیہ میں حاصل ہوا۔

## ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۱ مئی ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح حضرت مرزا محمد ایوب صاحب سے ملاقات ہوئی۔ قریشی صاحب اپنی کار میں ان کے مکان پرے گئے۔ انہوں نے بیت المقدس، بیروت بغداد کے سفارت خانوں کو چٹھیاں دیں اور فرمایا کہ ہماری یہ چٹھیاں وہاں پہنچا دینا۔ انشاء اللہ ان کے ذریعے آپ کو زیارات لوقیام میں بہت سہولت ہوگی۔ آج شب کو جدہ شریف میں ہماری ایک تقریر ہوئی جو سبج (ٹیپ ریکارڈ) کر لی گئی۔ پھر جناب محترم مولانا احمد نورانی صاحب نے ملک شام کا ویزا بنوایا۔ جو چودہ روپیہ میں حاصل کیا گیا۔ آج دوپہر کو بھارتی جہاز اسلامی بمبئی روانہ ہو رہا ہے۔ اور قاہرہ کا جہاز مصر اپنے حجاج کو لے کر مصر جا رہا ہے۔ کل پاکستانی حجاج کا جہاز سفینہ عرب کراچی روانہ ہو چکا ہے۔ ہم گودی پر پہنچے۔ گودی کے دو طرفہ کناروں پر یہ جہاز کھڑے تھے۔ روانہ ہونے والے ہی تھے۔ عجیب نظارہ تھا۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ رسالت یا رسول اللہ سے جو نجدی حکومت کی طرف سے لاؤڈ سپیکر لگائے جا رہے تھے۔ ساری گودی گونج رہی تھی۔ نجدی حکومت کی طرف سے یہ شعر لاؤڈ سپیکر پر پڑھا گیا۔

محمد کا دامن نہ چھوڑو عزیزو

وہی رہنما ہے ہمارا تمہارا

مجھے یہ نعرہ رسالت اور یہ شعر سن کر حیرت ہوئی۔ کہ خدا کی شان ہے نجدی بھی یہ نعرے لگائے۔ یہ شعر گلے لگے۔ اس نعرہ پر دو طرفہ ہندی و مصری حجاج جو جہازوں میں سوار ہو چکے تھے۔ نعرے لگاتے اور روتے۔ کہ اب دیا حبیب ہم سے چھوٹ رہا ہے۔ آخر اچانک اسلامی جہاز نے دو سیٹیاں دی۔ اور لنگر اٹھایا۔ بمبئی روانہ ہو گیا۔ اور مصری جہاز سے سیٹی دی۔ اور روانگی کی تیاری کر لی۔ پھر ہم گھر واپس ہوئے۔ کھانا کھایا۔ نماز ظہر پڑھی کچھ آرام کیا۔ بعد عصر موقف السیارات یعنی جدہ کے بسوں کے اڈے پر آئے۔ اور نہایت نفیس کار بیس ریال فی کس کے حساب سے کراہی پر لی۔ اور مدینہ منورہ واپس روانہ ہو



گئے۔ چھ گھنٹہ میں یعنی شب کو دو بجے پاکستانی ٹائم سے مدینہ منورہ پہنچ گئے نماز عشاء پڑھی سو رہے۔

## ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۵ مئی ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج صبح حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم کے ہاں حاضری دی۔ وہاں کئی ملکوں کے اہل سنت حجاج جمع تھے۔ بہت دلچسپ نورانی مجلس رہی حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ہماری روانگی بیت المقدس کے لئے ہوائی جہاز کے دفتر سے دو سیٹ مانگیں۔ انہوں نے کہا کہ عمان کو ہوائی جہاز اتوار اور بدھ کو جاتا ہے۔ اس بار بجائے بدھ کے جمعرات کو جاوے گا۔ انشاء اللہ اس میں سیٹیں دے دی جائیں گی۔ آج قبل مغرب حاجی غلام حسین صاحب، مالک پاکستانی ہوٹل نے باب جبریل کے باہر ہماری دستار بندی کی اعلیٰ درجہ کا عمامہ سات گز کا ہمارے سر پر لپیٹا، گنبد خضراء شریف سامنے تھا۔ پھر باچشم نم ہم نے اور انہوں نے گنبد پاک کی طرف رخ کر کے دعائیں مانگیں۔ عجیب پر کیف منظر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم کو عنقریب وداع فرمانے والے ہیں۔ یہ سب علامات اسی کی ہیں۔ اب ہم حسرت سے روئے خضراء کو تکا کرتے ہیں یہ تین ماہ چشم زدن میں گذر گئے۔

## ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۵ مئی ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج صبح جناب سیٹھ احمد، صاحب بیرسٹر کاٹھیا واڑی مقیم کراچی ہمارے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ذرا آیا کہ تاریخ مدینہ میں کتاب وفاء الوفاء بہت بہترین کتاب ہے۔ میں نے کہا کہ خلاصہ الوفاء تو میرے پاس ہے۔ وفاء الوفاء نہیں۔ اور یہاں حرمین طیبین میں ملتی بھی نہیں۔ کہ ممنوع ہے۔ یہ ذکر اتفاقیہ ہوا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ بعد سیٹھ صاحب نہایت اعلیٰ مجلہ چار جلد تلاش کر کے لائے۔ اور مجھے تحفہ دے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطیہ مبارک ہے۔ اس بار مجھ پر عطایا نبویہ کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ حج

سے واپسی کے بعد قلب کی کیفیت وہ نہیں ہے جو اس سے پہلے تھی۔ دل کہہ رہا ہے کہ اب حضور و ذراع فرما رہے۔ حرم شریف حجاج سے بھرا ہوا ہے۔ بہت رونق ہے۔ مگر دل اڑا اڑا سا رہتا ہے۔ پہلا سا سکون نہیں آج بعد نماز ظہر حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے مکان پر کرایا شامی، مصری، تکر و نی پاکستانی حجاج کا اچھا مجمع تھا۔ اولاً ختم قرآن مجید ہوا۔ پھر شامی و مدنی حضرات نے میلاد شریف پڑھا۔ پھر سب کو زردہ پلاؤ کھلایا گیا۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش نصیب مرد مومن ہیں۔ جنہوں نے اپنا مکان مدینہ منورہ میں بنایا۔ جب ۶۲ سال کی عمر شریف ہوئی۔ تو مدینہ منورہ میں جم کر مقیم ہو گئے۔ باہر سے دعوتیں آتیں تو فرما دیتے کہ میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے وہ میں یہاں ہی گزارنے لگا ہوں۔ اب میں مدینہ طیبہ کی موت کا منتظر ہوں۔ آخر کار عمر شریف کے ۶۳ سال پورے فرما کر ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ کو مدینہ پاک میں ہی وصال فرمایا۔ اور جنت البقیع میں اپنی والدہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے قدموں میں ہمیشہ کے لیے سو گئے۔

چنانچہ یہاں ہی ان کا عرس ۲۳ ذی الحجہ کو ہر سال کیا جاتا ہے۔ جس سال ہم بسوں کے ذریعہ حج کو آئے تھے۔ ہمارے مدینہ منورہ پہنچنے سے چار دن پہلے آپکا وصال ہوا تھا۔

## ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۶ مئی ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج ہم نے اردن، شام اور عراق کے سکے مدینہ منورہ سے ریال کے ذریعہ تبدیل کر لئے۔ عراقی دینار ۱۱ ریال دو قرش میں اردنی دینار ۱۲ ریال ۱۳ قرش میں شامی لیرا ایک ریال ۳ قرش میں ملا۔ اب ہم صرف دو تین دن کے مدینہ پاک میں مہمان ہیں۔ آج شب ایک نجدی مولوی نے حرم میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کیا۔ اور اولیاء اللہ کی شان میں بہت بکواس کی۔ حضرت احمد کبیر رفاعی اور حضور غوث الثقلین بغدادی رضی اللہ عنہ کی توہین کی۔ جس پر شامی، مصری حجاج بگڑ گئے۔ انت کذاب انت عد

والا ویسا عانت عدوالا بنیاء۔ اور جوتوں، لاتوں، گھونسوں سے بہت مرمت کی حرم شریف کی پولیس فساد کو روکنے میں ناکام رہی۔ آخر شہر سے ڈی ایس پی، کوتوال، مدیر وغیرہ مع گارڈ کے پہنچے۔ اس نجدی عالم کو گرفتار کر کے امر بالمعروف کے دفتر لے گئے۔ حجاج سے کچھ نہ کہا۔ نہ معلوم کہ اس نجدی کو کیا سزا دی۔ حکومت اگرچہ نجدی ہے مگر حجاج کا بہت لحاظ کرتی ہے۔ نجدی مولوی گستاخیوں سے باز نہیں آتے۔ آج شب کو مدینہ شریف باب النخار میں ہمارا وعظ ہے۔ مدینہ منورہ کے احباب کہتے ہیں کہ آخری وعظ جاتے ہوئے سنا جاؤ۔

### ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۸ مئی ۱۹۶۲ء جمعہ

آج ہم نے مسجد نبوی شریف میں آخری جمعہ ادا کیا۔ بہت حجاج کے چلے جانے کے باوجود حرم نبوی شریف کچھ بھرا ہوا ہے۔ بلکہ باہر سڑکوں پر بھی نمازیوں کا ہجوم ہے۔ ہر طرف ٹریفک رکی ہوئی ہے۔ آج بعد نماز جمعہ حضرت مولانا نورانی میاں صاحب نے ہوائی دفتر سے ہمارے لئے ہوائی جہاز میں سیٹیں بک کرالیں۔ اتوار کی صبح کو انشاء اللہ ہم عمان روانہ ہو رہے ہیں۔ آج ہی سے ہم حسرت سے گنبد خضراء اور مدینہ منورہ کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ ہر سلام کے موقع پر دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ خیریت سے یہ سفر طے کرائے۔ اور بار بار مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو۔ آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر ہمارا آخری وعظ ہوا۔ جس میں حضرت خواجہ نظام الدین صاحب زین سجادہ تونسہ شریف قبلہ محمد فاروق صاحب کراچی، کولمبو کے سیٹھ صالح صاحب اور سیٹھ اسماعیل صاحبان اور بہت سے اہل مدینہ نے شرکت کی۔ مجمع بہت تھا۔ قَدْ نَدَى قَلْبٌ وَجْهًا فِي السَّمَاءِ کی تفسیر عرض کی گئی۔ بہت کیف و سرور رہا۔ تقریر ٹیپ ریکارڈ کر لی گئی۔ رات کو ساڑھے پانچ بجے عربی ٹائم سے میلاد شریف ختم ہوا۔

### ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۰ مئی ۱۹۶۲ء یکشنبہ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ کے مکان پر ہمارا وعظ ہوا۔

کل شنبہ کی شب بھی وعظ ہو چکا تھا۔ آج صبح ہم نے آخری سلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا ہم کو سلام کے وقت یہ خبر نہ تھی کہ یہ ہمارا آخری سلام ہے۔ مگر وہ آخری سلام ثابت ہوا۔ کچھ دیر بعد حضرت مولانا خلیل صاحب مع ایک ساتھی کے ہماری رباط میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ آپ کا عمان کا جہاز مطار یعنی ہوائی اڈہ پر آچکا ہے۔ بہت جلد مطار پہنچو مولانا نورانی میاں مطار کے دفتر پر تمہارے منتظر ہیں۔ یہ سنتے ہی ہم بہت جلد دفتر پہنچے۔ مولانا نورانی صاحب نے فرمایا کہ مطار کی بس کا انتظار نہ کرو۔ فوراً اپنی ٹیکسی لے کر مطار پہنچ جاؤ۔ ہمارے میزبان فیض محمد صاحب نے فوراً لے کر میں ٹیکسی کی۔ ہم مطار پہنچے معلوم ہوا کہ وہ خبر بالکل غلط تھی۔ فیض محمد صاحب ہم کو الوداع کرنے مطار پر آئے۔ ایک ہوائی جہاز دمشق کا آیا۔ اور شام کی سواریاں لے کر اڑ گیا۔ ہم منہ دیکھتے رہ گئے بہت افسوس ہوا کہ چلتے وقت ہم نے اپنے نبی کو آخری سلام بھی عرض نہ کیا۔ مطار سے ہی سلام پڑھا الوداع ہوئے۔ مطار مدینہ منورہ سے قریباً ۲۰ کلومیٹر یعنی ۱۵ میل ہے قریب مغرب تک ہم نے ہوائی جہاز کا انتظار کیا۔ آخر کار حضرت مولانا نورانی میاں۔ مفتی غلام قادر صاحبان مطار پر پہنچے۔ ان بزرگوں نے ہمارے ٹکٹ و سامان واپس لیا ہم کو مدینہ منورہ ٹیکسی میں واپس لائے۔ ہم نے نماز مغرب حرم شریف میں ادا کی۔ اور بعد عشاء صلوة والسلام سے مشرف ہوئے۔ اس بار ہم اب تک چھ دفعہ مدینہ شریف میں آچکے ہیں۔ رمضان میں مدینہ پاک آئے۔ پھر زیارات بدر کے بعد آئے۔ پھر زیارات ابواء کے بعد آئے۔ پھر زیارات خیبر کے بعد آئے۔ پھر حج کمرے آئے۔ پھر آج تو بالکل جا کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ بار بار مدینہ شریف بلا رہے ہیں۔ حاجی غلام حسین صاحب دیکھتے ہی لپٹ گئے۔ بولے میں نے آج آپ کے وعظ کا اعلان کر دیا تھا۔ مجھے آپ کے جانے کی خبر نہ تھی۔ رب نے آپ کو میرے ہاں وعظ کے لیے دوبارہ مدینہ پاک بھیجا ہے۔ رات کو اس کے ہاں تقریر کی۔

محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۲۱ مئی ۱۹۶۴ء شنبہ

آج عاشورہ کا دن ہے۔ یہاں مدینہ منورہ میں اس تاریخ کا کوئی اہتمام نہیں

معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کہ آج سید الشہداء کی تاریخ شہادت ہے البتہ مدینہ پاک کے عوام اہل سنت چھپے دبے اپنے گھروں میں فاتحہ کراتے ہیں۔ چنانچہ آج شب حاجی قاسم سندھی کے ہاں جلسہ ذکر شہادت ہوا۔ جس میں ہمارے تقریر ہوئی۔ جلسہ کے اختتام پر بعض حضرات نے میلاد شریف پڑھنا چاہا۔ ہم نے عرض کیا کہ مجلس ذکر شہادت میں میلاد شریف جائز نہیں۔ تب ان حضرات کو اس مسئلہ پر بہت تعجب ہوا۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں وعظ ہے۔ جگہ جگہ مدینہ پاک میں شہرت کی سبیلیں لگی ہوئی دیکھی گئیں۔

## ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۲۲ مئی ۱۹۶۳ء جمعہ

آج ہم نے مدینہ منورہ سے عمان و بیت المقدس کے سفر کا ارادہ کر لیا۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں ہمارا الوداعی جلسہ ہوا۔ ذکر شہادت میں کی تقریر ہوئی۔ اولاً ہم نے پھر حضرت مولانا محمد صادق صاحب خطیب جامع مسجد خانساں جہلم نے شہادت امام عالی مقام پر تقریریں کیں۔ آخر میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے مسئلہ حیات النبی و حیات شہداء پر نہایت اعلیٰ تقریر فرمائی۔ مجمع مجموع گیا۔ کل عمان کو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے جاوے گا۔ ہر سینچر کو یہاں سے عمان و دمشق جہاز اڑتا ہے۔ ہم نے ٹکٹ داخل کئے۔ سامان اور سفر کی تیاری کر دی۔ بعد نماز جمعہ بارگاہ نبویہ عالیہ میں اسلام عرض کرنے کھڑے ہوئے۔ تو فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔ بعد نماز عصر ہوائی جہاز کے دفتر میں سامان پہنچایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ کل بعد نماز فجر فوراً مع سامان یہاں پہنچو آخر کار حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت خانہ میں سامان رکھا اور واپس آگئے۔

## ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۲۳ مئی ۱۹۶۳ء شنبہ

آج ہمارے الوداع کا دن ہے۔ بھائی عبد الحفیظ صاحب ابن حافظ عبدالرشید صاحب

پان والے متصل باب مجیدی مدینہ منورہ نے ہماری الوداعی دعوت کی۔ صبح تہجد کے وقت اٹھے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کیا۔ حرم شریف حاضر ہوئے۔ الوداعی سلام عرض کیا۔ اور نوافل پڑھے۔ ایک گھنٹہ بعد نماز فجر ہوئی۔ بعد نماز فوراً ہوائی جہاز کے دفتر پہنچے۔ عبدالمحفیظ صاحب اور ہمارے میزبان فیض محمد صاحب ہم کو پہنچانے مطار پر آئے۔ بہت سے حجاج نے دفتر سے ہی الوداع کہی۔ بیس منٹ میں مطار یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ یہاں بھائی فیض محمد صاحب نے پر تکلف ناشتہ کرایا۔ حاجی غلام حسین صاحب نے چلتے وقت بہت سا کھانا دسٹھائی ساتھ کر دی تھی۔ تمام کاموں سے فارغ ہی ہوئے تھے۔ اور نماز اشراق پڑھی ہی تھی۔ کہ ہوائی جہاز آگیا۔ سامان رکھوایا۔ سوار ہوئے۔ پروے ساڑھے بارہ بجے یعنی پاکستانی ساڑھے نو بجے جہاز نے پرواز کی۔ ہم کو پہنچانے والے حضرات بہت منعموم تھے۔ دوبارہ حاضری کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ ہم نے مدینہ پاک میں تین ماہ تیرہ دن قیام کیا مکہ معظمہ میں چودہ دن حاضری ہی اس وقت ہم ہوائی جہاز میں بیٹھے ہوئے یہ سطور لکھ رہے ہیں۔ جہاز اٹھارہ ہزار فٹ بلندی پر اڑ رہا ہے۔ ہر لحظہ مدینہ پاک دور ہوتا جا رہا ہے۔ راستہ میں ہم کو بہت پر تکلف ناشتہ مع چاء و بوتل اور ٹھنڈا پانی دیا گیا۔ ہمارا جہاز عربی ٹائم سے سواتین بجے یعنی پاکستانی سوا بارہ بجے دوپہر کو عمان کے مطار پر پہنچا۔ یہاں ہوائی اڈہ بہت شاندار ہے۔ گھڑیاں عجیب قسم کی دیواروں میں لگی ہوئی ہیں۔ پونے تین گھنٹہ میں ہم مدینہ منورہ سے عمان پہنچے۔ اللہ اکبر بیت المقدس کی سر زمین میں ہم نے آج قدم رکھا۔ عمان کا ہوائی اڈہ بہت خوبصورت ہے۔ اتفاقاً ہم کو ہوائی جہاز میں دوسا تھی مل گئے۔ نعمت اللہ صاحب عاصمی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئر سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی اور وکیل معد اللہ صاحب بہار کالونی کراچی مسان روڈ مکان نمبر ۷، مسان روڈ مع اپنی اہلیہ کے اس لئے ہم عمان پہنچتے پہنچتے پانچ آدمی ہو گئے۔ عمان پر ہوائی جہاز میں ہی کسٹم آفیسر آ گئے۔ ہمارے پاسپورٹ وہاں ہی سے گئے۔ پھر ہم کو اترنے کی اجازت دی۔ تھوڑی دیر ہم ہوائی اڈے پر ٹھہرے۔ کہ انہوں نے خود آکر ہمارے پاسپورٹ واپس کر دیئے۔ مہر داخلہ لگا دی یہاں حکومت کی طرف سے شہر پہنچانے کے لیے بس نہیں ملتی۔ بلکہ ہر مسافر اپنے خرچ پر شہر جانا ہے۔ مطار پر کرایہ کی کار میں بہت کھڑی ہوتی ہیں۔ ہم نے پانچ آدمیوں کی کار



سات دینار سے کرایہ پر لی۔ اور حسب ذیل زیارات کی شرط لگائی۔ عمان کی سیر بحر لوط جس کو بحرمیت بھی کہا جاتا ہے۔ روضہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، بیت المقدس شہر میں پہنچنا بیت المقدس اور خلیل الرحمن کی زیارات۔ چٹانچو ٹیکسی واے نے ہم کو یہ تمام زیارات کرا کر رات کو دس بجے پاکستانی ٹائم سے شہر بیت المقدس زاویہ صندیہ میں پہنچایا۔ زاویہ صندیہ ایک آرام دہ مسافر خانہ ہے۔ جس کے مالک شیخ محمد منیر صاحب اور ان کی بوڑھی ماں مریم بی بی ہیں بہت خوش خلق ہیں۔ فی چارپائی دو روپیہ روزانہ کرایہ لیتے ہیں۔ آرام دہ کمرہ دیتے ہیں۔ ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا۔ اور آرام سے رات گذاری۔

## شہر عمان

عمان شہر اردن کا دارالخلافہ ہے۔ پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ بہت خوبصورت ہے۔ یہاں کے لوگ بہت خوبصورت نہایت بااخلاق ہیں۔ شہر ہموار جگہ پر آباد نہیں۔ بلکہ نشیب و فراز میں آبادی ہے۔ کوئی محلہ بہت بلندی پر ہے۔ کوئی نہایت ہی پستی میں۔ یہاں قصر شاہی اور جامع حسینہ وسیع عمارت ہے۔ جہاں جانے کی اجازت نہیں۔ ہم نے دو سے ہی یہ محل دیکھا۔ یہ شاہ حسین بادشاہ اردن کا محل ہے۔ جامعہ حسینہ عمان کے آخری کنارہ پر بہت خوبصورت تین منزل عمارت ہے۔ سنگ سیاہ، سنگ سفیدی سے بنی ہوئی ہے۔ پچلی عمارت زمین سے متصل ہے۔ جس میں مدرسہ ہے۔ اوپر کی دو عمارتوں میں مسجد ہے مردوں کے لیے علیحدہ جگہ ہے۔ عورتوں کی جگہ علیحدہ ہے۔ اس مسجد پر ۵۰ ہزار دینار خرچ ہوئے ہیں۔ جو صرف ایک شخص نے خرچ کئے۔ اس کے موجودہ مؤذن سیف الدین ہیں۔ اور امام شیخ احمد مؤذن صاحب اسکول کے طالب علم ہیں۔ جو انگریزی لباس، انگریزی شکل میں رہتے ہیں۔ کوٹ پتلون پہنے ہوئے ننگے سر ہی اذان کہتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں نہایت خوش الحانی سے انہوں نے اذان کہی۔ اور بعد اذان الصلوات والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا۔ امام صاحب باشرع ہیں۔ داڑھی واے ہیں۔ تعمیر ۱۹۸۱ء عیسوی میں ہوئی۔ حسین ابن طلحہ اس کے بانی ہیں۔

ہم پانچوں نے نماز ظہر باجماعت یہاں ہی ادا کی۔ عمان میں کچھ عیسائی بھی ہیں۔ مگر اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جامعہ حسینیہ سے کچھ فاصلہ پر عیسائیوں کا گرجا ہے۔ مسلمان اور عیسائی ملے جلے آباد ہیں۔ جامع مسجد کے دونوں حصوں میں ایسے خوشنما غالیچے بچھے ہیں کہ سبحان اللہ ان کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ ایک ساڑھے ایک وضع قطع کے غالیچے تمام مسجد میں بچھے ہیں ہم نے دو گھنٹہ عمان میں قیام کیا۔ پھر بیت المقدس کی طرف بعد نماز ظہر چل دیئے۔ عمان سے بیت المقدس تک سڑک نہایت پختہ ہے۔ دو طرفہ چھوٹی پہاڑیاں ہیں جو سبزہ سے ڈھکی ہوئی ہیں اور پہاڑوں کے دامن میں میدانی علاقہ ہے۔ جو سبز و شاداب ہے۔ ابھی یہاں گندم ہری ہے۔ تا حد نظر کھیت نظر آتے ہیں۔ ہماری کارہوا سے باتیں کرتی فراتے بھرتی چلی جا رہی ہے قریباً تیس میل پر ایک خوبصورت بستی ملی جس کا نام ناعور ہے۔ پھر نھر اردن سے گذرے۔ اردن چھوٹی سی نہر ہے۔ جس میں اس وقت پانی تھوڑا ہے۔ اس پر خوبصورت پل بنا ہے۔ پل کے اس طرف کا علاقہ اردن کہلاتا ہے۔ اور دوسری طرف کا علاقہ فلسطین ہے۔ یہاں کسی کو اترنے کی اجازت نہیں۔ پولیس کا پہرہ ہے۔ ہم اس پل کو پار کر کے فلسطین میں داخل ہو گئے۔ یہ علاقہ اردن سے بھی زیادہ سرسبز ہے۔ عمان سے بیت المقدس ۹۵ کلو فاصلہ پر ہے۔ ۵۵ کلو پر پہنچ کر بحیرہ لوط یعنی بحیرہ المیت ہے۔ یہاں بہت خوبصورت غسل خانے حمام بنے ہیں۔ جہاں اکثر عیسائی اور مغرب زدہ مسلمان مرد و عورت غسل کرنے آتے ہیں۔ سمندر نما ہے۔ سامنے خوبصورت پہاڑ ہیں سامنے یہ سمندر ہے۔ یہاں بہت لوگ نہا رہے تھے۔ یہاں آدمی ڈوبتا نہیں۔ پانی اس قدر کڑوا ہے۔ کہ اس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہتا ہے۔ ہم نے پانی چکھا۔ تو زبان کٹ سی گئی ہاتھ پاؤں پر نمک جم گیا۔ اس بحیرہ کے پاس نمک جمانے کے کھیت سے ہیں جہاں یہ پانی جمع کر کے خشک کر دیا جاتا ہے۔ سوکھ کر نمک بن جاتا ہے۔ یہاں سے آگے بڑھے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر انوار پر پہنچے۔

## مزار موسیٰ علیہ السلام

عمان سے ۶۳ کلور استرٹے کرنے کے بعد بائیں طرف ایک میل پختہ سڑک ملے کرنے

پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف ہے۔ یہ جگہ بیت المقدس سے ۲۷ کلور کے قریب ہے۔ یہاں کوئی بستی نہیں۔ اس جگہ کا نام بنی موسیٰ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر عمارت پرانی طرز کی ہے۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور کرام کے نام لکھے ہیں۔ اس کے بائیں طرف ایک حجرہ ہے۔ جس میں موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف واقع ہے۔ یہ مزار ساڑھے پانچ ہاتھ لمبا اور آٹھ فٹ اونچا ہے۔ قبر شریف کے آس پاس لکڑی کی خوبصورت جالی ہے۔ اور تمام قبر شریف پر سبز ساٹن کا غلاف چڑھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلاف کے نیچے کوئی روٹی والا گدہ بھی ہے۔ حجرہ مبارک کے دروازہ پر یہ آیت لکھی ہے:

فَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا حجرہ شریف مقفل رہتا ہے۔ یہاں مسلمانوں کا قبضہ ہے یہودیوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ چار طرف بہت سے دو منزلہ حجرے ہیں۔ جن میں فوج رہتی ہے سخت پہرہ ہے۔ ہم نے ایک فوجی سپاہی سے قبر انور کا دروازہ کھولنے کو کہا۔ تو اس نے جواب دیا کہ متولی صاحب قدس گئے ہوئے ہیں۔ چابی ان کے پاس ہے۔ دوسرے فوجی نے کہا کہ چابی میرے پاس ہے۔ چنانچہ حجرہ کھولا۔ ہم سب داخل ہوئے۔ حجرے میں فاتحہ پڑھنے کے لیے خوبصورت چٹائی بچھی ہے۔ اور قبر کے جنوبی جانب نوافل کے لیے محراب بنی ہے۔ ہم نے مسجد میں بھی نوافل پڑھے۔ اور یہاں محراب میں بھی پڑھے۔ چٹائی پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھی۔ صحن میں نہایت شیریں اور بہت ٹھنڈے پانی کا کنواں ہے۔ جو صرف چار پانچ ہاتھ گہرا ہے۔ وہاں پانی بھر کر خوب سیر ہو کر پیا۔ یہاں کے منتظم کا نام حاجی محمد ابن عبدالرحمن ہے مزار شریف کے سرہانے پیسے ڈالنے کے لئے صندوقچی ہے ہم نے وہاں سو فیس پیش کیے مزار نے قبول نہ کیے۔ بلکہ فرمایا کہ اس صندوقچی میں ڈال دو۔ اس مسجد میں بہت سے قرآن کریم کے نسخے رکھے ہیں۔ تلاوت کے لیے مزار مقدس میں بہت دلکشی بھی ہے۔ ہیبت و جلال بھی وہاں پہنچ کر تمام واقعات موسوی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ فاتحہ اور دعاؤں میں بہت دلگاہ۔ قریباً ایک گھنٹہ وہاں ٹھہرے پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ یہ جگہ پہاڑوں کے بیچ میں اس کے قریب ایک سرخ رنگ کی پہاڑی ہے بہت دلکش نظارہ ہے۔ مزار مقدس بہت فیض ہے۔ ہر زائر کو یہاں ضروری دینی چاہیئے۔

## بیت اللحم

بیت اللحم شہر بیت المقدس سے قریباً تیس کلو وور مشہور بستی ہے۔ بہت اچھا شہر ہے۔ اس کے لگے کنارہ پر حضرت راحیل زوجہ یعقوب علیہ السلام یعنی والدہ یوسف علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔ یہ قبر شریف یہاں کے قبرستان میں ہے۔ قبر شریف پر قبہ بنا ہوا ہے آٹھ فٹ اونچی پانچ ہاتھ لمبی قبر شریف ہے۔ یہاں کے منتظم عیسائی ہیں۔ بیت اللحم میں دس فیصدی مسلمان ہیں۔ اور نوے فیصدی عیسائی بجلی کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے۔ سارے شہر میں صرف ایک جامع مسجد ہے اس کے مقابلے میں قریب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جاء پیدائش ہے۔ یہاں بہت پرانا گرجا ہے۔ اس گرجے کو بیت اللحم کہتے ہیں اسی نام پر شہر کا نام بیت اللحم ہے یہ گرجا تمام دنیا کے گرجوں سے زیادہ پرانا ہے۔ عجیب قسم کی عمارت ہے۔ ہم کو ایک عیسائی انگریز اندر لے گیا۔ بہت گہری عمارت چلی گئی ہے۔ اندر جا کر دیکھا۔ کہ ایک محراب سی پتھر کی بنی ہوئی ہے۔ جس پر غلاف پڑا ہے۔ اور بہت آراستہ ہے۔ محراب کے اندر اور دروازہ پر موقی ٹنک رہے ہیں۔ غلاف اٹھا کر اصلی پتھر نظر آیا۔ اسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اصلی پتھر ویسے ہی محفوظ ہے۔ وہ پادری ہم کو سورہ مریم کی آیات وضاحت سے پڑھ کر سناتا جاتا اور زیارات کراتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ہمارے رفیق سفر حاجی نعمت اللہ صاحب کو شبہ ہوا کہ یہ مسلمان ہے۔ جاء ولادت کے قریب ہی اس کھجور کی جگہ ہے۔ جس کے پھل حضرت مریم نے بوقت ولادت عیسیٰ علیہ السلام کھائے یہاں درخت تو نہیں ہے ہاں اس جگہ سنگ مرمر کا ایک پتھر رکھا ہے۔ جس کے وسط میں کھجور کی جڑ کی برابر سوراخ ہے میں نے آج تک ایسا خوبصورت گرجا نہیں دیکھا۔ یہاں بہت راہبہ عورتوں اور بڑے چتے پہننے ہوئے داڑھی والے پادری صاحبان سے ملاقات ہوئی۔ جو بڑے اخلاق سے ملتے تھے مرحبا تفضلو یعنی آئیے، خوش آمدید، اندرون گرجا ایک لڑکا ایک تمھاری میں موم بتی جلائے۔ بتی کے آس پاس کچھ پیسے رکھے ہوئے ہمارے پاس آیا۔ اور چندہ مانگا آخر ہم

سے پچاس فلس وصول کئے پھر ہم گرجا سے واپس آئے سیر کرانے والے عیسائی نے ہم سے تین شلنگ فیس مانگی مگر ہم نے اسے کچھ نہ دیا۔ بہ مشکل جان چھوڑائی جو گرجے میں پچاس فلس دے آئے تھے اوس کا ہی افسوس ہے پھر ہم خلیل الرحمن کو روانہ ہوئے۔

## خلیل الرحمن

خلیل الرحمن بہت اچھا خوبصورت شہر ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس جگہ کا نام پہلے کنعان تھا۔ اللہ اعلم یہ شہر بیت المقدس سے ۴۸ میل جانب جنوب مغرب ہے بیت المقدس سے بہت سواریاں بس ٹیکسی وغیرہ چلتی ہیں اس شہر کے وسط میں ایک نہایت شاندار مسجد ہے اس مسجد کا نام خلیل الرحمن ہے۔ اس نام سے یہ شہر خلیل الرحمن کہلاتا ہے اس مسجد کا فرش ایک بہت بڑے تہ خانہ پر بنایا گیا ہے۔ اس تہ خانہ کا نام غار انبیاء ہے اس غار میں ۷۵ ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ جن میں حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف علیہم السلام اور بی بی رفقہ زوجہ اسحاق علیہ السلام بی بی لائقہ زوجہ یعقوب علیہ السلام کے مزارات قابل ذکر ہیں۔ ان مزارات کے اوپر فرش مسجد میں بہت اونچی اونچی قبریں بنا دی گئی ہیں۔ جن قبروں پر بہت شاندار قبے ہیں۔

بیت اللحم سے الخلیل تک کا علاقہ بہت سرسبز ہے تمام راستہ قوت، انجیر، سیب، خرمائی زیتون کے درختوں سے بھرا ہوا ہے۔ بیت اللحم اور الخلیل کے درمیان بیت جالہ بستی قبیلہ مخینب نام کی آبادیاں پڑیں جو کچھ تھوڑے فاصلہ پر ہیں۔ الخلیل بستی بہت نورانی ہے وہاں سے آنے کو دل نہیں چاہتا۔ تمام مزارات میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر شریف بہت خوبصورت ہے۔ مسجد الخلیل کے فرش کے کنارہ پر ایک چھوٹی سی چبوتری بنی ہے۔ جس کے وسط میں پتیل کی جالی ہے۔ وہ جگہ غار میں آ رہا ہے۔ جالی سے جھلک کر دیکھا جاوے تو خوب نیچے ایک چراغ جلتا نظر آتا ہے۔ جو زیتون کے تیل سے روشن رہتا ہے۔ اوپر سے کسی ذریعہ اٹھا کر اس میں زیتون کا تیل ڈال دیتے ہیں۔ فرض کہ یہ جگہ بہت متبرک ہے۔ اَلَّذِي بَارَكَ كُنَا حَوْلَهُ كَمَا مَطَّهْرٌ هُوَ۔ ہم نے نماز عصر مسجد الخلیل میں

پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے نماز مغرب جامعہ اسلامیہ بیت اللحم میں پڑھی۔ خیال رہے کہ بستی الخلیل کو حبران کہتے ہیں۔ عربی میں رات الخلیل بھی کہتے ہیں۔ پھر ہم بعد نماز مغرب بیت اللحم سے روانہ ہوئے۔ نماز عشاء کے وقت بیت المقدس میں زاویہ ہندیہ میں پہنچ گئے۔

## ۱۳ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۴ مئی ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج شب کو عشاء کے وقت ہم بیت المقدس پہنچے۔ وسط شہر میں زاویہ ہندیہ کے نام سے ایک مسافر خانہ ہے۔ جس کے منتظم شیخ منیر اور ان کی والدہ بی بی مریم ہیں۔ شیخ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بہت اخلاق سے پیش آئے۔ فی چارپائی دو روپیہ یومیہ کے حساب سے ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا۔ جس میں چار پاٹیاں مع بستر نرم و گرم و مع لحاف نہایت صفائی سے بچھی ہوئی ہیں۔ بجلی و پانی کا اچھا انتظام ہے یہاں بہت سردی ہے ہم لحاف اوڑھ کر سوئے صبح بعد نماز فجر ناشتہ کیا۔ اور زیارات کو روانہ ہو گئے۔

## بیت المقدس

اس شہر کا انگریزی نام یروشلم ہے۔ اور یہاں کے لوگ اسے قدس کہتے ہیں۔ یہ شہر بڑا پرانا ہے۔ یہاں بہت سی زیارات گاہ ہیں۔ زاویہ ہندیہ سے بازار بہت قریب ہے اور وسط شہر میں مسجد اقصیٰ واقع ہے۔ اللہ اکبر مسجد ہے۔ کہ قدرت خداوندی کا نمونہ ہے۔ بادار کے بائیں ہاتھ بہت مضبوط دروازہ ہے۔ یہاں صد ہا کارین زائترین کی کھڑی ہے اندرون دروازہ دور تک عظیم الشان بازار ہے۔ اس بازار سے ہم گذر رہے تھے کہ ہم کو علامہ جمیل جو مسجد اقصیٰ کے خطیب و امام ہیں۔ مل گئے۔ ان سے ہم کو بہت معلومات حاصل ہوئیں۔ کئی دروازے گذر کر مسجد اقصیٰ اور سامنے صحنہ شریف کی اعلیٰ عمارت نظر آئی۔ دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلا اللہ اکبر مسجد اقصیٰ بہت وسیع اور عالی شان عمارت



ہے۔ جس کی چھت بے مثال ہے۔ جانب جنوب قبلہ ہے۔ محراب کے متصل بارہ میٹر میوں کا منبر ہے یہ عمارت عبد الملک ابن مروان اور اس کے بیٹے ولید ابن عبد الملک نے بنوائی ہے اصلی مسجد اقصیٰ اس کے نیچے ہے۔ جو اب زمین معلوم ہوتی ہے ہم نے یہاں محراب وغیرہ میں نوافل پڑھے۔ منبر پر چڑھ کر دیکھا بہت وسیع مسجد ہے۔ بعد نوافل ہم کو شیخ الخلیل انصاری اور شیخ الجود انصاری نے جو مسجد اقصیٰ کے مزدورین ہیں۔ ان بزرگوں نے ہم کو زمین کے اہل سے جا کر اصل مسجد اقصیٰ دکھائی جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنابت سے تعمیر کرائی ہے۔ یہ بھی بہت شاندار اور وسیع مسجد ہے۔ اس جگہ حسب ذیل چیزیں ہیں۔ جن کی زیارات کیں محراب مریم جہاں ذکر یا علیہ السلام نے حضرت مریم کو پرورش کے لیے رکھا تھا اور جہاں ادن پر جنتی میوے آئے تھے۔ جہاں آپ نے بھی علیہ السلام کے پیدائش کے لیے دعائیں فرمائیں یہ محراب مشرق دیوار میں واقع ہے۔ دوسرے محراب داؤد جہاں حضرت داؤد عبادت فرماتے تھے اور یہ محراب جنوبی دیوار میں محراب مریم سے بالکل قریب ہے۔ محراب النبی یہ محراب داؤدی محراب سے غربی جانب کچھ فاصلہ پر ہے اور ان محرابوں سے نسبتاً کچھ اونچی ہے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب حضرات انبیاء اکرام کی امامت فرمائی۔ ہم نے یہاں ہر جگہ نوافل پڑھے لوگ محراب مریم پر اولاد کے لیے اور محراب داؤد میں وسعت علم کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ پھر ہم اوپر آئے۔ اوپر کارنگ سنہرا ہے۔ اس میں چند دروازے ہیں۔ ہم مشرقی دروازے سے داخل ہوئے۔ اندرون عمارت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ صخرہ کی چھت ایسی خوبصورت نقشین ہے۔ جیسے زری کے کلاء کا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اس سے بھی اعلیٰ ہے۔ جس میں پہاڑ نما بڑا پتھر ہے جس کے آس پاس نہایت خوبصورت لکڑی کا کٹھرا ہے۔ اس کٹھرے میں ایک جانب چھوٹا سا قبہ ہے۔ جس میں اوپر تو حضور کا بال شریف نیچے قدم شریف ہے یہ جگہ ۲۷ رمضان کو زیارت کے لیے کھولی جاتی ہے۔ دوسری جانب یہاں بھی محراب داؤد ہے۔ جہاں داؤد علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے۔ صخرہ شریف کے دیوار میں

سورۃ ط شریف نہایت خوبصورت لکھی ہوئی ہے اس جگہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لیے آسمان پر روانہ ہوئے۔ صخرہ شریف کی زیارت مسلمان عیسائی اور یہودی سب ہی کرتے ہیں۔ یہاں جب بجلی روشن کی جاتی ہے تو چھت کا عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ اس جگہ کو لوگ تخت رب العالمین بھی کہتے ہیں۔ جو پہاڑ نما پتھر اس کے وسط میں ہے۔ اسے صخرہ معلقہ کہا جاتا ہے۔ ہم نے یہاں دعائیں مانگیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم قید خانہ جنات میں گئے جو صخرہ سے غربی جانب ہے۔ یہاں بیرونی عمارت ہے اس کے اندر ایک دووازہ چبوترہ سا ہے جس پر سبز غلاف ہے۔ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہے۔ جہاں آپ جلوہ گر ہوتے تھے یہاں شیشے کا صحن تھا۔ جسے ملکہ بلقیس پانی سمجھ کر اپنی پنڈلیاں کھولنے لگی تھی۔ اس جگہ حضرت سلیمان بوقت وفات نماز میں کھڑے ہو گئے تھے۔ یہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے۔ ہم نے یہاں فاتحہ پڑھی۔ یہاں سے فارغ ہو کر حرم شریف کی حدود سے باہر گئے۔ وہاں حضرت مریم کی قبر شریف کی زیارت کی۔ دیوار حرم اور قبر کے درمیان صرف سڑک ہے۔ یہ جگہ بہت نیچی تہ خانہ کی شکل میں ہے۔ اور بہت سی سیر پھیاں اتر کر وہاں پہنچتا ہے۔ ایک پادری وہاں موجود رہتا ہے۔ جو موم بتیاں جلا کر زائر کو دے دیتا ہے۔ ہم کو بھی دو بتیاں دے دیں۔ جن کی روشنی میں ہم تاریک بیچ دار سڑک میں داخل ہو گئے۔ بہت محنت سے قبر مریم پر پہنچے۔ وہاں ایک دیوار پائی۔ جس پر جناب مریم کا پورا فوٹو نصب ہے۔ اس جگہ دیوار سی ہے جس کے آگے محراب نما طاق ہے اس محراب میں بہت اعلیٰ موتی لٹک رہے ہیں۔ اور زیتون کے ہلکے ہلکے چراغ جل رہے ہیں۔ جن کی روشنی نہایت ہلکی دھندلی ہے ان زیارات میں ہم کو دوپہر کا وقت ہو گیا بھوک لگی تھی۔ قبر مریم سے اوپر آتے ہی تل والی روٹیاں فروخت ہوتی ملیں۔ ہم نے روٹیاں اور مونگ کی دال کی پکوڑیاں خریدیں وہاں ہی کھائیں بڑے مزے کی تھیں۔ پھر بس کے ذریعہ اپنی قیام گاہ زاویہ مصندیہ پر آ گئے آرام کر کے پھر زیارات کے لیے چل دیئے۔ اولاً مسجد سیدنا عمر پہنچے جسے یہاں جامع

عمر کہتے ہیں۔ یہ مسجد پرانے زمانہ کی تاریخی عمارت ہے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد تعمیر کرائی۔ مسجد اقصیٰ سے قریب ہی ہے اس کے ارد گرد عیسائیوں کے گھر جا ہیں۔ اس کے متصل بہت بڑا گھر جا ہے جس کی عمارت ایسی مضبوط اور عجیب ہے۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا یہ دو منزلی عمارت ہے آج چونکہ اتوار ہے اور بعد نماز عصر کا وقت ہے۔ اس لیے بالائی عمارت پر کچھ عیسائی گارہے ہیں۔ ہم کو ادھر پر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ نچلی عمارت کی سیر کی۔ یہاں سامنے ایک لمبا پتھر کا تختہ ہے۔ جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے بعد اسپر غسل دیا گیا۔ یہاں عیسائی زائرین بڑی عقیدت سے آتے ہیں۔ اس کے مشرقی جانب ایک اندھیری تہ خانہ نما عمارت ہے جہاں موم بتی کی روشنی میں جاتے ہیں وہاں برآمدے میں ایک اونچا پتھر ہے۔ جس پر شیشا چڑھا ہے۔ اور چوڑے موم بتیاں روشن ہیں۔ عیسائی بڑے احترام سے اس کی زیارت کرتے ہیں مزدور وہاں موجود ہیں۔ اس پتھر کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اس پر جناب مسیح کو صولی دی گئی۔ اس کے متصل چھوٹا سا دروازہ ہے جسے عبور کر کے اندر پہنچے۔ وہاں چھوٹی سی محراب ہے جس میں سخت اندھیرا ہے۔ محراب کے دروازہ پر زیتوں کے چراغ جل رہے ہیں۔ جن کی روشنی بہت ہلکی ہے ہم کو موم بتیاں لے کر وہاں بھیجا گیا۔ اس محراب کے اندر حضرت مسیح کا مصلوبی نوٹو ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اس جگہ جناب مسیح علیہ السلام سات دن دفن رہے پھر یہاں سے زندہ کر کے آسمان پر اٹھائے گئے۔ یہاں چھ سات آدمیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ یہاں ہم دو تین مسلمان تھے۔ باقی سب عیسائی تھے۔ جو قبر عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کر رہے تھے۔ پھر ہم وہاں سے باہر آئے تو عجیب نظارہ تھا۔ وہ یہ کہ بالا خانہ پر گانے والے عیسائی گاتے ہوئے نیچے اترے جن کے آگے ایک پادری زری کا تاج پہنے خاموش آرہا تھا۔ اس کے پیچھے یہ گانے والوں کی جماعت تھی۔ پیچھے ایک اور پادری تھا۔ جس کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ بہت سالو بان سلگایا

ہوا ہاتھ میں تھا۔ یہ گانے دلے قبرسج کے سامنے کھڑے ہو کر گانے لگے پیچھے والا پادری اندر محراب میں گیا۔ پھر دروازہ محراب پر آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کے آنے پر وہ گانے دلے خاموش ہو گئے۔ اب یہ پادری اکیلا گانے والا ان کے گیت نہ معلوم کس زبان میں تھے۔ جو ہم میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ بہت دیر یہ تماشا دیکھ کر ہم باہر آئے اور مسجد اقصیٰ گئے۔ اس بار ہم نے مولوی محمد علی جوہر مرحوم کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔ مسجد اقصیٰ کو غربی جانب صخرہ شریف سے قریب ایک طویل برآمدہ ہے۔ جس کے پیچھے دروازہ ہے اس میں کئی قبریں ہیں مگر محمد علی جوہر کی قبر ممتاز ہے۔ جالی دار کھڑکی اور جالی دار دروازہ کے اندر سوراخ ہے جس کے اوپر لکھا ہے ہندیا مجاہد اعظم محمد علی جوہر توفی یہ لندن نصف شعبان دفن فی القدس جمعہ ۵ رمضان ۱۳۳۹ء اور ایک گوشہ میں لکھا ہے خادم کعبہ۔ یعنی یہ قبر خادم کعبہ مجاہد اعظم محمد علی جوہر ہندی کی ہے۔ جو نصف شعبان کو لندن میں فوت ہوئے۔ اور پانچ رمضان جمعہ کے دن ۱۳۳۹ء میں قدس میں دفن ہوئے۔ عام لوگ اس قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ ہم نے بھی فاتحہ پڑھی۔ مزار میں بہت جا زبیت ہے وہاں سے فارغ ہو کر ہم اس پتھر شریف کی زیارت کرنے لگے۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا براق شب معراج میں باندھا گیا۔ یہ جگہ صخرہ شریف سے جانب مغرب ہے کئی میٹر چھیاں اتر کر اندر پہنچے۔ جہاں کچھ اندھیرا تھا۔ مذکور نے لیمپ جلا کر وہاں روشنی کی زمین سے قریباً دو فٹ اوپر یہ پتھر دیوار میں نصب ہے۔ جس میں سوراخ ہے اس میں پیتل کا کڑا ہے۔ جو بہت گھسا ہوا ہے۔ مزور نے ہم کو بتایا کہ یہ ہی کڑا وہ ہے۔ جس سے براق باندھا گیا۔ اور پتھر کا یہ سوراخ حضرت جبریل کے اشارہ سے ہوا وہاں نماز کے لیے چٹائیاں پڑھی تھیں۔ مگر چونکہ ہم عصر پڑھنے لگے تھے۔ اس لیے وہاں نوافل نہ پڑھ سکے۔ دعائیں مانگیں۔ مزور نے ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھوایا۔ اب ہم وہاں سے فارغ ہو کر مسجد اقصیٰ کے طہارت خانوں میں گئے۔ جو مسجد اقصیٰ کے بالکل قریب جانب مغرب ہیں۔ سولہ پانچاں مردوں کے

لئے ہیں سولہ عورتوں کے لیے جنکی جگہ علیحدہ ہے۔ پھر ہم نے صحن میں آکر وضو کیا جہاں چھوٹا سا حوض ہے۔ حوض کے وسط میں پتھر کا بڑا سا پیالہ بنا ہے حوض کے ارد گرد ٹوٹیاں لگی ہیں اور پتھر کی آرام کرسیاں وضو کے لیے نصب ہیں بعد وضو ہم مسجد اقصیٰ میں منبر کے پاس صف اول میں آ بیٹھے نماز مغرب کا انتظار کرنے لگے آخر کار موذن کی اذان کے وقت تک بعض لوگ قرآن خوانی کرتے رہے۔ موذن دارھی منڈائے، کوٹ پتلون پہنے، ننگے سر آئے تکبیر کہی۔ امام صاحب کی شخصی دارھی تھی مطابق مذہب مالکی نماز پڑھائی۔ صرف تین صف پیچھے تھیں۔ باقی تمام حرم خالی تھا۔ یہاں حرمین شریفین کی شان کا پتہ لگا کہ وہاں نمازیوں کو سارے حرم میں جگہ نہیں ملتی مگر مسجد اقصیٰ میں جگہ کو نمازی نہیں ملتے۔

## بیت المقدس کے موجودہ حالات

اس وقت بیت المقدس بہت خطرات سے گھرا ہوا ہے اس لیے کہ اس کے دو حصے کر دیے گئے۔ آدھا شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ آدھے پر یہود کی حکومت ہے۔ ہر وقت خطرہ ہے۔ اسلامی علاقہ میں عیسائی بہت کثرت سے ہیں۔ جو مسلمانوں کے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ مگر ان دونوں قوموں کی آپس میں پھیڑ پھاڑ نہیں۔ مسلمانوں پر مغربیت بہت غالب ہے۔ عورتیں ننگے سر رانوں تک ننگی مردوں کے ساتھ شانہ بہ شانہ پھرتی ہیں۔ یہاں کی عربی حجازی عربی سے کچھ مختلف ہے مشکل سے سمجھ میں آتی ہے انگریزی زبان عام مروج ہے کچھ انگریزی جانتا اور بے تکلف بولتا ہے۔ عموماً لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔ یہاں کے لوگ بہت خوبصورت خوش اخلاق ہیں۔ پاکستان سے بہت محبت کرتے ہیں۔ یہاں شراب عام ہے یہاں کے سکے حسب ذیل ہیں۔ فلس، یعنی، پیسہ قرش یعنی دس فلس (پیسہ) نصف قرش یعنی پانچ فلس۔ سو فلس، یعنی دس قرش۔ دینار یعنی ہزار پیسہ کا دینار ہے۔ چیزیں بہت گراں ہیں ہم زاویہ ہندیہ میں دو روپیہ یعنی دو سو فلس روز فی

کس کے حساب سے ٹھہرے۔

## ۱۲ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۵ مئی ۱۹۶۴ء دو شنبہ

ہم نے کل بیت المقدس سے دمشق جانے کے لیے کار کے ٹکٹ خرید لیے تھے بحساب ایک دینار سو فلس فی ٹکٹ اگرچہ ہمارا ٹکٹ ہوائی جہاز کا تھا مگر ہم نے یہ سفر ترک کر دیا۔ کار کا سفر اختیار کیا۔ اور صبح بعد نماز فجر سوانو بجے پاکستانی ٹائم سے روانہ ہو گئے۔ کار نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ راستہ میں ثعلبہ جرش، رمتہ، ودر بستیاں ملیں جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آباد ہیں۔ بستی رمتہ فلسطین کی سرحد پر ہے درعا شام کی پہلی بستی ہے۔ جہاں شامی کسٹم چوکی ہے۔ یہاں اس قدر سخت تفتیش ہوئی۔ کہ خدا کی پناہ ہر چیز کھول کر دیکھی گئی۔ اور ہم سے سب سے ہونے کی پروں مصلے رومالوں کا بھی ٹیکس مانگا گیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وصول نہ کیا گیا درعا سے دمشق تک، جگہ پاسپورٹ دیکھے گئے۔ دمشق کے قریب ایک پہاڑ دیکھا گیا جو برف سے ڈھکا ہوا ہے اس کا نام جبل ایشخ ہے۔ یہاں سے نہرا دون نکلتی ہے۔ اور قریباً ڈھائی بجے دوپہر پاکستانی ٹائم سے ہم دمشق پہنچ گئے۔ اور کار کے اڈے کے قریب خندق جمہوریہ ہوٹل میں مقیم ہو گئے۔ یہاں فی کس تین لپیر لومیہ اشامی روپیہ کے حساب سے بہت شاندار کمرہ کرایہ پر ملا۔ آج ہم چونکہ تھکے ہوئے تھے اس لیے کسی زیارت کے لیے نہ جاسکے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے مدینہ منورہ سے ہم کو دستی خط بنام عبدالصمد صاحب افغانی کے لیے دیا تھا۔ جن کی دوکان شارع خالد ابن ولید میں ہے ان سے پہلے دمشق میں پہنچ کر ہمارا دل اس قدر گھبرایا کہ پناہ بخدا۔ وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب عاصمی مقیم راولپنڈی نے فرمایا کہ چونکہ اہل بیت اطہار کا لٹا ہوا قافلہ قید کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ اور دمشق ہی خرید کا پایہ تخت تھا۔ اس لیے اس کا اثر ہمارے دلوں پر پڑنا ہے۔ یہ سنتے ہی ہمارے سامنے اہل بیت اطہار کے قید کا تمام نقشہ آگیا اور آنکھوں سے بھڑکی لگ گئی۔



جب خوب جی بھر کر روئے۔ اور اہل بیت اطہار کی فاتحہ پڑھ لی۔ تب دل میں کچھ سکون ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ رات کو نیند آگئی۔

## ۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۶ مئی ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ جناب محترم عبدالصمد صاحب افغانی نماز اشراق پڑھتے ہی شارع خالد ابن ولید سے تشریف لے آئے۔ اور بولے کہ چلئے آپ کو زیارات کرائیں۔ کراہیہ کی کار ساتھ ہے۔ چنانچہ ہم مع اہلیہ اور رفیق سفر الحاج نعمت اللہ صاحب عاصمی ان کے ساتھ روانہ ہو گئے شہر کی سیر کرتے ہوئے محلہ صالحیہ، شارع بغداد ہوتے ہوئے اولاً مولانا خالد غوث دمشق کے مزار پر پہنچے۔ جو محلہ کراہ میں واقع ہے۔ بہت بلندی پر ہے۔ یہاں سے تمام دمشق نظر آتا ہے۔ یہاں سے چہل ابدال کا پہاڑ بھی دکھائی دیتا ہے آپ مع اپنی اولاد کے یہاں مدفون ہیں۔ برابر میں مسجد ہے۔ اور حلقہ ذکر کی جگہ ہے۔ جہاں علماء دمشق ہر پیر کو جمع ہو کر ذکر نقش بند یہ کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے محلہ صالحیہ میں واپس آئے۔ وہاں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ مسجد میں مزار ہیں۔ ہر طرف جالی والا کٹھنرا ہے نیچے تہ خانہ کی شکل میں پھر آپ کے صاحبزادے عبدالقادر الجزائری کے مزار پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھ کر چلے کچھ آگے جا کر حضرت شاہ عبدالغنی نابلسی اور ان کے فرزند مصطفیٰ نابلسی کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جو یہاں سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ وہاں سے قریب محلہ براء مکہ میں سلطان سلیم کے مزار پر حاضر ہوئے۔ پھر دمشق کے قبرستان میں گئے۔ جہاں بی بی سکینہ، زینب، اور ام کلثوم حضرت امام حسین کی صاحبزادیوں کا مقبرہ ہے وہاں پہنچ کر واقعہ کربلا اور حضرت سکینہ کا قید میں رونا یاد آ گیا۔ بہت ہی رقت طاری ہوئی دو رکعت نماز ادا کی۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آگے بڑھے۔ اسی قبرستان میں یہاں سے قریب ہی حضرت بلال حبشی مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ دونوں مزارات متصل واقع ہوئے ہیں۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ بہت سرود حاصل ہوا۔ اسی قبرستان کے بالمقابل سڑک کے دوسرے کنارہ پر بہت بڑا قبرستان ہے جہاں بہت سے اہل بیت رسول اللہ مدفون ہیں۔ ان کے مزارات پر ایک بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔ مگر ان مدفونین کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ وہاں فاتحہ پڑھی پھر یہاں سے حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا جو حضرت امام حسین کی بڑی بہن ہیں۔ ان کے مزار شریف پر روانہ ہو گئے۔ مزار شریف دمشق سے دس کلو دور ہے راستہ میں غوطہ مقام ملا۔ جوزیتوں کے باغات سے پر ہے بہت سرسبز ہے۔ پھر حضرت زینب کے مزار مقدس پر پہنچے۔ یہاں بہت وسیع اور شاندار قبہ بنا ہوا ہے۔ اور اس مزار کی وجہ سے یہاں اچھی خاصی آبادی ہو گئی ہے اس آبادی کا نام محلہ سبطیہ ہے۔ شاید سبط رسول سے ماخوذ ہے۔ بڑا وسیع احاطہ ہے درمیان احاطہ میں حضرت زینب کا قبہ واقع ہے۔ دروازہ پر چوٹرفہ چاندی کی جالی کا مضبوط کٹھرا ہے۔ اندر ایک اور خوبصورت جالی ہے۔ یہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ ہم نے نوافل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آپ وہ ہی زینب بنت علی ہیں۔ جو کربلا معلیٰ سے بعد شہادت حضرت امام حسین کا لٹا ہوا قافلہ لے کر دمشق آئیں۔ آپ نے ہی حضرت امام حسین کے بعد شہادت رفقاء گھوڑے پر سوار کیا۔ یہاں حاضر ہوتے ہی یہ تمام واقعات سامنے آ گئے۔ بہت رقت طاری ہوئی۔ اس قبہ کے دروازہ پر ہر طرف اہل بیت اطہار پر سلام لکھے ہوئے ہیں وہاں قریباً آدھ گھنٹہ قیام کیا۔ پھر دمشق کو واپس آئے۔ راستہ میں حضرت مقداد ابن اسود اور حضرت ابی ابن کعب صحابہ کے مزارات پر حاضری دی فاتحہ پڑھی۔ پھر حضرت خولہ بنت اذور رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔

شہر کے کنارہ پر ہے۔ شہر میں داخلہ پر حضرت رقیہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ چھوٹی سی قبر نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔

پھر شہر میں پہنچے۔ یہاں سوق حمید یہ کے آخری کنارہ پر جو چھتا ہوا بازار ہے۔ جامع اموی بنی امیہ کی بہت شاندار مسجد ہے۔ جس کے بہت سے دروازے ہیں۔ بہت وسیع عمارت ہے۔ ساری مسجد میں اعلیٰ درجہ کے قالین بچھے ہیں۔ وہاں پہنچے۔ اس مسجد کے اندر محراب کے قریب شاندار قبہ ہے۔ جس کا گنبد مسجد کے اندر ہے اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔ یہاں دو رکعت نفل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی دعائیں مانگیں۔ اس سے قریب ہی سلطان صلاح الدین کا مزار ہے جو جامعہ اموی سے متصل ہے۔ مگر باہر ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ اس کے شرقی جانب سجن اہل بیت ہے۔ جہاں واقع کربلا کے بعد حضرات اہل بیت کا قیدی قافلہ ٹھہرایا گیا۔ اس کے قریب ہی یزید کے دار الحکومت کی جگہ ہے۔ یہاں حضرت حسین کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا۔ عجیب منظر ہے :-

کچھ آگے جا کر سلطان نور الدین کا مزار پرانوار ہے۔ یہ نور الدین وہ ہی سلطان ہیں۔ جنہوں نے ان عیسائیوں کو پھانسی دی تھی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر انور کی طرف سرنگ لگا رہے تھے۔ نہایت ناپاک ارادہ تھا۔ انہیں سلطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں خبر دی تھی۔ پھر انہیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے ارد گرد پانی کی تہ تک سیسہ پگھلا کر بھر دیا۔ یہاں سے جامعہ ابوالدرداء پر گئے۔ یہاں کے متعلق مشہور یہ ہے۔ کہ حضرت ابوالدرداء کی قبر شریف اس جگہ ہے۔ واللہ اعلم۔ مسجد اچھی خاصی ہے۔ جو صاحب دمشق کی حاضر ہیں۔ وہ ان مقامات کی زیارات ضرور کریں۔ یہاں کار اور ایک مزدور ضرور ساتھ لینا پڑتا ہے۔ دمشق میں بھی یزید مردود کی قبر ہے۔ جہاں ایک شخص نے سیسہ پگھلانے کی بھی بنا رکھی ہے۔ یعنی اس قبر کے اوپر بھی آگ ہے۔ اندر بھی آگ ہی ہوگی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مزار بھی دمشق میں ہی ہے۔ یہاں ہم کو اجنبیت سے بہت دشواریاں پیش آئیں۔ یہاں کے لوگ بہت بے رخص ہیں۔ خصوصاً ہمارے ہوٹل کا منتظم کاظم ہندی ہم سے اس لئے ناراض ہے

کہ ہم نے اس کے ساتھ زیارات نہ کیں۔ وہ ہم سے فی کس پانچ لیرے یعنی تینوں کے پندرہ لیرے مانگتا تھا۔ ہم نے جامعہ امیہ پر ٹیکسی چھوڑی اس کا کرایہ گیارہ لیرے ادا کیا۔ پھر ہوائی جہازوں کے دفتر گئے۔ وہاں بغداد شریف کے لیے دو سیٹ ریزرو کر آئیں۔ اور ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب نے استنبول کے لیے ہوائی جہاز سے روانگی کی نیارسی کی پھر ہم کو حضرت الحاج عبدالصمد افغانی صاحب اپنی دوکان واقع جامع خالد ابن ولید میں لے گئے اور ہم دونوں کی دعوت کی۔ جس میں زیتون کا اچار، شام کا شہد اور شامی کھانے تھے شامی شہد میں عنبر کی سی خوشبو آتی ہے۔ پلاؤ عجیب قسم کا تھا۔ عربی پھول کی وال کا پلاؤ تھا۔ اور اس میں قیمہ پڑا ہوا تھا۔ اچھا لذیذ تھا۔ اپنی گھر کی مرغیوں کے انڈے تھے۔ جو ہمارے ہاں کی بطخ کے انڈوں کی طرح تھے۔ بعد عصر ہم نے وہ پہاڑ بھی دیکھا۔ جس کی چوٹی پر قتل ہابیل کی جگہ ہے۔ اسی پہاڑ پر چالیس ابدال کے مصلتے ہیں۔ یہ پہاڑ ہمارے جمہوریہ ہوٹل سے بالکل قریب ہے سامنے نظر آتا ہے۔

## ۱۴ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج صبح چھ بجے ہمارے رفیق سفر الحاج نعمت اللہ صاحب عاصمی استنبول روانہ ہو گئے۔ وہ انشاء اللہ پرسوں جمعہ کو بغداد شریف واپسی پہنچیں گے ہم بھی انشاء اللہ آج شام کو بعد عصر بغداد شریف روانہ ہو رہے ہیں۔ ملک اور سیٹ کا انتظام ہو چکا ہے۔ اور آج رات انشاء اللہ بغداد شریف میں آئے گی۔

## مشق کے موجودہ حالات

مشق ملک شام کا پایہ تخت ہے۔ یہ بہت ہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ جو علاقہ ہم نے دیکھا ہے۔ وہ فلسطین واردن سے زیادہ سرسبز و شاداب

ہے۔ حدود شام میں داخل ہوتے ہی تا حد نظر سبزہ نظر آنے لگا۔ یہاں پھل بہت زیادہ اور سستے ہیں۔ چنانچہ ایک لیرے کا ایک کلو لوکاٹ ملتا ہے۔ مگر لوکاٹ ایسے شیریں کہ ایسے لوکاٹ آج تک نہیں رکھائے۔ گیارہ آنہ کلو اعلیٰ درجہ کے شیریں سیب ملتے ہیں۔ جو نہایت خوشبودار بہت نرم بہت میٹھے ہیں دیگر پھل کا ابھی موسم نہیں ہے۔ یہاں کا لباس عموماً انگریزی ہے۔ مگر یہاں کے باشندے انگریزی بہت کم جانتے ہیں۔ یہاں تاریخ دماہ فرنیچ کا چلتا ہے۔ چنانچہ آج ۲۷ مئی ۱۹۴۵ء ہے۔ مگر جب ہم نے ہوٹل کابل دیا۔ تو ہوٹل والوں نے ۱۴ اپریل ۱۹۴۵ء کی تاریخ ڈالی۔ یہاں بمقابلہ پاکستان کے انڈیا کا پیر و پیگنڈا زیادہ ہے۔ ہم نے کئی جگہ انڈیا کے سائٹ بورڈ لگے دیکھے۔ مگر مسلمانوں کو عموماً پاکستان سے محبت ہے اہل شام ہم سے بہت محبت سے پیش آئے۔ یہاں کے لوگ بااخلاق ہیں ہم نے جب کسی سے کسی جگہ کاراستہ پوچھا۔ تو اگر وہ جگہ زیادہ دور نہ تھی۔ تو وہ ہم کو خود اسی جگہ پہنچا آیا۔ یہاں حکومت اور عوام میں کچھ کشمکش سی معلوم ہوتی ہے لوگ عموماً حکومت سے شاکی پائے گئے۔ یہاں کے دوکاندار اکثر چیز میں دھوکا کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی شراب و جوعام ہے۔ یہاں کے سکتے عجیب قسم کے ہیں ایک پیسہ کو قرش کہتے ہیں۔ سو قرش کا ایک لیر۔ دس لیرے کا ایک پونڈ نصف لیرے ربع لیرے پانچ دس ڈھائی لیرے ایک قرش کے بھی سکے ہیں پاکستانی سو روپیہ کے ۲ لیرے ملتے ہیں۔ ہم بعد نماز عصر اپنے ہوٹل سے بذریعہ کار ہوائی اڈہ کے دفتر پر گئے جسے یہاں مکتب المخطوط الجویہ کہتے ہیں۔ سات بجے شام وہاں سے مکتب کی بس ملی۔ جس سے ہم مطار یعنی ہوائی اڈہ پر آ گئے۔ یہاں علیحدہ علیحدہ فارم پر گئے۔ نوبے شب کو دمشق سے ہوائی جہاز نے پرواز کی راستہ میں ہم کو بہت پر تکلف کھانا دیا گیا۔ پورے دو گھنٹہ میں یعنی گیارہ بجے پاکستانی ٹائم سے اور ایک بجے شب عربی ٹائم سے ہم بغداد شریف کے ہوائی اڈے پر پہنچ گئے۔ یہاں ہوائی جہاز میں ہی ہم سے پاسپورٹ لیے گئے مسافر

خانہ میں ہم پہنچے۔ تو ہمارا سامان بھی آگیا۔ بہت سخت تفتیش شروع ہوئی لوگوں کے روپیہ جیب سے نکلوا کر دیکھے گئے۔ مگر حضور غوث پاک کی خاص کرامت ہم پر یہ ظاہر ہوئی کہ ہم سے کسی قسم کی کوئی تفتیش نہ کی گئی۔ ہم سے کہہ دیا جاؤ ہم سیدھے مطار سے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ چھوڑ ہم یعنی تین سو فلس میں ٹیکسی لی۔ یہاں دروازہ بند ہو چکا تھا۔ ڈرائیور نے ہم سے کہا کہ کس ہوٹل میں آپ کو پہنچا دوں۔ ہم نے کہا کہ حضور غوث پاک کا دروازہ اور یہاں کی خاک ہوٹلوں کی آرام دہ بستروں سے افضل ہے چنانچہ ہم نے دروازہ شریف پر ہی بستر جھادیا۔ اور وہاں ہی نماز عشاء ادا کی۔ مگر آج کی عشاء میں ایسا سرد اور ایسی رقت ایسا دلولہ رہا۔ جو اس سے پہلے بہت کم نصیب ہوا ہوگا۔ بار بار خیال آتا تھا کہ آج ہم فقیر کریم ابن کریم کے دروازہ پر حاضر ہیں اور حضور غوث پاک کا یہ فرمان زبان پر جاری تھا۔

## قف عند بابی اذا نسید کل باب

جب سارے دروازے بند ہو جاویں۔ تو میرے دروازہ پر آؤ۔ دل کہتا تھا کہ یہ اس غوث کا دروازہ ہے۔ جس نے چور کو بہ یک نظر قطب بنا دیا نماز عشاء سے فارغ ہو کر دو رکعت نفل ہر رکعت میں گیارہ بار قل ھو اللہ شریف پڑھی۔ جس کا ثواب سرکار بغداد کی بارگاہ میں ہدیہ کیا۔ آج کی یہ رات بھی ہماری زندگی کی تاریخی رات ہے۔ ڈھائی گھنٹہ بعد یعنی پاکستانی ساڑھے چار بجے دروازہ کھلا۔ ہم دروازہ کھلتے ہی اندر حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ صحن مسجد دوزویہ بلیوں کی قطار نمازیوں کی چہل پہل تہجد کی تیاری وہ لطف دے رہی تھی۔ کہ بیان نہیں ہو سکتی ایک صاحب نے لاؤڈ سپیکر پر تلاوت قرآن مجید شروع کر دی۔ بعد تلاوت صلوٰۃ والسلام الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدہ یا رسول اللہ وغیرہ پڑھتے رہے۔ اذان فجر تک یہ سلسلہ رہا۔ بعد میں اذان فجر ہوئی۔ اذان ہوتے ہی



شوافع کی جماعت ہوئی۔ ایک گھنٹہ کے بعد احناف کی جماعت ہوئی شوافع کی جماعت ابراہیم ملائی نے پڑھائی اور احناف کی جماعت محمود بلوچستانی نے یہ دونوں حضرات مدرسہ غوثیہ واقع درگاہ شریف کے طالب علم ہیں۔

۷ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج صبح سویرے بعد نماز فجر ہی ہم حضرت شیخ سلیمان واعظ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت میں ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا خط پیش کیا۔ آپ خود تو نابینا ہو چکے ہیں۔ اپنے خادم احمد سے آپ نے وہ خط پڑھوایا۔ مضمون سن کر ہم پر بہت مہربان ہو گئے۔ ہمارا سارا ان اپنے کمرے میں رکھوا لیا۔ اور ہم سے فرمایا۔ کہ تم رات بھر جاگے ہو۔ ہمارے بستر پر سو جاؤ۔ چنانچہ ہم سو رہے۔ کچھ دیر بعد ہم کو اٹھا کر ناشتہ کرایا۔ بعد نماز ظہر کھانا کھلایا۔ اور حضرت عبدالقادر اور گیلانی جو یہاں چاؤش کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ بہت کوشش کر کے ان سے ہم کو اوپر ایک وسیع کمرہ دلوا لیا۔ جس میں گنڈی قفل کچھ نہ تھا۔ اپنے ایک دوست الحاج صلاح الدین صاحب کو ٹیلی فون سے کہا کہ ہمارے ایک مہمان آئے ہوئے ہیں۔ انہیں زیارات کرانی ہیں۔ آپ اپنی کار لے کر آئیں۔ چنانچہ وہ مغرب سے کچھ پہلے اپنی کار لائے۔ اور ہم کو زیارات کرانے لے گئے۔ سب سے پہلے ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر گئے۔ جو محلہ باب الشیخ سے قریباً ۸ کلو دور ہے۔ وجہ کے پل کے اس ہی طرف واقع ہے۔ اس محلہ کا نام اعظمیہ ہے۔ اور یہاں کے باشندوں کو اعظمین کہتے ہیں۔ وقت مغرب قریب ہے۔ امام اعظم کا مزار پر انوار دیکھ کر حیرت ہو گئی۔ لب سڑک کمان نما دیوار ہے۔ تین کمانیں بہت شاندار ہیں۔ اندر وسیع صحن ہے۔ جس کے کنارے پر بہت شاندار ٹاور لگا ہے۔ جو بہت اونچا ہے اس میں چوٹرف گھڑیاں نصب ہیں۔ جو دور سے نظر آتی ہیں۔ دوسرے کنارہ پر منار

ہے۔ جس پر گول دائرہ کی شکل میں ٹیوبیں نصب ہیں۔ مینار کی کلفی پر نیلی ٹیوبوں سے بہت جلی حروف میں اللہ بنایا گیا ہے۔ اس دائرہ کی اور اس نقش کی روشنی سے دل منور، ایمان تازہ ہوتا ہے۔ کئی دروازے طے کر کے امام اعظمؒ کے مزار تک پہنچنا ہوتا ہے۔ مزار پر انوار کے ارد گرد چاندی کا کٹہرا ہے۔ جس میں امام اعظمؒ کی قبر شریف واقع ہے۔ یہ قبر انور جس ہال کمرے میں ہے۔ وہ کمرہ بہت وسیع اور بہت خوبصورت ہے۔ کیوں نہ ہو کہ یہ امام الاٹمہ کاشف الغمہ۔ سراج الامت امام اعظمؒ کا مزار عالی ہے۔ یہ مزار قبول دعا کے لئے اکسیر ہے۔ اس مزار پر حضرت امام شافعیؒ اپنی حاجت روائی کے لئے آتے ہیں قبر انور میں ایسی جاذبیت و کشش ہے کہ وہاں پہنچ کر ہٹنے کو دل نہیں کرتا۔ زائرین کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ کسی عالم کی قبر شریف اس قدر شاندار اور مرکز انوار مرجع خلائق میں نے نہ دیکھی تھی۔ فاتحہ پڑھی۔ وقت کم تھا۔ بادل ناٹواستہ بعد فاتحہ و دعا روانہ ہوئے۔ برابر میں بائیں جانب ایک قبرستان ہے۔ اس کے آخری کنارہ پر حضرت شبلی رحمۃ اللہ کا مزار شریف ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ کہ امام اعظمؒ کے مزار پاک پر مغرب کی اذان ہوئی۔ ہم جلد ہی امام اعظمؒ کے مزار پر پھر پہنچے۔ الحمد للہ باجماعت نماز پڑھی۔ بہت بڑی بڑی سات صفیں تھیں۔ سب نمازی حنفی تھے۔ بعد مغرب ہم دجلہ کے پل پر گئے۔ اس پل کو اب حسراٹمہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد اسی کنارہ پر حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کا مزار شریف تھا۔ جو اب دریا کے نیچے آ گیا ہے زیر آب ہے۔ بلکہ بہہ چکا ہے۔ اس کنارہ امام اعظمؒ دوسرے کنارے امام ابو یوسفؒ اور امام موسیٰ کاظم امام محمد جواد ابن امام رضا کے مزارات ہیں۔ اس لئے اس کو حسراٹمہ یعنی اماموں کا پل کہا جاتا ہے۔ ہم یہاں سے آگے بڑھے۔ دجلہ کا پل پار کیا تو سامنے کاظمین شریف ہے۔ سبحان اللہ عجیب عمارت اور عمارت پر عجیب روشنی ہے آج چونکہ جمعہ کی رات ہے۔ اس لئے ہجوم زائرین بے پناہ ہے۔ عورتوں مردوں کے اڑدھام ہے۔ تل وھرنے کی جگہ نہیں۔ اس عمارت کے چار مینارے دو

سنہرے گنبد ہیں۔ اندر تمام دیواروں اور چھتوں میں شیشے نصب ہیں۔ بہت اعلیٰ درجہ کی روشنی ہے۔ چھت اور دیوار میں جگمگا رہی ہیں۔ قبرانورد کے ارد گرد سنہری جالیوں کا احاطہ ہے۔ جس کے آس پاس لوگ کھڑے ہوئے فاتحہ خوانی کر رہے ہیں۔ دیواروں سے تسبیح، رومال ٹوپیاں مس کرتے ہیں۔ بمشکل تمام ہم اندر پہنچے۔ پھر باہر نکلنا مشکل ہو گیا۔ ان قبور کے باہر نصیر الدین طوسی شیعہ کی قبر ہے۔ جس پر شیعہ فاتحہ و سلام پڑھ رہے ہیں۔ کل قبور یہاں تین ہیں۔ امام موسیٰ کاظم اور امام محمد جواد ابن امام رضا۔ اندرونی حصہ میں اور پھر نصیر الدین طوسی شیعہ باہر حصہ میں دعا و سلام کے وقت کان پڑی۔ آواز سنائی نہیں دیتی۔ ہم فاتحہ پڑھ کر بمشکل آگے نکلے تو یہاں سے بائیں طرف اس احاطہ میں حضرت امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ کا مزار ہے۔ وہاں پہنچے۔ یہاں شاندار مسجد ہے۔ اور مسجد سے بائیں جانب حضرت امام ابو یوسف کے مزار کا قبہ ہے۔ مسجد میں تو روشنی ہے۔ مگر قبہ انور میں اندھیرا تھا۔ بجلی خراب ہو گئی تھی۔ مگر کچھ باہر سے روشنی آرہی تھی۔ فاتحہ پڑھی۔ پھر امام و خطیب سے ملاقات ہوئی۔ خطیب صاحب کا نام شریف سید احمد ابن ابراہیم ہے۔ عالم ہیں متقی ہیں۔ مگر داڑھی منڈاتے ہیں۔ جو یہاں عام ہے۔ مسجد سے متصل ایک کتب خانہ ہے جسے مکتبہ ابو یوسف کہا جاتا ہے۔ اسکی سیر کی بہت حضرات نے اس کتب خانہ کی ملاحظہ بک میں اپنے معائنہ لکھے تھے۔ ہم سے بھی امام صاحب نے معائنہ لکھوایا۔ اس محلہ کا نام کاظمیہ ہے۔ نماز عشاء یہاں جامعہ ابو یوسف میں ہی پڑھی۔ بعد عشاء پھر امام صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے خیال رہے کہ امام اعظم کے مزار پاک سے متصل ہی کلبہ اسلامیہ ہے۔ جہاں عورتیں تعلیم کے بہانہ آتی ہیں۔ اور عربیاتی کے پروگرام پورے کرتی ہیں۔ اس سے بہت افسوس ہوا۔ پھر بعد میں ہم باب الشیخ درگاہ غوثیہ شریف میں پہنچ گئے۔

## ۱۸ محرم ۱۳۸۲ھ ۲۹ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج صبح ہی ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ عاصمی صاحب استنبول سے یہاں پہنچ گئے۔ ہم کو درگاہ شریف کی طرف سے ایک وسیع کمرہ دے دیا گیا۔ جس کے دروازہ میں زنجیر نہ تھی۔ ہم نے خود بازار سے خرید کر زنجیر لگائی۔ تھوڑی دیر کے بعد چاؤش عبدالقادر صاحب کی طرف سے ورویش عبدالغفور صاحب نے نذرانہ کا تقاضا کیا۔ اور کہا کہ ایک دینار نذرانہ پیش کرو۔ ہم چاؤش صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر انہوں نے قبول سے انکار کر دیا۔ فرمایا بکرہ انشاء اللہ یعنی کل لیں گے۔ پھر عبدالغفور صاحب پیغام لائے کہ دو دینار دو۔ ہم اس پر بھی راضی ہو گئے۔ مگر پھر پیغام آیا کہ پانچ دینار آج شب تک دو۔ ورنہ کسی ہوٹل میں چلے جاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے صرف دو تین دن قیام کر کے زیارات کرنا ہے۔ فرمایا خواہ دو دن رہو یا دو ماہ پانچ دینار یعنی پانچ پونڈ نذرانہ دو۔ بہت پریشانی ہوئی۔ سرکار غوثیہ میں عرض کیا فوراً حضور نے حاجت روائی فرمائی جیسا کہ آئندہ عرض کیا جاؤنگا۔ صبح دس بجے سے ہی اوپر عورتیں آنی شروع ہو گئیں۔ نماز جمعہ کے لیے ہم نے غسل کیا کپڑے بدلے گیارہ بجے ہی مسجد میں پہنچ گئے۔ مسجد میں جگہ نہ ملی۔ جناب غوث پاک کے حجرہ شریف کے سامنے جگہ ملی۔ یہاں روضہ شریف کے داہنے ہاتھ دو مسجدیں ہیں۔ متصل میں ایک مسجد شافعی دوسری مسجد حنفی۔ مسجد حنفی بالکل متصل ہے۔ اولاً مسجد حنفی میں خطبہ و نماز ہوتی ہے۔ پھر شوافع کی نماز حنفی بہت شاندار ہوتی ہے۔ چنانچہ سوا بارہ بجے اذان خطبہ ہوئی خطیب نے خطبہ پڑھا۔ قناعت پر تقریر فرمائی۔ بڑے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر داڑھی ابھی ابھی شیوہ کر کے آئے ہیں۔ بالکل داڑھی نہیں۔ نماز جمعہ پڑھی۔ بعد میں عام ہجوم روضہ پاک میں داخل ہوا۔ بہت شاندار طریقہ سے زیارت ہوئی۔ لوگ مناقب پڑھتے تھے روتے تھے۔ زیارت کرتے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ہی درگاہ شریف میں عبدالحمید

صاحب گجراتی ہم کو تلاش کرتے ہوئے مل گئے۔ پیٹ گئے برے گھر چلو۔ ہم چاہتے ہی یہ تھے۔ وہ ہم کو روضہ پاک سے قریب ہی برفخوردار احمد حسن صدیقی ساکن کالمہ دیوان سنگھ جو منشی احمد دین صاحب کے بھانجے ہیں۔ یہاں لے آئے۔ انہوں نے ہم کو اپنے گھر بلایا۔ یہاں اور بھی گجرات کے ناظرین موجود تھے۔ بڑا سکون ہوا یہ سرکار غوث کی خاص نگاہ کرم ہوئی۔ احمد حسین اور عبدالمجید صاحب ہم کو لے کر زیارات کے لئے حاضر ہوئے۔ اس گھر سے قریب ہی سبزی منڈی ہے۔ جہاں سبزیاں اور اونٹ دہئے کا گوشت بھی فروخت ہوتا ہے۔ اس منڈی کے وسط میں حضرت شیخ سراج الدین ابو حفص عمر ابن علی مقری کا مزار ہے۔ آپ حضرت غوث پاک کے استاد ہیں۔ سامنے درگاہ شریف کے ایک چھوٹا سا میدان ہے۔ جہاں نماز پڑھی جاتی ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ وہاں سے حضرت امام غزالیؒ کے مزار انور پر حاضر ہوئے۔ حضور غوث پاک کی درگاہ شریف کے سامنے جو سڑک ہے۔ اس کے کنارے پر کچھ ہوٹل ہیں۔ اس کے کچھ آگے بڑھ کر قبرستان ہے۔ مقبرہ غزالی۔ اس قبرستان میں کھجوروں کے بہت درخت ہیں۔ وسط میں امام غزالی کا روضہ ہے۔ روضہ شریف بہت پرانا ہے۔ بندر ہوتا ہے۔ زیارات کے موقع پر مجاود کھول دیتا ہے۔ ہمارے لئے بھی کھولا گیا۔ اندر جا کر معلوم ہوا کہ جگہ بوسیدہ ہے۔ صفائی بھی کوئی نہیں۔ مزار شریف بوسیدہ ہے۔ پرانا پھٹا ہوا غلاف پڑا ہے۔ بہت افسوس ہوا کہ ایسا عالی شان امام اس کی قبر ایسی کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر واپس درگاہ شریف آئے۔ رات کو ہمارے محترم عزیز احمد حسن نے ہم لوگوں کی دعوت کی۔ بالکل گجرات سا معلوم ہونے لگا۔

۲۰ محرم ۱۳۸۴ھ ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء یکشنبہ

ہم نے باہر کی زیارات کے لئے، دینار میں ایک شاندار کار کرایہ پر لے لی۔

اور ہم پانچ آدمی چھٹے سردار علی صاحب راہبر سے بچے نماز فجر پڑھ کر زیارات کے لیے کربلا روانہ ہو گئے۔ کربلا کی سڑک بالکل پختہ ہے۔ پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک بستی ملی محاذی یہاں سے دو سڑکیں جاتی ہیں۔ ایک کربلا کو دوسری حدہ ہوتی ہوئی کوٹہ کو ہم کربلا کی سڑک پر روانہ ہوئے۔ کچھ دور جا کر مسیب پہنچے۔ یہ بستی فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ معمولی سی بستی ہے۔ یہاں سے قریباً دو میل کبھی سڑک پر چلے۔ وہاں حضرت عون و محمد فرزند ان مسلم کے مزارات ہیں بڑی سی عمارت ہے۔ جس میں چھوٹے چھوٹے دو سبز گنبد برابر برابر بنے ہوئے ہیں۔ یہ جگہ بغداد شریف سے ۵ کلو پر واقع ہے۔ یہاں وضو کید فاتحہ پڑھی۔ بہت رقت طاری ہوئی۔ درگاہ کے دروازے پر فرزند ان مسلم کو ذبح کرنے کے نوٹو دیئے گئے ہیں کہ حادثہ نے ان کے منہ پر پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ ایک کو ذبح کر رہا ہے خون بہ رہا ہے، دوسرے کو باندھا ہوا ہے۔ ذبح کرنے کے لیے غرضیکہ پورا نقشہ دیا ہوا ہے۔ پھر یہاں سے فارغ ہو کر کربلا کی طرف روانہ ہوئے۔ پے بچے دوپہر کربلا پہنچ گئے۔ دور سے ہی دو سنہرے گنبد نظر پڑے۔ ایک حضرت امام حسین کا دوسرا حضرت عباس علم دار کا ہم پہلے امام حسین کے گنبد میں پہنچے۔ سب سے پہلے حضرت حسین کے قبہ پر پہنچے۔ اس حجرے کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ میں امام حسین دوسرے میں حضرت علی اصغر علی اکبر کے مزارات ہیں۔ یہاں بہت رقت طاری ہوئی ہمارے ساتھ کی بیبیاں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ بہت روئیں۔ اسی عمارت میں یہاں سے قریب ہی سید ابراہیم حجاب ابن امام موسیٰ ابن جعفر کی قبر ہے۔ کچھ آگے حبیب ابن مظاہر علم بردار کربلا کی قبر کچھ آگے امام قاسم ابن امام حسن کا مزار قریب ہی ہے شہداء کربلا کے مزارات ہیں۔ یہ سب قبریں چھوٹے چھوٹے حجروں میں اسی عمارت کے اندر ایک مضبوط اور خوبصورت حجرہ بنا ہوا ہے۔ اس کے اندر تہ خانہ یعنی بہت گہرا غار ہے۔ غار کے منہ پر جالی ہے۔ جالی پر مضبوط کواڑ ہیں۔ وہ کواڑ



اٹھا کر بھانکا تو اندر اندر اندھیرا تھا۔ کچھ نظر نہ آیا۔ یہ جگہ حضرت حسین کی خاص قتل گاہ ہے۔ یہاں کی زیارت بڑے اہتمام سے کرائی جاتی ہے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں یہاں سے فارغ ہوئے۔ اور حضرت عباس علم دار کربلا کے روضہ شریف پر حاضر ہوئے۔ یہاں بھی عالی شان عمارت ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ یہ دونوں قبے بہت ہی خوبصورت ہیں۔ یہاں سے فارغ ہوئے۔ تو ہماری کار خراب تھی۔ دو گھنٹہ کربلا شریف میں ٹھہرے رہے پھر حضرت حرا بن یزید ریاحی کے مقبرے پر حاضر ہوئے۔ یہ جگہ کربلا معلیٰ سے تین میل دور کچی سڑک پر ہے۔ بہت شاندار گنبد بنا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دروازہ درگاہ پر بہت بڑے دو چوکھٹے لگے ہیں ایک میں یہ نقشہ دکھایا ہے۔ کہ حضرت حرامام حسین کے سامنے توبہ کمر رہے ہیں۔ اور امام حسین اپنا دست اقدس حرم کے سر پر رکھے۔ انہیں تسلی بخشی دے رہے ہیں اور دگر تمام معاونین کربلا کھڑے ہیں۔ دوسرے چارٹ میں جنگ کا نقشہ دکھایا ہے۔ جس میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت حرا بن یزید لشکر سے جنگ کمر رہے ہیں۔ جس کے افسر بن کر آئے تھے۔ یزیدیوں کے بہت سرکٹے پڑے ہیں ان کی لاشیں حضرت حرم گھوڑے سے روند رہے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر نجف شریف روانہ ہوئے۔ خیال رہے کہ بغداد شریف سے کربلا معلیٰ، کلو فاصلہ پر ہے۔ اور کربلا معلیٰ سے نجف ۶۰ میل فاصلہ پر ہے۔ ہم نجف شریف پہنچے پہنچ گئے۔ حضرت علی کا سنہرا گنبد دور سے نظر آ رہا تھا۔ یہاں بہت خوبصورت چھتا ہوا بازار ہے۔ اس کے کنارہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شاندار روضہ مطہرہ ہے۔ بہت خوبصورت جالیوں کے اندر قبر انور واقع ہے یہاں قریباً ایک گھنٹہ قیام کر کے کوفہ روانہ ہو گئے۔ نجف اشرف سے کوفہ ۶۰ میل فاصلہ پر ہے۔ کنارہ کوفہ پر بہت بڑی شاندار مسجد ہے۔ جس کے دیوار قبلہ کے وسط میں محراب ہے۔ جو سنہری جالی دار کواڑوں سے بند ہے۔ یہ جگہ حضرت علی کی شہادت گاہ ہے۔ جہاں عبدالرحمن ابن ملجم شقی نے آپ پر وار کر کے زخمی کیا تھا

یہاں زیارت کی اس مسجد میں وسیع صحن ہے جس میں چار محرابیں ہیں۔ جو چار مصلے کہلاتے ہیں۔ مصلیٰ جبریل مصلیٰ آدم مصلیٰ امام زین العابدین مصلیٰ خضر علیہ السلام۔ ان مصلوں کے متعلق عجیب عجیب روایات سنیں۔ مثلاً مصلیٰ جبریل کے متعلق ہم سے ہمارے مزور حسن نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت علی یہاں تشریف فرماتھے۔ بہت مجمع ارد گرد تھا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ عرش و فرش میری نگاہ میں ہیں ہر جگہ کو اپنی نظر سے دیکھ رہا ہوں۔ وہاں شمر بھی موجود تھا۔ بولا کہ بتائیے۔ میرے سر میں سفید بال کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا اکتیس ہیں۔ ہر بال کے نیچے کفر و نفاق چھپا ہے۔ ایک آدمی بولا کہ بتائیے اس وقت جبریل کہاں ہیں۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کر کے فرمایا۔ کہ سدرہ آسمان زمین کے کسی کونہ میں نہیں ہے بلکہ اس مجمع میں ہیں۔ اور تم ہی جبریل ہو۔ جو شکل انسانی میں یہاں جلوہ گر ہو۔ اسلئے اس جگہ کا نام مصلیٰ جبریل ہوا۔ اس صحن میں دو محرابیں اور بھی ہیں۔ ایک کا نام دارالقضاء علی ہے۔ جہاں بیٹھ کر آپ عدالت فرماتے تھے۔ دوسری محراب کا نام محکمہ علی ہے۔ جہاں بیٹھ کر آپ احکام نافذ کرتے تھے۔ اس صحن میں ایک بہت وسیع گہرا غار ہے۔ جو لوہے کے جنگلے سے گھرا ہوا ہے۔ نیچے اترنے کے لئے سیڑھیاں موجود ہیں۔ یہ تنور نوح علیہ السلام ہے۔ اس کے نیچے کئی دالان ہیں اور سامنے والی دیوار کی جڑ میں پانی کا چشمہ ہے۔ جس میں تھوڑا پانی ہے اصلی تنور یہ ہے۔ طوفان نوحی یہاں سے شروع ہوا۔ کہ یہاں سے پانی ابلنا شروع ہوا آگ بجھ گئی۔ روٹیاں بھیگ گئیں۔ ہم نے یہ مقامات دیکھے۔ پھر اس مسجد کی جو گروہی عمارت میں گئے۔ شرقی دیوار میں ایک بہت وسیع کمرہ ہے۔ جس پر سبز گنبد ہے یہ حضرت مسلم کی قبر شریف ہے۔ جالی کے اندر نہایت خوبصورت قبر ہے۔ یہاں بہت عورتوں کا مجمع ہے۔ بعض عورتیں جالی پکڑ کر زار زار رو رہی ہیں حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت دارالقضاء میں ہوئی۔ جو اس مسجد سے کچھ دور ہے۔ اور اب وہاں کوئی نشان نہیں ہے۔ اس کے مقابل غربی دیوار میں ایک سبز گنبد

ہے۔ جس میں حضرت ہانی ابن شروہ کی قبر ہے۔ یہ ہانی وہ ہی ہیں جنہوں نے حضرت مسلم کو اہل کوفہ کی بے وفائی کے بعد اپنے گھر میں جگہ دی۔ اور آپ کی حفاظت میں خود بھی شہید ہو گئے۔ اس حجرے سے متصل ایک گوشہ میں ایک اور حجرہ ہے۔ جس میں مختار ابن عبید کی قبر ہے۔ یہاں بھی شیعہ اور انجان سنی بڑی عقیدت سے فاتحہ پڑھتے ہیں۔ یہ مختار وہ ہی ہے۔ جس نے واقعہ کربلا کے بعد یزیدوں سے امام حسین کا بدلہ لیا۔ عبید اللہ ابن زیاد کو بھی قتل کرایا۔ مگر بعد میں نبوت کا دعویٰ دار ہو گیا۔ اور اسے عبد الملک ابن مروان نے قتل کیا۔ یہ مرتد ہو کر مارا گیا۔ لوگ یہاں فاتحہ پڑھتے ہیں۔ شیعہ اس کے بڑے معتقد ہیں۔ اس کی قبر کو خوب سجایا ہوا ہے۔ اس سے کچھ تھوڑے فاصلے پر دار القضاء ہے۔ جہاں عبید اللہ ابن زیاد ٹھہرا تھا۔ اس جگہ ابن زیاد کے سامنے حضرت امام کا سر لایا تھا۔ پھر مختار کے سامنے عبید اللہ ابن زیاد کا سر لایا گیا۔ پھر عبد الملک کے سامنے مختار کا سر لایا گیا۔ پھر عبد الملک نے اسی عمارت کو منحوس کہہ کر گرا دیا۔ اس جگہ حضرت مسلم کی شہادت ہوئی۔ اب وہ جگہ بالکل ویران پڑی ہے۔ اس پر کوئی علامت یا نشانی نہیں ہے۔ قریباً دو گھنٹہ ہم یہاں ٹھہرے۔ اس مسجد میں ہم نے نماز ظہر باجماعت پڑھائی۔ سب شیعہ ہماری نماز کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے۔ سمجھ گئے۔ کہ ہم سنی ہیں۔ مگر کسی نے ہم سے کچھ تعرض نہ کیا۔ بلکہ ہم کو اسی مسجد کے خادم نے یہ تمام زیارات کرائیں۔ جس کا نام حسن ہے۔ دروازہ مسجد پر سوڑے وغیرہ کی دوکانیں ہیں۔ پھر ہم نے کوفہ کی بستی نئی کار میں بیٹھ کر دیکھی۔ یہ جگہ بصرہ سے چھوٹی ہے دریا نئے فرات کے کنارہ پر واقع ہے۔ پھر ہم کوفہ سے حلقہ کی طرف چل پڑے کوفہ سے قریب برب دریا ایک مقام پر ملا۔ جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگل دیا تھا۔ کوفہ سے حلقہ ۶۰ میل کلو کی جانب بغداد ہے۔ مگر ہم آئے تھے۔ اور راستہ سے اب جا رہے ہیں۔ دوسرے راستہ سے ہم ایک گھنٹہ میں حلقہ پہنچ گئے۔ حلقہ خوبصورت پل ہے۔ پختہ سڑک سے فاصلہ پر کچی سڑک پر دریا فرات

کے کنارے گئے۔ بالکل فرات کے کنارہ میں ایک جگہ ایسی ہے جسے مقام ایوب کہتے ہیں۔ وہاں ایک گنبد ہے۔ جس میں ایک کٹھنرے میں حضرت رحمت زوجہ ایوب علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔ سامنے برآمدہ ہے۔ یہاں عورتیں بیٹھی رہتی ہیں۔ ایک خادم رہتا ہے۔ اس کے پیچھے دو چشمے ہیں۔ جو کھنڈوں کی شکل میں ہیں۔ برابر میں دو غسل خانہ ہیں۔ ایک مردانہ ایک زنانہ، حجرہ وہ ہے۔ جہاں ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کا زمانہ گزارا۔ اور آپ کی زوجہ رحمت نے آپ کی خدمت کی۔ یہ چشمے وہ ہی ہیں۔ جو آپ کی ایڑی سے پیدا ہوئے۔ ایک چشمہ پینے کا ہے۔ دوسرا غسل کا۔ ہم نے دونوں چشموں سے پی بھی لیا۔ اور وضو بھی کر لیا۔ کچھ جسم پر بھی ڈال لیا۔ یہاں بہت موٹریں گھوڑا گاڑیاں کھڑی تھیں۔ لوگ اپنے بیمار بچوں کو پانی پلانے نہلانے لاتے تھے جو چشمہ پینے کا ہے۔ اس کا پانی بہت میٹھا اور نہایت ہی ٹھنڈا ہے ان چشموں کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ **هَذَا نَعْسَلٌ بَارِدٌ شَرَابٌ**۔ یہاں کچھ کھجوروں کے بھی تخت ہیں۔ ان میں ایک کھجور وہ ہے جسے کہا جاتا ہے۔ کہ ایوب علیہ السلام کے زمانے کی ہے۔ لوگ اس کھجور کی چھال شفاء کے لئے لے جاتے ہیں۔ اسے کھس کر بیمار پر لگاتے ہیں۔ شفا پاتے ہیں۔ ہماری بیگم صاحبہ بھی وہ چھال لائیں۔ ہمارے رفیق سفر الحاج نعمت اللہ عاصمی راولپنڈی اور وکیل سعد اللہ صاحب

۲۲ کراچی اور انکی زوجہ یہاں سے چل دیں۔ ہم سے جدا ہو گئے۔ وہ حلقہ بندریہ ریل بصرہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ ہم انہیں پہنچانے حلقہ اسٹیشن پر گئے۔ بہت خوبصورت اسٹیشن ہے۔ بغداد سے عراق ریلوے کا میل شام کو ساڑھے پانچ بجے بصرہ کی طرف چلتا ہے۔ درمیان میں حلقہ اسٹیشن آتا ہے۔ عاصمی کا ارادہ تھا۔ کہ یہ گاڑی بغداد سے پکڑیں۔ مگر اب ہم ساڑھے پانچ بجے تک بغداد پہنچ نہیں سکتے۔ اس لئے انہوں نے حلقہ اسٹیشن پر قیام کر لیا۔ ہم انہیں حلقہ میں اتار کر بغداد چل پڑے حلقہ سے کچھ دور کچی سڑک پر تین میل فاصلہ پر شہر بابلین ہے۔ یہاں نمود کی تخت گاہ تھی۔ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ بھڑکانی گئی تھی۔ اور آپ

کو اس میں جلانے کی کوشش کی تھی۔ جو بعد میں آپ پر گلزار بن گئی۔ مگر اب وہاں کوئی آبادی نہیں۔ دیران ستسان جنگل پڑا ہے۔ کہیں کہیں کھنڈرات اور کچھ نشانات معلوم ہوتے ہیں۔ ہم پھر حلقہ سے یہاں پہنچے اور پھر بجے شام بغدادی ٹائم سے یعنی آٹھ بجے شام پاکستانی ٹائم سے بغداد شریف پہنچ گئے۔ پہلے حضور سرکار بغداد کے آستانہ عالیہ پر فاتحہ پڑھی۔ پھر نماز عصر ادا کی۔ پھر بعد نماز عصر مکتبہ مدد سہ قادریہ میں اوپر گئے وہاں ایک عمدہ لائبریری ہے۔ جس میں نایاب کتب ہیں۔ چنانچہ ہم نے وہاں ایک کتاب دیکھی۔ الجواہر لمضیئہ فی طبقات الحنفیہ مصنفہ محمد عبدالقادر ابن ابی وقاریہ کتاب حمید آباد دکن میں چھپی ہے۔ اس میں تمام ان اولیاء و علماء کے فہرست مع حالات ہے۔ جو مذہب حنفی میں تھے۔ بہت موٹی کتاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ سے شروع کیا ہے۔ پھر تمام آئمہ حنفیہ کے حالات لکھے۔ حروف ابجد کی ترتیب سے ہم نے اس سے کچھ چیزیں نوٹ کیں۔ پھر نماز مغرب درگاہ شریف میں ہی پڑھی۔

## ۲۱ محرم ۱۳۸۴ھ یکم جون ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج شب ہم نے درگاہ شریف غوثیہ میں محفل میلاد شریف دیکھی۔ لاؤڈ سپیکر پر محفل ہوئی۔ ایک صاحب کمرسی پر رونق افروز تھے۔ ان کے نیچے، دس بارہ آدمیوں کا حلقہ تھا۔ اولاً کمرسی والے نے تلاوت قرآن مجید کی۔ پھر کمرسی والے نے کوئی قصیدہ پڑھا۔ بغیر دف کے۔ پھر اس مجمع نے دف سے قصیدہ پڑھا۔ سننے والے جو سمجھ رہے تھے۔ مزے لے رہے تھے۔ ہم لوگ بدھو بنے بیٹھے تھے۔ نہ معلوم کس زبان میں نعت خوانی ہوئی۔ کہ ہم ایک حرف نہ سمجھ سکے۔ آج بعد نماز ظہر ہم اپنے میزبان احمد حسن صاحب گجراتی کے ساتھ دیارات کے لیے گئے۔ دو دینار میں ایک ٹیکسی کرایہ پر لی۔ اولاً سلمان پاک روانہ ہوئے۔ کس میل راستہ طے کرنے پر ایک بستی ملی۔ جسے دیالیہ کہا گیا ایک ندی ہے۔ جس پر

آہنی پل ہے۔ یہاں سے برہ عمارہ دیوانیہ بصرہ کو سڑک جاتی ہے۔ دوسری سلمان پاک کو سڑک پر چلا ہے۔ ۴۵ منٹ میں وہاں پہنچ گئے۔ اس بستی کا نام سلمان پاک ہے۔ بغداد شریف سے ۳۰ میل جانب مشرق و جنوب ہے۔ یہاں حضرت سلمان فارسی صحابی رسول کا مزار پر انوار ہے۔ بہت بڑی اور وسیع عمارت ہے۔ شاندار دروازہ ہے۔ اندر بڑا فراخ صحن ہے۔ اور شاندار قبہ ہے۔ جس کے اندر جالیوں میں حضرت سلمان فارسی کا مزار ہے اس کے بائیں ہاتھ دوسری عمارت ہے۔ جس میں حضرت حذیفہ ابن یمان صحابی رسول مدفون ہیں۔ برابر میں اور دروازہ ہے۔ اس میں حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری صحابی رسول اور محمد طاہر ابن امام زین العابدین مدفون ہیں۔ ان مزارات میں بہت کشش ہے ہر جگہ فاتحہ پڑھی دعائیں مانگیں۔ ان دونوں حجروں کے درمیان میں چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس مسجد میں نماز عصر ادا کی۔ اللہ اکبر آج ہم نماز عصر اصحاب رسول اللہ کے درمیان کھڑے ہو کر پڑھ رہے ہیں۔ یہاں نماز عصر و زیارات سے فارغ ہو کر ہم قصر کسری گئے۔ یہ کسری شاہ فارس کا محل ہے۔ جو یہاں سے صرف ایک فرلانگ پر واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک پر اس قصر میں زلزلہ آیا۔ جس سے اس محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اور دیوار شق ہو گئی۔ وہ گمرے ہوئے چودہ کنگرے اور پٹی ہوئی دیوار ویسے ہی اب تک موجود ہے۔ حکومت نے روک کے لیے اس محل کے متصل پشتہ بان دیوار بنا دی ہے۔ تاکہ یہ تاریخی عمارت ضائع نہ ہو جائے۔ یہ محل دیکھ کر بے اختیار منہ سے درود شریف جاری ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت و عظمت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھچ گیا۔ پھر وہاں سے واپس بغداد شریف ہوتے ہوئے لوٹے آتے جاتے راستہ میں حکومت کی طرف سے سخت چیکنگ ہوئی۔ بار بار ہمارے پاسپورٹ دیکھے گئے۔

واپس بغداد شریف پہنچ کر ہم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی المعروف بہ شیخ عمر کے مزار پر انور پر حاضر ہوئے۔ یہاں مسجد عظیم الشان ہے۔ مسجد کے



گوشہ میں حضرت شیخ کا مزار انور ہے۔ جالیوں کے کٹہرہ میں مزار شریف ہے۔ یہ جگہ بغداد میں ہی ہے۔ باب الشیخ سے چار میل دور ہے۔ شارع رشید کے متصل ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھ کر ہم حضرت معروف کرمی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ کا مزار بڑے وسیع قبرستان میں واقع ہے۔ سبز گنبد کی عمارت ہے۔ جالی کے اندر قبر شریف واقع ہے۔ یہ قبرستان اسقدر وسیع ہے کہ اس کے درمیان پختہ سڑک ہے۔ جس پر موٹریں چلتی ہیں۔ اس سڑک کے پار زبیدہ زوجہ ہارون الرشید کی قبر ہے۔ یہ زبیدہ وہ ہی خوش نصیب بی بی ہے۔ جس نے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ کے ذریعہ پانی پہنچایا ہے۔ اس کی لہر مکہ، منی، مزدلفہ عرفات ہر جگہ موجود ہے۔ یہ ساقیہ حجاج ہے۔ مگر اس کی نہر بہت کس میرسی کی حالت میں ہے۔ قبر پر اونچی بڑی برجی ہے۔ برجی پر بجلی کے دو سرخ رنگ کے بلب روشن ہیں قبر کے اردگرد بہت نجاست ہے لوگ غالباً یہاں پاخانہ کرتے ہیں۔ جھاڑو وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ قبر کا یہ حال دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی۔ کہ ملکہ بیگم کی قبر کا یہ حال ہے شعر جن کی نوبت کی صدا سے گونجتے تھے آسماں۔ مقبرے میں چپ پڑے ہیں۔

یہاں فاتحہ پڑھی۔ اور آگے بڑھے۔ اس کے قریب ایک قبرستان ہے۔ اس میں حضرت جنید بغدادی۔ اور کچھ فاصلہ پر حضرت بہلول دانا کے مزارات ہیں۔ ہم یہاں بعد مغرب پہنچے۔ شب تاریک میں زیارات اچھی طرح نہ ہو سکیں۔ بہر حال یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ واپس ہوئے۔ یہاں سے متصل ہوائی اڈہ اور سامنے عالمی یعنی انٹرنیشنل ریلوے اسٹیشن دیکھا یہ بغداد شریف کا بڑا اسٹیشن ہے یہاں سے ریل موصل۔ شام۔ ترکی۔ ہوتی ہوئی بہت ملکوں کو طے کرتی ہوئی سیدھی لندن پہنچتی ہے۔ راستہ میں چالیس میل سمندر پڑتا ہے۔ جہاں ریلوے لائن ولے جہاز سے ان ڈبوں کو گزار دیا جاتا ہے۔ آٹھویں دن لندن پہنچ جاتی ہے۔ بڑی لائن کی ریل ہے۔ ہر ہفتہ میں جمعہ و پیر کو چلتی ہے۔ آج پیر کا دن ہے۔ پلیٹ فارم پر گاڑی کھڑی ہے۔ روانہ ہونے والی ہے۔ میں نے آج تک ایسا حسین اسٹیشن

اور ایسے خوبصورت ریلوے کے ڈبے نہ دیکھے۔ پھر دجلہ کا وہ پل دیکھا۔ جس کی سیر کرنے شاہ بغداد قریباً روزانہ آتے ہیں۔ بہت خوبصورت پل ہے۔ کنارہ دجلہ پر بہت ہوٹل ہیں۔ جن کی روشنی بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہے۔

## بغداد شریف کے مزارات

بغداد شریف اولیاء اللہ کا مرکز ہے۔ یہاں کا ہر ذرہ زیارت گاہ ہے زائرین کو چاہیے کہ شہر بغداد میں حسب ذیل زیارات ضرور کریں۔  
 حضور غوث پاک۔ صاحبزادہ عبدالجبار۔ امام اعظم ابوحنیفہ۔ کاظمین شریفین۔ سلمان پاک جنید بغدادی۔ امام غزالی۔ بشرحانی۔ رابعہ عدویہ۔ شیخ حماد۔ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ معروف بہ شیخ عمر۔ ابو یوسف انعام۔ ابراہیم خوا۔ منصور حلانج۔ شیخ سراج الدین۔ شیخ صدر دین سید احمد رفاعی۔ ابوشیبہ بدوسی۔ معروف کرخی۔ ہر زائر کو چاہیے کہ ان زیارات پر ضرور حاضری دے۔ اگر ممکن ہو تو موصل بھی حاضری دے کہ وہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے۔ یہ جگہ بغداد شریف سے قریباً دو سو میل فاصلہ پر ہے۔ اور سامرہ بھی ضرور حاضری دے کہ یہاں امام تقی کا مزار ہے اور بہ عقیدہ شیعہ یہاں غار امام مہدی ہے۔ جہاں سے امام مہدی ان کے عقیدے میں غائب ہوئے۔ لیکن ان تمام مقامات و مزار پر کوئی مزور جو رہنمائی کرے۔ ضرور ساتھ لے لے کہ بغیر مزوریچ پتہ لگتا نہیں۔

۲۲ محرم ۱۳۸۴ھ ۲ جون ۱۹۶۴ء منگل

آج شب ہماری ملاقات حلب کے ایک عالم سے ہوئی۔ جن کا نام محمود ہے۔ یہ بڑے تاجر ہیں۔ آپ کی دوکانیں حلب میں بھی ہیں۔ بغداد شریف میں بھی یہ حضرت بعد نماز عشاء درگاہ شریف کی مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے۔ آس پاس عراقیوں کا مجمع تھا۔ ہم بھی جا بیٹھے۔ سبحان اللہ ایسے ایسے قرآنی نکات

بیان کئے۔ کہ ایمان تازہ ہو گیا۔ ہم ناظرین کے لیے چند نکات بیان کرتے ہیں۔  
فرمانے لگے۔ کہ رات کا اولین حصہ مخلوق کی مصیبتوں اور نزول قہر الہی کا ہے  
کہ زنا، گانے، شراب خوردیاں، چوریوں اور اسی حصہ میں ہوتی ہیں۔ آخری حصہ نزول رحمت  
کا ہے۔ کہ اس وقت کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ والے شروع رات میں  
عشاء پڑھتے ہی سو جاتے ہیں۔ کہ نزول قہر کے وقت بیدار نہ ہوں۔ آخری حصہ  
میں جاگتے ہیں کہ نزول رحمت کے وقت سوتے نہ ہوں۔ ہم نے سوال کیا۔ کہ  
بہت قوموں پر صبح کے وقت عذاب الہی آئے۔ اگر یہ وقت نزول رحمت کا ہے  
تو عذاب اس وقت کیوں آئے۔ رب فرماتا ہے۔ **اِنَّ وَاٰبُرُوْهُوْا كَآءِ مَقْطُوْعٍ مُّصْبِعِيْنَ**  
فرمایا کہ یہ عذاب مومنوں کے لیے رحمت تھے۔ لہذا اسی وقت مومنوں پر رحمت  
ہی آئی۔ فرمانے لگے۔ کہ بجلی کا پاور ہیٹر میں آگ دیتا ہے پتکے میں ہوا اور ٹھنڈی  
میں سخت سردی کہ پانی کو جما دیتا ہے۔ پاور ایک ہے۔ مگر اثر لینے والے مختلف  
ہیں۔ کوئی اسے عذاب بنا کر لیتا ہے۔ کوئی رحمت ہی حاصل کرتا ہے۔ پھر فرمایا  
قومی غذا کے لئے معدہ بھی قومی چاہیے۔ قومی ہدایت کے لیے معدہ مومن  
چاہیے۔ فرمایا گیا۔ **هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ**۔ دوران گفتگو میں عصمت انبیاء کا ذکر آیا۔  
کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا۔ کہ انہوں نے زلیخا  
کا مقصد کیوں کیا۔ یہ عصمت کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے **وَلَقَدْ هَمَّتْ**  
**بِءِ وَّهْمٍ بَّهَالُوْلَا اِنَّ لَّآ بُوْهَانَ مَّرِيٍّ** فرمایا فقیر کے نزدیک آیتہ کے معنی  
یہ ہیں۔ کہ زلیخا نے حضرت یوسف کا ارادہ کیا۔ فحش کے لئے اور جناب یوسف  
علیہ السلام نے زلیخا کا ارادہ کیا۔ قتل یا سزا دینے کا۔ آپ اگر برہان رب نہ دیکھ  
لیتے۔ تو اسے ختم ہی کر دیتے۔ رب نے برہان دکھا کر فرمایا۔ کہ زلیخا کو قتل نہ کرو۔  
یہ مومنہ عارفہ بننے والی ہے۔ زلیخا اس زمانے میں بھی بڑی قوت کی حامل تھی  
دیکھو زنان مصر ایک جھلک دیکھ کر ہاتھ کاٹ بیٹھیں۔ مگر زلیخا نے برسوں جمال  
یوسف دیکھا۔ انگلی بھی نہ کاٹی۔ پھر کہنے لگے۔ کہ یعقوب علیہ السلام حسن یوسف

پر فریفتہ نہ تھے۔ اللہ والے مخلوق کی محبت کو کبھی دل میں جگہ نہیں دیتے۔ بلکہ ان کے لیے حسن یوسفی طور موسوی تھا۔ کہ ان کے رخسار میں یار کے جلوے نظر آتے تھے۔ جدائی کے زمانہ میں اسی یار کے جلووں کو یاد کمر کے روتے تھے۔ ان کا یہ رونا ہی ترقی درجات کا ذریعہ بنا۔ صوفیاء کے ہاں رونا بہت بڑی عبادت ہے۔  
خوش بہ آید نالہ شبہائے تو

ذوقہا دارم بیار بہائے تو

پھر فرمایا کہ شیطان نے جناب آدم علیہ السلام کی سرشت میں آگ مٹی ہوا پانی دیکھ کر اندازہ لگایا۔ کہ ان میں کشت خون کا مادہ ہے۔ آگ میں غصہ ہے۔ فرشتوں کو اس نے سمجھایا تھا۔ کہ یہ فساد ہی، خون ریز ہوگا۔ نے ابلیس کا بنایا ہوا۔ ہی رب کی بارگاہ میں پیش کیا کہ کہا۔ اتجعل فیہا من یفسد و فیہا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ کہ واقعی ہم خون ریزی کرتے ہیں۔ مگر کس کی کفار کی راہ خدا میں بے شک ہم فساد کرتے ہیں مگر طالب کے دل کی زمین میں۔ کہ اس کے نفسانی خواہشات کو مٹا کر رحمانی ارادات پیدا کرتا ہے۔ ان ملک اذ اذ خلوا قرینۃ افسد و ہا۔ غرضیکہ عجیب تقریر تھی۔ فرمایا کہ بعد حج حضرت ایاس و خضر عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حلق کرتے ہیں۔ حضرت ایاس کہتے ہیں۔  
بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ۔ حضرت خضر جواباً کہتے ہیں  
بسم اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ۔ پھر حضرت ایاس کہتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ ما کان من نعمہ تمز اللہ جواباً حضرت خضر کہتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ جو مسلمان سوتے وقت تانہ وضو کر کے یہ کلمات کہہ کر سوئے۔ بغیر دنیاوی بات کئے تو انشاء اللہ ولی ہو جائے۔

آج ہم نے بغداد شریف کے بازاروں کی سیر کی۔ شارع جمہوریہ، شارع رشید۔ باب الشرعی، باب الشیخ، باب المعظم۔ باب العظیم، وغیرہ تمام جگہ خوب

پھرے۔ کیونکہ کل صبح بعد فجر فوراً ہماری روانگی ہے۔

## ۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ سے جون ۱۹۶۲ء بدھ

آج صبح ساڑھے پانچ بجے ہم اپنے قیام گاہ سے اپنی ٹیکسی کر کے مطار یعنی ہوائی اڈہ پر روانہ ہوئے۔ ربح دینار یعنی پانچ درہم میں ٹیکسی کی وہاں ہم سے حکومت عراق نے ایک دینار یعنی بیس روپیہ ٹیکس وصول کیا۔ فی کس دس روپیہ یہ ٹیکس آج تک کسی حکومت نے ہم سے وصول نہ کیا۔ پھر ساڑھے سات بجے یعنی پاکستانی ساڑھے نو بجے بغداد سے طہران ہوائی جہاز روانہ ہوا۔

## بغداد شریف کے حالات

بغداد شریف کے حالات ہم سفر نامہ کی پہلی جلد میں لکھ چکے ہیں۔ وہ ہی حالات بدستور اب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ متواتر انقلابات کی وجہ سے عوام کو اطمینان نہیں۔ ہر شخص کو خطرہ ہے۔ کہ نہ معلوم کب انقلاب ہو جائے درگاہ غوثیہ میں نماز فجر نماز جمعہ دو ہوتی ہیں فجر پہلے شوافع کی پھر احناف کی مگر نماز جمعہ پہلے احناف کی پھر شوافع کی۔ احناف کے جمعہ میں بہت مجمع ہوتا ہے۔ شوافع کے جمعہ میں تھوڑے سے آدمی ہوتے ہیں۔ بعد نماز جمعہ سرکار بغداد کے

مزار پر انوار پر لوگوں کا اس قدر ازدحام ہوتا ہے۔ کہ سبحان اللہ لوگ عربی میں غوث پاک کے قصیدے پڑھتے ہیں۔ نعرے لگاتے ہیں۔ کبھی کبھی بعد نماز عشاء دیکر الاظہر کا حلقہ ہوتا ہے۔ عراق کے تعلقات۔ اس وقت مصر سے بہت ہی اچھے ہیں اور عراق جمہوریہ عربیہ کارکن بن چکا ہے۔ عموماً جمال ناصر صدر مصر کے فضائل علماء و عظموں میں بیان کرتے ہیں۔ اور جمہوریت کی بہت تعریفیں کرتے ہیں۔ فی الحال عراق کے صدر الحاج عبدالسلام عارف ہیں۔ اس سے پہلے عراق میں جو انقلاب آچکے ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہی ہیں۔

عراق کا وقت پاکستانی وقت سے دو گھنٹہ پیچھے ہے۔ یعنی جب عراق میں بارہ بجتے ہیں۔ تو پاکستان میں دو بجتے ہیں۔ عراق میں فلس درہم دینار کے سکتے چلتے ہیں۔ پچاس فلس کا ایک درہم اور بیس درہم کا ایک دینار ہے۔ پانچ۔ دس پچیس۔ پچاس۔ سو فلس کے سکتے چلتے ہیں۔ حضور غوث اعظم، اور حضور امام رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہاں لوگوں میں سنیت اور دین داری قائم ہے۔ جو لوگ ان سے متعلق ہیں۔ دیندار ہیں۔ باقی لوگ دین سے بہت دور جا چکے ہیں۔

یہاں بے پروگی عام ہے۔ شراب عام ہے۔ داڑھی شرعی کارواج تو بالکل ہی ختم ہو چکا ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ کے خطیب صاحب کی داڑھی پوری ہے۔ باقی ائمہ داڑھی منڈے ہیں۔ جمعہ کو خطیب صاحب شیو کر کے آتے ہیں۔ یہ ہی حال پنجگانہ امام صاحب کا ہے۔ عراق میں قبلہ جانب جنوب ہے۔ سرکار غوث پاک کی درگاہ شریف میں مدرسہ عربیہ ہے۔ جس کا نام ہے۔ مدرسہ قادریہ، یہاں فی الحال پندرہ طلبہ اور دو مدرسین ہیں مدرس اول کمال الدین صاحب کی تنخواہ تیس دینار ہے۔ یعنی پاکستانی چھ سو روپیہ سے کچھ زیادہ۔ مدرس دوم کبیر الدین صاحب کی تنخواہ بیس دینار ماہوار ہے یعنی پاکستانی چار سو روپیہ سے کچھ زیادہ۔ ہفتہ میں منگل و جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے طلباء کو پانچ دینار ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ کھانا اس کے علاوہ مگر تعلیم بہت ناقص ہے۔ کوئی نصاب مقرر نہیں طلبہ جو کتاب چاہیں پڑھیں۔ باقاعدہ امتحان کا انتظام نہیں۔ وقت تعلیم مقرر نہیں۔ مدرس صاحب صرف ایک گھنٹہ کے لئے مدرسہ آتے ہیں۔ مدرسہ کے ملحق ایک کتب خانہ بھی ہے۔ جس کا نام ہے۔

مکتبہ مدرسہ قادریہ اس کتب خانہ میں نایاب کتب موجود ہیں۔ ہم نے بھی یہاں سے مصنیفہ فی طبقات الحنفیہ کتاب لے کر مطالعہ کی۔ مگر وہاں بیٹھ کر ہی مطالعہ کرنا لازم ہے۔ ہم نے بھی اس کتاب سے کچھ مضامین نقل کئے۔ ہم نے آج صبح نماز فجر پڑھ کر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی درگاہ شریف میں الوداعی سلام



عرض کیا۔ پھر ناشتہ کر کے طہران روانہ ہوئے۔ صرف پونے دو گھنٹہ میں طہران پہنچ گئے۔ یعنی سوانوبکے چونکہ بغداد مقدس میں ہماری سیٹیں کراچی تک ریزرو ہو چکی تھیں۔ اس لئے ہم کو اسٹیشن یعنی ہوائی اڈہ پر پی، آئی، اے کا آدمی مل گیا۔ جس نے ہمارا سامان وہاں ہی رکھا کر ہم کو ایک نہایت شاندار ہوٹل میں بھیج دیا۔ جس کا نام ہے۔ نیونادری ہوٹل جو کوچہ نادر شاہ محلہ ضیابان نادری میں واقع ہے یہاں دوپہر کا کھانا کھا کر آرام کیا۔ بعد نماز ظہر کمپنی کی بس آئی۔ جسے ہم کو حضرت قاسم ابن امام حسن کے مزار پر پہنچایا۔ جو شیزان پہاڑ پر واقع ہے اس جگہ کے حالات ہم سفر نامہ جلد اول میں لکھ چکے ہیں۔ وہاں سے واپسی پر ہم دو سے ۲۷ روپیہ کرایہ وصول کیا۔ شام کو ہوٹل کی طرف سے بہت شاندار اور پر تکلف دعوت کی یہ سب خرچہ پی، آئی، اے نے برداشت کیا۔

## ۲۷ محرم ۱۳۸۴ھ ۲ جون ۱۹۶۴ء جمعرات

آج صبح ساڑھے پانچ بجے کمپنی کی کار ہمارے ہوٹل میں آگئی۔ جو ہم کو لے کر ہوائی اڈہ پر گئی۔ وہاں ضروری تفتیش کے بعد بجے صبح ہمارا جہاز کراچی روانہ ہو گیا۔ یہ جہاز بہت بڑا ہے۔ سوادو گھنٹہ میں یعنی سوانوبکے صبح ہم کراچی پہنچ گئے۔ ہوائی جہاز اربعہ تیس ہزار فٹ بلندی پر اڑتا رہا۔ کراچی ہوائی اڈہ پر پہنچ کر ناخوشگوار واقعہ یہ پیش آیا۔ کہ ہمارے پاس پاکستانی سو روپیہ کے پندرہ نوٹ تھے۔ کچھ تو امانت تھے۔ جو اہل مدینہ نے ہماری کتب کے لیے دیئے تھے۔ ہم کو ہوائی جہاز میں پُر کرنے کے لیے فارم دیئے گئے تھے اس میں کرنسی کا بھی سوال تھا۔ ہم نے صاف لکھ دیا تھا۔ کہ ہمارے پاس کرنسی نوٹ پندرہ سو کے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر پہنچ کر وہ فارم ہم نے دے دیا یہاں کے کسٹم افسر نے وہ سب نوٹ ہم سے لے لئے اور رسید دے دی۔ بوسے کہ اب آپ کو یہ رقم اسٹینٹ بینک سے ملے گی۔ ہماری سچائی کی یہ قدر ہوئی اس وجہ سے ہم کو کراچی میں ٹھہرنا پڑا۔ ہم نے بغداد دفتر سے سرخوردار

ظفر علی خاں شیروانی سلمہ کو خط لکھا تھا۔ جس میں ہم نے اپنے کراچی میں پہنچنے کی تاریخ و وقت سے مطلع کیا تھا۔ مگر وہ خط ان کو نہ ملا۔ جس کی وجہ سے ہوائی اڈہ پر کوئی نہ پہنچا۔ اور ہم کو دشواریاں پیش آئیں۔

## ۲۵ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۵ جون ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہم نے امام باغ کی جامع مسجد میں حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی دامت برکاتہم کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی۔ لوگ برابر ملاقات کرنے آتے ہیں۔ حالات سفر نہایت شوق سے سنتے ہیں۔

## ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۸ جون ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج کا دن کراچی میں بہت مشغولیت میں گذرا۔ جناب شیخ محمد شریف صاحب گجراتی ٹوپی والا نے ہمارے کام میں بہت محنت فرمائی۔ ان کی واقفیت اسٹیٹ بینک میں خوب ہے۔ اس لیے انہوں نے ہمارے ساتھ جا کر اجازت نامہ تیار کرایا جس کی رو سے ہمارا پندرہ سو روپیہ جو کسٹم والوں نے ہوائی اڈہ پر لے لیا ہے واپس مدینہ منورہ پہنچ سکے گا۔ اور وہاں سے پونڈ کی شکل میں ہم کو انشاء اللہ واپس ملے گا۔ یہاں سے یہ کام کر کے ہم پھر ہوائی اڈہ پر آئے۔ کیونکہ کسٹم والوں کے ذریعہ یہ رقم مدینہ منورہ پہنچی ہے۔ مگر وہاں کے افسروں نے بات نہ کی وہاں ہی شیخ عبدالحفیظ صاحب کے پاس گئے۔ انہوں نے اسٹیٹ بینک کا کاغذ مجھ سے لیا۔ اور فرمایا کہ آپ جائیے۔ انشاء اللہ یہ رقم مدینہ منورہ پہنچ جاوے گی ہم نے یہ پندرہ سو روپیہ بنام الحاج غلام حسین صاحب، مالک پاک ستانی ہوٹل باب سیدنا عمر مدینہ منورہ بھیج دی ہے۔ انشاء اللہ وہاں سے پونڈ کی شکل میں ہم کو وصول ہو جاوے گی۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر پی، آئی اے کے دفتر گئے وہاں سے ہوائی جہاز کے دو سیٹ لاہور کے لیے بک کرائیں۔ پھر ڈاک خانہ

پہنچ کر حکیم سید بہار شاہ صاحب کو گجرات تاروی کہ ہم ۱۰ جون کو بدھ کے دن ۹ بجے صبح ہوائی جہاز سے لاہور پہنچ رہے ہیں۔ یہ تمام کام جناب شیخ محمد شریف صاحب ٹوپی والے کی رہنمائی میں ہوئے۔ انہوں نے آج اپنا تمام کام چھوڑ کر تمام دن ہمارے ساتھ رہ کر بہت کام کرائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے پھر ان کاموں سے فارغ ہو کر ہم کھوکھرا پار واپس ہوئے۔ غرضکہ آج کا دن بہت مصروفیت میں گذرا۔

## ۲۹ محرم ۱۳۸۴ھ ۹ جون ۱۹۶۴ء منگل

آج عزیز واقارب ملاقات کے لیے کھوکھرا پار آتے رہے۔ بعد عصر عزیز گرامی قیصر علی خاں سلمہ اپنے ساتھ ہم سب کو ریڈیو اسٹیشن کراچی پر لے گئے۔ جو لاندھی میں واقع ہے۔ تمام مشینری کی سیر کرائی۔ عجیب عجیب چیزیں دکھائیں۔ اس سیر و تفریح میں رات ہو گئی۔ آج صبح کو بذریعہ ہوائی جہاز گجرات روانگی ہے۔

## ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۱۰ جون ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح چار بجے بیدار ہوئے۔ نماز فجر ادا کر کے بذریعہ ٹیکسی کراچی کے ہوائی اڈہ پر آئے۔ سات بجے صبح جہاز نے پرواز کرنا تھا۔ اس حساب سے ہم کو سوار کر لیا گیا۔ کہ مگر معلوم ہوا کہ ہوائی جہاز اڈہ گھنٹہ لیٹ روانہ ہوگا۔ کیونکہ جہاز میں کچھ خرابی ہے۔ سب مسافر واپس آئے۔ ساڑھے سات بجے جہاز نے پرواز کی۔ پرواز ۸ ہزار فٹ بلندی پر تھی۔ اور پورے دس بجے جہاز لاہور کے ہوائی اڈہ پر پہنچ گیا۔ یہاں حکیم سید بہار شاہ صاحب تحصیل دار محرم علی صاحب ہاشمی مع اہلیہ اور مفتی مصطفیٰ میاں صوفی رشید صاحب حاجی غلام قادر صاحب غلام علی صاحب وغیر ہم احباب ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ ان بزرگوں نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ دوپہر کا کھانا الحاج شیخ منظور حسین صاحب کی، دوکان

پر کھایا حضور دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ وہاں ہی نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ پھر نوری کتب خانہ حاضر ہوئے عصر قبلہ شاہ سید معصوم صاحب موجود نہ تھے۔ ان کے صاحبزادہ محمد حسن صاحب سے بہت روادری میں ملاقات ہوئی۔ کیونکہ گاڑی کا وقت بہت قریب تھا تین بجکر پچیس منٹ، پر گاڑی لاہور سے چلی۔ اور سوپارنچ بچے گجرات پہنچ گئی۔ گجرات اسٹیشن پر احباب کا جم غفیر موجود تھا۔ بہت محبت و احترام سے ملے حضرت قبلہ سید شاہ ولایت صاحب و صاحبزادہ بلند اقبال الحاج سید احمد شاہ صاحب اور صاحبزادہ سید حامد شاہ صاحب بھی اسٹیشن پر موجود تھے۔ سید حامد شاہ صاحب اپنی کار لائے ہوئے تھے۔ اسی پر شہر پہنچے۔ اولاً جامع مسجد غوثیہ میں نفل قدم ادا کئے۔ پھر باجماعت نماز عصر پڑھی۔ پھر گھر آگئے۔

مدینہ منورہ میں آج ۳۰ محرم ہے۔ مگر پاکستان میں آج ۲۸ محرم ہے۔ دو دن کا فرق ہے۔ ہمارا یہ سفر ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۴ء ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء یکشنبہ کو شروع ہوا اور آج ۳ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۱۰ جون ۱۹۶۴ء چہار شنبہ ختم ہوا۔ کل چار ماہ ۲۷ دن میں یہ سفر طے ہوا۔ تین ماہ تیرہ دن مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ حج کے لیے ۱۴ دن مکہ معظمہ میں ۶ دن بغداد شریف میں باقی دو دو دن بیت المقدس و دمشق میں۔

اس سفر میں ہم دونوں کے خرچ کی تفصیل یہ ہے ٹکٹ ہوائی جہاز ۵۰۷۸۔ ذر تبادلہ ۳۴۳ روپیہ ٹیکس حکومت سعودیہ کراچی میں ۲۵ روپیہ ایر پورٹ کراچی میں سعودی ٹیکس۔ ۱۰ روپیہ جدہ میں معطی ۱۷۴۴ ایماں بعد حج تنازل ۲۲ ریال جدہ میں تنازل میں مدینہ منورہ ۹ ریال تبدیلی زر برائے فلسطین و عراق و شام۔ ۱۰۰ ریال سعودی ریال دو روپے کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے کل خرچہ مع خود خرچہ سوانہتر روپیہ ہوا۔ باقی حج دکھانے پینے کے مصارف علیحدہ ہیں کل خرچہ مع خوراک وغیرہ نو ہزار تین سو روپیہ ہوا پھر لفت ہنساکمپنی نے ہم کو ایک سو بیس روپیہ واپس کئے جو زیادہ وصول کر لے تھے۔

## ضروری ہدایات

ہر حاجی وزائر کو حسب ذیل امور خیال رکھنے چاہئیں :-  
عاج وزیارات اپنی کوشش یا اپنی دولت کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ اسے محض  
رب العالمین جانے بڑے دولت مند ان نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور  
بہت غریب غریب کٹی جج کر لیتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں :-

شکر ابن فضل از کجا ارم جا

من کیم توفیق از نست، اے خدا

لہذا اس نعمت کے ملنے پر فخر نہ کرے شکر کرے اور حج وزیارات کا  
شکر کرے۔ کہ اٹنڈہ گناہ کرنا چھوڑ دے نیکیاں لازم کرے کوشش کرے کہ حج  
ہو جاوے حج کرنا آسان ہے مگر کر لینے کے بعد اس کا سنبھالنا مشکل ہے  
اللہ تعالیٰ سنبھالنے کی توفیق دے۔

۲۰ فی زمانہ حرمین طیبین میں لوگ بہت بے ادبیاں کرتے ہیں بلکہ ہمارے  
پاکستانی حاج بھی ان کو دیکھ کر بے ادبیاں کرنے لگتے ہیں۔ لوگ قرآن مجید  
کے اوپر سے جوتیاں لٹے پھرتے ہیں۔ بلا ضرورت قرآن مجید کی طرف پیٹھ کر  
کے بیٹھتے ہیں۔ قبلہ کی طرف بلکہ روضہ مطہرہ کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں عام  
طور پر جوتے بغلوں میں دبائے مواجہہ شریف میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی حالت میں  
سلام عرض کرتے ہیں۔ جوتوں سے حرم شریف کو بھر دیتے ہیں۔ زائرین کو چاہیے  
کہ ان حرکتوں سے بچیں حرم شریف کا ادب دل و جان سے کریں۔

۲۱ حرم شریف میں وہابیوں کے علماء خصوصاً دیوبندی جماعت روزانہ  
بعد نماز مغرب وعظ کرتے ہیں۔ مگر سوا، شرک و کفر کے کچھ نہیں کہتے۔ حرم  
شریف کے آداب کی بالکل تبلیغ نہیں کرتے۔ بلکہ بے ادبی سکھاتے ہیں مسلمان  
ان وعظوں سے دور رہیں :-

۳ تبلیغی جماعت والوں کی مدینہ منورہ سے ڈھائی میل دور ایک مسجد ہے۔ مسجد نور یہ نوگ ہزار بہانوں سے تاج نوگ مسجد میں جانے وہاں شب گزارنے کی رغبت دیتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان ملک حاجیوں کو جنہیں ہزاروں روپیہ خرچ کر کے صرف آٹھ دس دن مدینہ پر کی حاضری کے میسر ہوئے ہیں۔ اس بہانہ مسجد نبوی شریف کی حاضری سے روم کر میں خبردار خبردار ہرگز ان کی باتوں میں نہ آؤ۔ حرم شریف کی نماز مدینہ پاک کی حاضری کو غنیمت جانو نہ معلوم پھر یہاں کی حاضری نصیب ہو یا نہ ہو۔

۴ مدینہ منورہ کی حاضری کے زمانہ میں اکثر اوقات حرم شریف میں گزارو۔ نماز بھی یہاں ہی پڑھو۔ نمازوں کے اوقات کے علاوہ خالی وقت میں تقدس متبرک مقامات کی زیارات کرو۔ ہم نے وہ مقامات اپنے تمام سفر ناموں میں تفصیل سے لکھ دیئے ہیں۔ اس فقیر گنہگار کو بھی مدینہ پاک کی دعاؤں میں یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

۵ کوشش کرو۔ کم از کم ایک بار مدینہ پاک کا رمضان و اعتکاف نصیب ہو۔ حکومت سعودیہ پاسپورٹ والے حجاج سے تنازل اور مزدور کے بہانہ بہت ریاں وصول کر لیتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جدہ اترتے ہی وکیل کی معیت اپنے پاسپورٹ پر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے لئے حق المزور کی مہر لگوائیں قریباً نوے یا سو ریاں حکومت لے گی۔ اور یہ مہر لگا دے گی۔ جس سے آپ کو مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے درمیان آمد رفت میں آزادی ہوگی

۶ درخواست پر حج کو جانے والے حضرات کو اکثر ایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ قرعہ میں ان کا نام نہیں نکلتا۔ اس لیے پاسپورٹ پر حج زیارات کرو۔ کوشش کر کے انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوالو۔ یا تمام ممالک اسلامیہ کا پاسپورٹ بنوالو۔ فی کس آٹھ سو روپیہ امانت لے کر یہ پاسپورٹ بن جاتا ہے۔ یہ رقم بعد میں واپس مل جاتی ہے۔ اس سے آپ کو یہ آسانی حج و زیارات نصیب



ہو جاوے گی۔ اگر وسعت۔ بجائش ہو تو ہوائی جہاز سے سفر کرو اس میں آسانی بہت ہے۔ خرچہ بھی بہت زیادہ نہیں۔ ماہ رمضان اگر مدینہ پاک میں گزارا جائے تو بہت برکت حاصل ہوں۔

۹ ہم سہائی لینڈ کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ہوائی جہاز کا جو ٹکٹ آپ اس سفر میں استعمال نہ کریں گے۔ اس کی رقم آپ کو واپس دی جاوے گی دس فی صدی کمیشن کٹ جاوے گا۔ ہم نے مجبوراً تین ٹکٹ استعمال نہ کئے عمان سے برہنہ چھریہ شلم سے دمشق پھر دمشق سے بیروت واپسی پر ان ٹکٹوں کا کرایہ واپس مانگا مگر نہ ملا۔ اپنا وعدہ پورا نہ کیا یہ وعدہ خلائی تجارتی اصول کے خلاف ہے۔ جو صاحب اس سفر نامہ سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ فقیر بے نوا کے لئے دعا کریں۔ رب تعالیٰ پھر رمضان و اعتکاف مدینہ پاک کا نصیب کرے اور حج و عمرہ مکہ معظمہ کا میسر فرماوے اور نیک اعمال و ایمان پر خاتمہ کی توفیق دے و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین۔ آمین یا رب العالمین۔

احمد یار خان خطیب جامع مسجد خوشید (گجرات پاکستان)

۱۹ ربیع آخر ۱۳۸۳ھ ۲۸ اگست ۱۹۶۴ء جمعہ



